

مطبوعات مؤتمراً مصنفین ۵

# قادیان سے اسرائیل تک

برطانوی اور صیہونی سامراج اور قادیانیوں کے باہمی گھمے روابطہ و تعلقات  
اسلام دشمنی کی مشترکہ سرگرمیوں اور شرمناک سیاسی کردار کا  
اس صدی کا سب سے مستند و واضح اور تحقیقی جائزہ

بسعی و اہتمام

مولانا سید سعید الحق

مدیر ماہنامہ "الحق"

مؤتمراً المصنّفین

دار العلوم حقانیہ، کوٹہ خشک (پشاور)

مطبوعات مؤتمَر المصنّفين ④

# قادیان سے اسرائیل تک

برطانوی اور صیہونی سامراج اور قادیانیوں کے باہمی گھمے ردِ ابط و تعلقاً  
اسلام دشمنی کی مشترکہ سرگرمیوں اور شرمناک سیاسی کردار کا  
اس صدی کا سب سے مستند و صحیح اور تحقیقی جائزہ

بسی واہتمام

مولانا سمیع الحق

مدیر ماہنامہ "الحق"

جملہ حقوق بحق مؤتمر المصنفین محفوظ

قادیان سے اسرائیل تک	کتاب
مؤتمر المصنفین	تالیف
مؤتمر المصنفین	ناشر
۷	سلسلہ مطبوعات
۲۲۴	صفحات
ایس ڈی پرنٹرز راولپنڈی	طبع
۲۰ روپے	قیمت
سید نفیس الحیدری	سرورق
۵۱۳۹۸	طبع اول
۵۱۴۰۲	طبع دوم

## پیش لفظ

قادیانی فرقہ مذہبی سے بڑھ کر ایک سیاسی فرقہ ہے۔ انیسویں صدی کے عظیم استعماری سامراج برطانیہ نے اپنے مکروہ سیاسی عزائم کی تکمیل کے لئے اسکی نشوونما میں بنیادی حصہ لیا پھر اسے اس تختی برعظیم پاک و ہند میں سامراجی مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بنایا۔ دوسری طرف عالم عرب کے سینہ میں جب صیہونی قوت اسرائیل کا خنجر پیوست کیا جا رہا تھا تو قادیانیت اس کیلئے ہراول دستہ ثابت ہوئی، مغربی سامراج کے زیر اثر افریقی ممالک میں بھی قادیانی جماعت ہی پس پردہ آلہ کار بنی رہی یہ حقائق اب ڈھکے چھپے نہیں رہے، مگر جتنی ضرورت تھی قادیانیوں کے اس اسلام دشمن سیاسی کردار پر کما حقہ روشنی نہیں ڈالی جاسکی، بلاشبہ علماء اسلام نے قادیانیت کے مذہبی دینی عقائد کے پہلو پر اتنا کچھ لکھا کہ اس سے اسلامی علم الکلام میں ایک وقیح اضافہ ہو گیا۔ لیکن ملت مسلمہ اور عالم اسلام کو اس مار آستین ٹوڑے کے اصل سیاسی عزائم اور مشاغل سے متعارف کرنے کا کام اب بھی وقت کا ایک اہم فریضہ ہے۔

توزی اسمبلی میں جب قادیانیت کا مسئلہ زیر بحث تھا تو ملت اسلامیہ کے موقف کے نام سے مسلمانوں کی طرف سے جو بیان دیا گیا اس کے آخری باب سیاسی حصہ میں احقر نے قادیانیوں کے اس رخ سے نقاب اٹھانے کی کوشش کی جس کے خاطر خواہ اثرات ظاہر ہوئے اور ایوان کی اکثریت محو حیرت ہو گئی، اس کے بعد حضرت مولانا محمد یوسف بنوری مرحوم کی طرف سے ایک کتابچہ اسی موضوع پر شائع ہوا اور قادیانیوں کے ذمہ دار افراد کی طرف سے اس کا جواب دینے کی کوشش کی گئی مگر اس موضوع پر محدود مصلحہ اور سائنٹفک انداز میں نہایت مستند اور تحقیقی مواد پر مبنی بے لاگ جائزہ کی اب بھی ضرورت تھی۔ الحمد للہ کہ مؤتمر المصنفین نے ایک فاضل رکن کو اس اہم کام پر لگایا اور انہوں نے

طویل محنت، عرق ریزی سے اس کام کو موجودہ شکل میں مرتب فرمایا۔ قادیانی اور غیر قادیانی  
 مآخذ کے علاوہ انہوں نے یورپ کے اہم مآخذ کی چھان بین بھی کی، وسیع مطالعہ فرمایا  
 اور نہایت جانفشانی سے اس مکروہ شرمناک سیاسی کردار سے پردہ اٹھانے کی کوشش کی اور  
 بحمد اللہ عزوجل قادیانیت کے سیاسی کاروبار پر پیش نظر کتاب کو اس صدی کی  
 ایک اہم جامع مدلل اور مستند کتاب قرار دیا جاسکتا ہے۔ جسے مؤتمر المصنفین ملت مسلمہ  
 کی عدالت میں پیش کر رہا ہے۔ حق تعالیٰ سے التجار ہے کہ یہ حقیر سعی مشکور و بار آور ثابت  
 ہو۔ خدا کرے یہ کتاب دنیا کی اہم زبانوں عربی، انگریزی، فرانسیسی اور بعض افریقی زبانوں  
 میں بھی شائع ہو جائے۔ اور مصنف کی یہ محنت مسلمانوں کو اس مارا ستین جماعت  
 کے اسلام دشمنی کے شرمناک کردار سے معارف اور متنبہ کرنے کا ذریعہ بن جائے۔

خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام لیا ہوا فرد اور دینی و ملی جماعتوں اور تنظیموں  
 سے اپیل ہے کہ وہ اپنے طور پر اس کتاب کو پھیلانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

سمیع الحق

صدر مؤتمر المصنفین

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خشک

۲۶ ذی قعدہ ۱۳۹۸ھ

## عرضِ مؤلف

تحریکِ قادیانیت کی تاسیس میں کونسا خفیہ ہاتھ کام کر رہا تھا؟ برطانوی سامراج اور یہودی قوم پرستوں نے ہندوستان اور عالمِ عرب میں بے پناہ تخریب کاری کیلئے اس سیاسی تحریک کے پلیٹ فارم کو کیسے استعمال کیا؟ قادیانی مشن استعمار کے زیرِ تسلط ممالک میں کیا کردار ادا کرتے رہے؟ فلسطین مشن کی سیاسی غرض و نیت کیا تھی؟ اسرائیل کے قیام اور تعمیر کے المیہ میں قادیانی اکابر نے کن کن زاویوں سے مالی و جہانی خدمات انجام دیں؟ اس مختصر مقالے میں ایسے بہت سے سوالات کا جواب درج ہے؟ موضوع بہت وسیع اور گہمیر ہے امید ہے کہ اہل فکر و نظر اس سامراجی صیہونی سازش کے اور بہت سے خفیہ گوشوں کو آشکار کریں گے۔ اور مذہب کے نام پر پھیلانے گئے اس شرمناک سیاسی کاروبار کی حقیقت سے ملتِ اسلامیہ کو روشناس کرائیں گے۔ مقالے کی تالیف میں کئی اکابرین سے انٹرویو لئے گئے اور قادیانی جماعتوں کے ذمہ دار افراد اور سابق مبلغین سے طویل ملاقاتیں کی گئیں۔ مستند ماخذ اور قادیانی لٹریچر کے حصول کے لئے بہت سے احباب نے تعاون فرمایا، خدا انہیں جزائے خیر دے۔ سید برکات احمد صاحب اجمیری اور جناب شفیع فاروقی صاحب مینجر الحق اس سلسلے میں بہت ممنون ہوں۔

اللہ تعالیٰ سب حضرات کو جزائے خیر دے۔

میرا بچپن یقین ہے کہ یہ مقالہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ عالی کی پُرِ خلوص دعاؤں اور نیک تمناؤں کا ثمرہ ہے۔ آپ کے فرزندِ حبیب مولانا سمیع الحق صاحب نے خاکسار کی پیہم حوصلہ افزائی کی۔ خداوندِ قدوس کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ مولانا سمیع الحق صاحب کے اس ارشاد کو کہ یہ کتاب آپ کی اور ہماری آخری نجات کا سامان اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ بنے گی۔ "شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔"

# فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۹	اینگلو اسٹیزم	۳	پیش نظر
۵۳	۳- سامراجی صیہونی آلہ کار <b>باب</b>	۵	عرض ٹرگٹ
۵۳	اسلامی ممالک میں سازشیں	۱۰	کتابیات
۵۶	کابل میں جاسوسی		فہرست
۵۸	ترکی حکومت کے خلاف پروپیگنڈہ	۱۷	۱- سیاسی تحریک مذہبی روپ <b>باب</b>
	صیہونی آلہ کار	۱۷	یہودی سامراجی گٹھ جوڑ
۶۶	۴- حکیم نور الدین کا دور <b>باب</b>	۲۰	اسلامی تحریکیں
۶۷	جنگ بلقان	۲۲	ہنٹر رپورٹ
۶۹	مرزا محمود کا سفر حجاز	۲۳	بطانوی وفد کی رپورٹ
۷۰	عجمی لارنس	۲۵	مرزا صاحب کا انتخاب
۷۲	مصالح العرب	۲۷	تحریک کا آغاز
۷۲	عبرت انگریز وفات	۳۰	مہدی کا دعویٰ
۷۴	۵- سیاسیات دور ثانی <b>باب</b>	۳۲	۲- یہودی مسیح موعود <b>باب</b>
۷۴	ترک دشمن پروپیگنڈہ	۳۵	یہود کی تاریخ
۷۵	جنگ عظیم اول	۳۷	مسیح موعود کا تصور
۷۶	سقوط بغداد	۳۹	مسیح موعود اور اسلامی ریاستیں
۷۹	حجاز میں سازشیں	۴۲	یہودیت کے عناصر
۸۰	سقوط شام	۴۸	تقریب مسیح

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۶	۸۔ نئے نئے مصلحت نئے نئے باب	۸۳	یہودی ریاست کا اعلان
۱۲۷	مصلح قادیانی	۸۵	مرزا محمود کی خصوصی ملاقات
۱۲۹	رائل کمیشن رپورٹ	۸۷	جنگ عظیم کا خاتمہ
۱۳۰	شرمنگ ادارہ	۸۸	جنگ کابل
۱۳۳	قادیانی مجاہد	۹۰	روس میں جاسوسی
۱۳۳	عرب کانگریس شام	۹۳	ترکی میں قادیانی
۱۳۴	عرب رہنماؤں کی گرفتاری		فوجی انقلاب
۱۳۵	قادیانی صاحبزادوں کا درود مصر	۹۶	۶۔ مرزا محمود کی لندن یاترا باب
۱۳۸	فلسطین کانفرنس لندن	۹۷	فلسطین برطانوی انتداب میں
۱۴۱	۹۔ عالمی استعمار کے گماشتے باب	۹۹	فلسطین میں سازباز
۱۴۲	برطانیہ کے نئے جوش وفاداری	۱۰۱	دشمن میں مسلمانوں کا احتجاج
۱۴۳	بین الاقوامی سطح پر سیاسی خدمات	۱۰۳	لندن میں سرگرمیاں
۱۴۵	انگریز کے ایجنٹ	۱۰۴	کابل میں ایک قادیانی کی سنگساری
۱۴۶	تخریب کار مبلغ	۱۰۷	لندن مسجد سردار
۱۴۷	جاسوسوں کی کھیمپ	۱۱۱	۷۔ لندن منصوبے کی تکمیل باب
۱۴۸	خلا کی وحی کی رو سے برطانیہ کی خدمت	۱۱۲	شمس پر قاتلانہ حملہ
۱۵۱	جاپان میں جاسوسی	۱۱۴	فلسطین مشن کا قیام
۱۵۱	جاوا میں انگریز کے جاسوس	۱۱۶	بیت المقدس کانفرنس
۱۵۳	انڈیشیا کی آزادی اور قادیانی موقف	۱۱۹	ابوالعطا جان دہری کی سازشیں
۱۵۵	جدیشہ میں جاسوس ڈاکٹر	۱۲۱	ظفر اللہ کے مذاکرات
۱۵۶	مشرقی یورپ میں یہودیوں کی امداد	۱۲۱	سیاست تبلیغ
۱۵۷	البانیا اور یوگوسلاویہ میں سازشیں	۱۲۳	قادیانی فریب کار



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸۳	ریاستوں میں تخریب کاریاں	۱۵۹	سپان اور اٹلی میں جاسوس مبلغ
۱۸۵	کانگریس کی آغوش میں	۱۶۱	خفیہ پولیس کی نگرانی
۱۸۶	اکھنڈ بھارت کے موئذ	۱۶۱	ملکہ مگر میں قادیانی جاسوس
۱۸۶	ڈیٹن سٹی	۱۶۳	افغانی جاسوس
۱۸۶	برطانوی اہلی جنس سے ساز باز	۱۶۳	ہٹلر کے وفادار
۱۸۷	ہجرت کا انکشاف	۱۶۵	۱۰۔ جنگ عظیم اور قادیانی تخریب کار پاب
۱۸۷	دلی منصوبے کی تکمیل	۱۶۶	قادیانی خدمات
۱۸۹	۱۱-۱۲۔ اقوام متحدہ اور مسٹر فلسطین پاب	۱۶۶	سیاسی جوڑ توڑ کا مرکز
۱۸۹	نئے مبلغوں کا تقرر	۱۶۷	مفتی اعظم کے خلاف جاسوسی
۱۹۰	پاکستانی وفد اقوام متحدہ میں	۱۶۹	سرفخر اللہ کی لندن میں تقریر
۱۹۰	خصوصی مشن	۱۷۰	تبلیغی گھاتیں
۱۹۱	ڈیلی کمیٹیوں کی رپورٹ	۱۷۲	سرفخر اللہ کا دورہ فلسطین
۱۹۲	شام کے ابدال ہیں بلاتے ہیں	۱۷۳	اینگلو امریکن کمیٹی
۱۹۲	سرفخر اللہ کو فلسطینی وفد کے رہنما کا اقتباہ	۱۷۴	خفیہ دستاویزات
۱۹۵	تقسیم فلسطین	۱۷۵	قادیانی میمورنڈم
۱۹۶	سرفخر اللہ اور پاکستان کا موقف	۱۷۵	اینگلو امریکن رپورٹ
۱۹۶	سرفخر اللہ مشتاق ہیں	۱۷۶	سیاست تبلیغ
۱۹۹	۱۳۔ یہودی ریاست کے سائے میں پاب	۱۷۷	سرفخر اللہ شمس کی صیہونیت نوازیں
۱۹۹	سراجی صیہونی گٹھ جوڑ	۱۷۹	سرفخر اللہ کی امریکہ میں سرگرمیاں
۲۰۰	اسرائیلی فتوحات	۱۸۲	فلسطین میں روسی امداد کا رویا
۲۰۰	مرزا محمود کا پیغام	۱۸۳	۱۱۔ تحریک پاکستان اور قادیان پاب
۲۰۱	انتہائی شرمناک سرگرمیاں	۱۸۴	برطانوی خراج تحسین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۱۱	عرب اسرائیل جنگ	۲۰۲	عرب افواج کی کارروائی
۲۱۳	مرزا محمود کا دورہ یورپ	۲۰۳	مرزا محمود کا مہفلت
۲۱۳	افریقہ میں صیہونی لابی	۲۰۴	امریکن حکام شید برادر
۲۱۶	تل ابیب کے ایجنٹ	۲۰۶	سیٹوں میں شمولیت
۲۱۶	یہودی ادارے فورڈ فاؤنڈیشن کا آلکار	۲۰۸	مرزا محمود کا دورہ دمشق
۲۱۷	مشرقی پاکستان کا المیہ	۲۰۸	قادیانی مبلغ کی امریکی صدر سے ملاقات
۲۱۹	عرب زعماء کی تشویش	۲۰۹	اسرائیلی املاؤ
۲۲۲	تحریک ختم نبوت	۲۱۰	پاک بھارت جنگ
۲۲۳	اسرائیلی گروپ سے ربط و ضبط	۲۱۱	خلیج فارس میں تخریب کاری

# کتابیاتِ (مآخذ)

## قادیانی مآخذ

- ۱- تاریخ اہمیت جلد اول تا سیزدہم، مؤلف دوست محمد قادیانی ربوہ
- ۲- تبلیغ رسالت، جلد اول تا دہم، مرتبہ میر قاسم علی قادیانی، قادیان
- ۳- ڈاکٹر بشارت احمد، مجدد اعظم دو حصے، لاہور۔ مراۃ الاختلاف لاہور ۱۹۳۸ء
- ۴- مرزا غلام احمد، کتاب البریہ، براہین احمدیہ، کشف الغلاء، راز حقیقت، تذکرہ، نولہ حق۔ حقیقت الوحی، مسیح ہندوستان میں، ملفوظات، نشان آسمانی، حکومت انگریزی اور جہاد۔ تحقیقت المہدی، تحفہ گولڑویہ۔
- ۵- مرزا محمود احمد، برکاتِ خلافت، سیرت مسیح موعود، زندہ خدا کے زبردست نشان، تحفہ ویلز، المبشرات دی سپلٹ
- ۶- مفتی محمد صادق، قبر مسیح، واقعات صحیحہ
- ۷- خواجہ نذیر احمد، جینیسیس ان ہیون آن ارتھ، لاہور
- ۸- مست نزا احمد فاروقی، کسر صلیب، فتح حق، لاہور
- ۹- زین العابدین ولی اللہ شاہ، حیات آخرتہ، ربوہ ۱۹۵۳ء
- ۱۰- فتح محمد سیال، جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات، لاہور ۱۹۲۷ء
- ۱۱- ظفر الاسلام قادیان، فضل عمر کے زین کارنامے، قادیان
- ۱۲- سر ظفر اللہ، تحمیشِ نعمت، لاہور (ii) دی ایگونی آف پاکستان، لندن (iii) دی ہیڈ آف احمدیہ موومنٹ، لندن
- ۱۳- ڈاکٹر میر محمد اسماعیل، تاریخ مسجد فضل لندن، قادیان ۱۹۲۷ء
- ۱۴- مبارک احمد، اور فاسن مشنرز (انگریزی)، ربوہ (ii) اشاعت اسلام اور چہری ذمہ داریاں۔ ربوہ

- ۱۵۔ جلال الدین شمس، صداقت مسیح موجود، ربوہ (ii) ویسٹ ڈیو جینرلس ڈائی، ربوہ، تحقیقاتی رپورٹ  
۱۹۵۳ء پرتبصرہ
- ۱۶۔ محمد یوسف پشاوری، عیسیٰ در کشمیر
- ۱۷۔ مرزا طاہر احمد، ربوہ سے تل ابیب تک، ربوہ
- ۱۸۔ محمد شریف، الہدئی (عربی)، حیفا، اسرائیل ۱۹۵۱ء
- ۱۹۔ غلام نبی مسلم، قیام پاکستان کے لئے احمدیہ انجمن لاہور کی جدوجہد، لاہور
- ۲۰۔ حزام دی ورلڈ پریس، قادیانی مشن لندن (مؤلف رفیق باجوہ)
- ۲۱۔ دی قادیانی نرسا کے نام مسلم مائی نارٹی ان پاکستان، قادیانی مشن لندن ۱۹۵۹ء
- ۲۲۔ مولوی محمد علی، حقیقت اختلاف، النبوة فی الاسلام، مسیح موجود
- ۲۳۔ تحریک احمدیت، جلد اول و دوم، انجمن احمدیہ۔ لاہور

## غیر قادیانی ماخذ

- ۱۔ آغا شورش کاشمیری، تحریک ختم نبوت، مرزا نیل، عجیب اسرائیل، لاہور
- ۲۔ نور احمد، مارشل لار سے مارشل لار تک، لاہور
- ۳۔ جی الانا، قائد اعظم (انگریزی) کراچی
- ۴۔ مستز احمد ہمسئلہ کشمیر، لاہور
- ۵۔ مولانا فرید احمد، دی سن بی ہائینڈ کلاوڈز، ڈھاکہ ۱۹۷۰ء
- ۶۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمن، قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ، اکوڑہ خٹک
- ۷۔ مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری، رئیس قادیان، ملتان (ii) ائمہ تبلیغ، لاہور
- ۸۔ فریڈرشلر، افغانستان
- ۹۔ محمد قمر، فاروقی، سفر نامہ اقبال، کراچی
- ۱۰۔ لطیف احمد شروانی، حرف اقبال، لاہور

- ۱۱- منیر رپورٹ ۱۹۵۳ء
- ۱۲- عبداللہ ملک، پنجاب کی سیاسی تحریکیں، لاہور
- ۱۳- اشرف عطار، کچھ پریشانیوں کے کچھ شکستہ داستانیں، لاہور
- ۱۴- مفتی شاہ سعادت، تحقیق یوز آفسٹ سری نگر
- ۱۵- مولانا ایلیاس برنی، قادیانی مذہب، لاہور
- ۱۶- مولانا ابوالحسن ندوی، قادیانیت، لاہور
- ۱۷- مولانا فیض محمد، مہ منیر (سوانح میر ہسب علی شاہ گولڑوی)
- ۱۸- مولانا عالم آسی، الکاویۃ، امرتسر
- ۱۹- مولانا شاد اللہ امرتسری، امرتسری قادیان اور شاہ انگلستان، مرزا قادیانی وغیر ہم کراچی (مکتبہ شعیب کراچی سیریز)
- ۲۰- غلام احمد پرویز، احمدیت و اسلام اور ختم نبوت، لاہور
- ۲۱- سید ابوالاعلیٰ مسودودی، قادیانی مسئلہ، لاہور
- ۲۲- غلام جیلانی برق، حرفِ محرانہ
- ۲۳- ملک محمد جعفر، سحر و سحر کی احمدیت
- ۲۴- مولانا محمد یوسف بنوری، ربوہ سے تل ابیت تک،
- ۲۵- قادیانی مذہب و سیاست، مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

## انگریزی ماخذ

- ۱- انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا
- ۲- انسائیکلو پیڈیا آف ریجنز اینڈ ایٹھس
- ۳- انسائیکلو پیڈیا امریکن
- ۴- برٹش انسائیکلو پیڈیا

- ۵- بیوشس انسائیکلو پیڈیا۔
- ۶- چیمبرز انسائیکلو پیڈیا۔
- ۷- این انسائیکلو پیڈیا آف ورلڈ ہسٹری، لندن ۱۹۷۲ء
- ۸- کیمبرج ہسٹری آف اسلام، لندن
- ۹- ڈکشنری آف امریکن بیگرائٹی، نیویارک
- ۱۰- انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، جلد اول و دوم
- ۱۱- ویسٹ بیگرائٹیکل ڈکشنری، نیویارک
- ۱۲- جے ایس سوین، اسے ہسٹری آف ورلڈ سویلریشن دہلی
- ۱۳- ڈبلیو این ویج، دی ہسٹری آف ورلڈ لندن
- ۱۴- مشنری نادرز رپورٹ لندن
- ۱۵- ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر، دینی آئین مسلمانز، کلکتہ
- ۱۶- سوشلوجیکل ریویو، لندن
- ۱۷- ٹکی قی نام، دی سٹیٹ آف اسرائیل، ماسکو
- ۱۸- یو۔ ایوانو، کاشن زیونزم، ماسکو
- ۱۹- فلپ ٹائٹلی اینڈ سپین دی سیکرٹ لاؤز آف لارنس، لندن
- ۲۰- ایچ۔ ہونگرگ، سیریا اینڈ لبنان انڈر فرنچ مینڈریٹ، لندن ۱۹۵۸ء
- ۲۱- رونٹی گابائے، اسے پولیٹیکل سٹوری آف دی عرب جیوش کانسٹراکٹ، جینیوا ۱۹۵۹ء
- ۲۲- ہارج لیس زووسکی، دی ٹڈل ایسٹ ان ورلڈ آمینز، نیویارک
- ۲۳- برگس، ہسٹری آف پلستان، لندن ۱۹۴۹ء
- ۲۴- ایسکو لو، اسے ہسٹری آف زیونزم، لندن
- ۲۵- ایم۔ منیا، دی بگائے نیویارک، ۱۹۶۶ء
- ۲۶- سامی جلدوی، دی بیٹر ہاروسٹ، نیویارک ۱۹۶۷ء

- ۲۷۔ آرکلاس سین، اے نیشن ری بورن، لندن، ۱۹۶۰ء
- ۲۸۔ اینی لیٹور، وی ری سرکیشن آف اسرائیل، نیویارک
- ۲۹۔ بن ہالیرن، وی آئیڈیا آف اے جیوش سیٹ، نیویارک
- ۳۰۔ ندیم دھکی، پلسٹائن اینڈ یونائیٹڈ نیشنز، عمان، ۱۹۶۸ء
- ۳۱۔ بن گوریال، ری برتھ اینڈ ڈیسٹنی آف اسرائیل
- ۳۲۔ گلپ پاشا، برٹن اینڈ وی عربز، سٹوری آف وی عرب لیجن
- ۳۳۔ ایس نائز، وی عرب اسرائیلی کانفلکٹ، نیویارک
- ۳۴۔ جیکب ایم لائیو، وی عربز ان اسرائیل، لندن
- ۳۵۔ لیون پورس، ایگزٹو افس، نیویارک، ۱۹۶۰ء
- ۳۶۔ ڈاکٹر لیوس سپنر، وی ان فون لائف آف جینرس، امریکہ
- ۳۷۔ دونڈرا کوٹسک، سنٹرل ایشیا، ان ماڈرن ٹائمز، ماسکو، ۱۹۶۰ء
- ۳۸۔ جیمز مارٹن، ڈیوڈ جینرس ایرامزم وی ڈیڈ، لندن
- ۳۹۔ فلپ متی، ہسٹری آف سیریا
- ۴۰۔ اولفٹ کیر وادی سیکانڈ لندن، ۱۹۵۷ء
- ۴۱۔ ڈاکٹر ویلیو ایف ایل براٹ، آرکیولوجی آف فلپائن، لندن
- ۴۲۔ ٹی آر مگور، وی اینٹنٹ ورلڈ لندن
- ۴۳۔ سید عرفان لطفی، ایسیٹ اینڈ کرومر، لندن
- ۴۴۔ لیری کونز اینڈ ڈومینیک یسپرے، اویروشلم، لندن، ۱۹۶۳ء

## مقالات

- ۱۔ عجم کی کرنل لارنس، سلفظ اللہ، ہفت روزہ چٹان لاہور۔ ۹ فروری ۱۹۶۰ء
- ۲۔ تحریک قادیانیت اور صہیونیت، ماہ نامہ ترجمان اکیڈمی لاہور، مارچ ۱۹۶۱ء

- ۳- مرزا قادیان اور اسلامی ممالک، ماہنامہ البلاغ کراچی۔ جنوری ۱۹۷۲ء
- ۴- اسرائیل کے قیام میں قادیانیوں کا حصہ، ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور۔ جولائی ۱۹۷۲ء
- ۵- استحکام پاکستان اور مرزا نیٹلس " " " " اگست
- ۶- پاکستان کے غلامان قادیانی صیہونی گٹھ جوڑ " " " " ستمبر
- ۷- اگٹھ ہندوستان کا قادیانی منصوبہ " " " " اکتوبر
- ۸- کشمیر میں قادیانی سازش، ماہنامہ الحق اکوڑہ تنگ، پشاور۔ جنوری ۱۹۷۳ء
- ۹- مرزا قادیانی کی یہودیوں کے لئے ایک عظیم خدمت۔ ماہنامہ البلاغ کراچی اپریل ۱۹۷۳ء
- ۱۰- قادیان کا اسرائیل مشن، ہفت روزہ چٹان لاہور، اکتوبر ۱۹۷۳ء
- ۱۱- وفات مسیح کا قادیانی نظریہ۔ ماہنامہ البلاغ کراچی دسمبر ۱۹۷۳ء
- ۱۲- قادیانیت کے خفیہ مالی ذرائع۔ ماہنامہ الحق اکوڑہ تنگ۔ اپریل ۱۹۷۴ء
- ۱۳- سیاست کی خفیہ مذہبی تنظیم۔ ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور جولائی ۱۹۷۴ء
- ۱۴- قادیانی اور صیہونی اسرائیل۔ ماہنامہ الحق اکوڑہ تنگ جنوری ۱۹۷۶ء
- ۱۵- اسرائیل میں قادیانی مشن " " " " فروری

## مجلات و جرائد

- |                                   |                           |
|-----------------------------------|---------------------------|
| ۱- الفضل قادیان                   | ۸- ماہنامہ فرقان - قادیان |
| ۲- الفضل - لاہور                  | ۹- الفرقان - ربوہ         |
| ۳- الفضل - ربوہ                   | ۱۰- ہفت روزہ المصلح کراچی |
| ۴- احکم - قادیان                  | ۱۱- لاہور - لاہور         |
| ۵- البدر -                        | ۱۲- ماہنامہ ترجمہ جدید    |
| ۶- ریویو آف ریلیجز، اردو، انگریزی | ۱۳- انصار اللہ - ربوہ     |
| ۷- فاروق - قادیان                 | ۱۴- تیشیز لائفلن - قادیان |



۳۰	ماہنامہ اہلسلاغ - کراچی	۱۵	تشیخ لادان - ربوہ
۳۱	سیارہ دانشگاہ - لاہور	۱۶	پیغام صلح - لاہور
۳۲	اردو ڈائجسٹ -	۱۷	ماہنامہ روح الاسلام - لاہور
۳۳	نوائے وقت	۱۸	لائٹ - لاہور
۳۴	پاکستان ٹائمز - لاہور - راولپنڈی	۱۹	خالد - ربوہ
۳۵	مارنگ نیوز - کراچی	۲۰	زمیندار - لاہور
۳۶	ہفت روزہ اڈٹ لک کراچی ۱۹۷۰ تا ۱۹۷۲ء	۲۱	ڈان - کراچی
۳۷	ماہنامہ ترجمان ایگریکچر - لاہور ۱۹۷۱ تا ۱۹۷۳ء	۲۲	کوہستان - راولپنڈی
۳۸	ہفت روزہ اہلحدیث -	۲۳	جنگ - راولپنڈی - کراچی
۳۹	تائید اسلام - لاہور ۱۹۳۰ تا ۱۹۳۳ء	۲۴	ہفت روزہ زندگی - لاہور
۴۰	دی ٹریبون - نامہجریہ یا خلافت لائبریری - ربوہ	۲۵	ہفت روزہ طاہر -
۴۱	ایسٹ افریقن ٹائمز - (خلافت لائبریری لاہور) جون ۱۹۵۷ء - دسمبر ۱۹۵۷ء	۲۶	ہفت روزہ چٹان
۴۲	البشری، فلسطین اسرائیل (خلافت لائبریری ربوہ)	۲۷	ہفت روزہ لولاک - لائل پور
		۲۸	ہفت روزہ المنبر -
		۲۹	ماہنامہ الحق - کوثرہ خشک

## سیاسی تحریک — مذہبی بہروپ

انیسویں صدی کے آخری سالوں میں برطانوی سامراج کے زیر تسلط ہندوستان کے علاقے مشرقی پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان سے مرزا غلام احمد نامی ایک شخص نے مذہبی اصلاح کے نام پر ایک تحریک کی نیا اٹھائی جسے انہوں نے بعد میں احمدیت کا نام دیا۔ آپ مغل برلاس خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور ایک جاگیر دار مرزا غلام مرتضیٰ کے بیٹے تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اس خاندان نے برطانوی سامراج کو ہر طرح سے امداد پہنچائی۔ غلام مرتضیٰ اور ان کے بڑے بیٹے غلام قادر نے انگریزی فوج میں شامل ہو کر مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگے۔ ترموں (گورداسپور) کے گھاٹ پر مجاہدین آزادی کو تہ تیغ کرنے میں انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اس ملت کشی کے صلے میں برطانوی سامراج نے اس خاندان کو انعام و اکرام سے نوازا اور ان کے ملت فروشانہ کردار کی تعریف کی۔

سر سید گلشن کی تالیف "پنجاب چیئرس" میں اس خاندان کی برطانوی راج کے قیام کے لئے خدمات کا اعتراف موجود ہے۔ یہ دستاویز اسی لئے مرتب کی گئی تھی کہ ان خاندانوں کو مستقبل میں نوازا جائے جنہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں جسے انگریز غدار قرار دیا تھا، اس کا ساتھ دیا۔ مرزا غلام احمد نے اپنی متعدد تالیفات میں اپنے خاندان کی

سامراج کے نئے خدمات اور وفا داریاں گنوائی ہیں۔

یہودی سامراجی گٹھ جوڑ

حقیقی غرض و نیت سے شناسائی حاصل کرنے کے لئے ہمیں ایک تو برطانوی سامراج کی سیاسی پالیسی پر نظر رکھنی ہوگی، دوسرے یہودی تحریک قومیت۔ صیہونیت، ۱۸۹۷ء کے رہنماؤں اور انگریز کے بڑے بڑے روابط کا جائزہ لینا ہوگا۔ اس پس منظر میں قادیانی تحریک کے کردار کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی برطانوی سول سروس کے یہودی افسر اس تحریک کی کامیابی کے لئے ہر سطح پر کوشاں تھے، دراصل وہ ہر ایسی تحریک کے قیام اور اسکی سرپرستی کے لئے جیتاب تھے جو برطانوی سامراج کے توسیع پسندانہ اغراض اور صیہونیت کے سیاسی عزائم کے دوسرے مقصد کو پورا کرنے کی اہل ہو۔ ان دونوں طاقتوں کا بڑا نشانہ ترکی کی عظیم سلطنت تھی لہذا مکڑے مکڑے کر کے ہی علاقائی توسیع پسندی اور فلسطین میں یہودی ریاست کے خواب کو پورا کیا جاسکتا تھا۔

یہ حقیقت پیش نظر ہے کہ انیسویں صدی کے وسط میں رسل اوتھ بل پاس ہونے کے بعد یہودی برطانیہ کی سیاست پر چھائے جا رہے تھے اور سول سروس میں اعلیٰ عہدے حاصل کر کے برطانوی نوآبادیات میں قدم جا رہے تھے۔ جدید سیاسی افکار نے یہودی اور عیسائی کے مذہبی امتیازات کو ختم کر دیا تھا۔ ۱۸۸۵ء سے ۱۹۰۲ء تک برطانیہ

۱۔ کتاب البرہ (۱۸۹۷ء) تھتھ قیصریہ (۱۸۹۷ء) کشف الغطار (۱۸۹۸ء) تریاق القلوب (۱۹۰۷ء)

۲۔ اس مسئلے کی دلچسپ بحث سابق مبلغ امرتلی، محمد شریف قادیانی نے مرزا غلام احمد کی تالیف

الهدی کے عربی ترجمہ کے مقدمے میں کی ہے۔ یہ کتاب دسمبر ۱۹۰۵ء میں مطبع احمدیہ حیفاء، امرتلی سے طبع ہو

کہ قادیانی مشن امرتلی سے شائع ہوئی۔

کے تین وزراء اعظم — سالسبری، گلڈسٹون اور روزبری — میں سے اول الذکر کٹر  
 یہودی تھا اور دوسرے دو یہود نوازی اور ترک دشمنی میں اپنی مثال آپ تھے۔ تحریک  
 صیہونیت (۱۸۹۷ء) کی بنیاد رکھ کر تھیوڈر ہرزل نے جب عثمانی حکومت کے قبضے سے  
 فلسطین کو آزاد کرانے کا اعلان کیا تو برطانیہ نے صیہونی لیڈروں سے مضبوط روابط قائم  
 کرتے اور ایک مشترکہ سیاسی لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے مذاکرات کا آغاز کیا۔ یہودی  
 ریاست کے سوال پر برطانوی سیکرٹری نوآبادیات جوزف چیمبرلین اور ہرزل کی طویل  
 ملاقاتیں ہوئیں جن کے نتیجے میں برطانیہ نے یوگنڈا میں یہودی ریاست کے قیام کی تجویز  
 پیش کی لیکن یہود برادری نے اسے مسترد کر دیا۔ ۱۹۰۲ء میں دنیا کے تمام ممالک میں  
 یہودیوں نے صیہونیت کے پروگرام کے مطابق یہودی ریاست کے قیام کے لئے وسائل  
 کو بروئے کار لانے کی جدوجہد کو تیز کر دیا۔ اس کی بڑی وجہ برطانیہ میں آر تھرجے بالفور کا وزیر اعظم  
 کے عہدے پر فائز ہونا تھا۔ بالفور سابق وزیر اعظم برطانیہ سالسبری کا بھتیجا تھا، اور اس کی  
 لبرل یونینٹ وزارت (۱۸۸۶ء تا ۱۸۹۲ء) میں چیف سیکرٹری کے عہدے پر فائز رہ  
 چکا تھا۔ یہ وہی بنیام زانہ یہودی ہے جو اعلان بالفور (۱۹۱۷ء) کا مجوز تھا۔ اپنے دور وزارت  
 (۱۹۰۲ء تا ۱۹۰۵ء) میں اس نے صیہونیت کے فروغ کیلئے زبردست تحریک چلائی اور  
 دنیا کی تمام صیہونیت نواز (PRO-ZIONIST) تحریکوں کی بھرپور مدد کی۔ ۱۹۰۵ء میں  
 سر بینان وزیر اعظم برطانیہ بنا، فارن سیکرٹری سر ایڈورڈ گرے اس کا متحد تھا۔ انہوں نے  
 اپنے پیشروؤں کی ترک دشمن پالیسی پر پورا پورا عمل کیا، اس عہد میں ہندوستان کے دائرے  
 لارڈ کرزن (۱۸۹۹ء تا ۱۹۰۷ء) ہندوستان کو بیس بنا کر مشرق وسطیٰ میں سامراجی سازشوں  
 کی تکمیل میں سرگرم رہے۔ یہ تاریخی حقیقت بھی منظر عام پر آچکی ہے کہ یہود کے سیاسی

مفادات کے تحفظ کے لئے ہندوستان کی سول سروس کے بعض غیر یہود افسر بھی سرگرم عمل تھے جو اننگلو اسرائیلی ایسوسی ایشن لندن کے اراکین تھے اور مختلف فوجی اور انتظامی عہدوں پر فائز تھے جن میں فوج کے جنرل اور گورنر تک کے عہدے شامل تھے۔ یہ لوگ صیہونیت کے عمومی مقاصد کی تکمیل میں کوئی کسر اٹھانہ رکھتے تھے۔

**اسلامی تحریکیں** | بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کے خلاف سامراجی صیہونی سازش کی جا رہی تھی، لیکن اسلامیان عالم خصوصاً ہندوستان کے مجاہدین آزادی اپنی تمام تر مجبوریوں کے باوجود انگریز کے جابرانہ تسلط کے خلاف نبرد آزما تھے۔ ۱۸۶۳ء میں امبیلہ (شمال مغربی سرحد) کے مقام پر سید احمد شہید کے پیروکاروں نے برطانوی افواج سے اس جرات و پامردی سے مقابلہ کیا کہ خود برطانوی جرنیل براؤن لو، کینز وغیرہ ان کی شجاعت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۱ء تک سرحد کے غیور مجاہدوں نے اپنے خون سے آزادی کے چمن کی آبیاری کی۔ یہ سلسلہ برصغیر کے طول و عرض میں پھیلا ہوا تھا اور جہاد کا اعلان کر کے مسلمان جو سرفروشانہ کارنامے سرانجام دے رہے تھے، ان سے انگریز خوفزدہ تھا، ان تحریکوں کی روک تھام کے لئے اس نے پورے ہندوستان سے گرفتاریوں کا سلسلہ شروع کیا۔ انبالہ، پٹنہ، مالده اور راج محل میں ہندوستان کے مختلف علاقوں سے گرفتار کئے جانے والے مجاہدوں پر مقدمات چلائے گئے، کئی مجاہدوں کو جسب دوام بعبور دریائے سندھ کی سزائیں دی گئیں لیکن انگریز کاجبر و تشدد ان لوگوں کے جذبات آزادی کو دبانے میں انیسویں صدی میں سامراجی طاقتوں کے نوآبادیاتی عرائم اور استعماری سازشوں کی نونچکال داستان کئی ابواب پر مشتمل ہے، اس کے ڈانڈے ۱۷ویں صدی کے صنعتی انقلاب

۱۔ سوشلوجیکل ریویو، لندن، مارچ ۱۹۶۸ء۔ مقالہ از جے دلسن۔

۲۔ اولف کیرو، دی پٹھانز، میکملین لندن ۱۹۶۵ء ص ۳۶۶

امریکہ کی جنگ آزادی، انقلابِ فرانس اور پرتگالی، فرانسیسی، ہسپانوی اور اطالوی سامراج کے معاشی اور سیاسی استحصال میں تلاش کئے جاسکتے ہیں۔ ۱۸۷۹ء میں نہر سویز کھلنے سے عالمی سیاست میں انقلاب آگیا۔ سامراجی طاقتوں نے اپنی نگاہیں مشرقِ وسطیٰ خصوصاً مصر پر مرکوز کر دیں۔ مصر ۱۸۶۱ء تک عثمانی حکومت کا حصہ تھا، لیکن محمد علی کے پاشا بننے پر پہلے ختم ہو گیا۔ برطانیہ اور فرانس دو بڑی طاقتیں تھیں جو مشرقِ وسطیٰ میں قدم جانے اور بحیرہ احمر پر تصرف ہونے کے لئے بیتاب تھیں۔

استعماری طاقتوں کے درمیان مقابلہ آرائی سے یہودی پوری طرح سے ناڈہ اٹھا ہے تھے۔ فرانس وہ پہلا ملک تھا جس نے ۱۷۸۸ء میں انہیں شہریت کے حقوق دے ڈائے۔ نپولین نے مشرقِ وسطیٰ کی مہمات میں ایشیائی اور افریقی یہودیوں کو فوج میں شامل کیا، اور فرانس کے زیر اثر یروشلم میں ان کی مجوزہ ریاست کے قیام کا اعلان کیا اور نرکوں کا مقابلہ کر کے اس علاقے کو حاصل کرنے کا نعرہ لگایا۔ اگرچہ ۱۸۴۰ء کی لندن کانفرنس میں بھی یہودی مسئلہ اٹھایا گیا۔ لیکن نہر سویز کے کھلنے کے بعد یہود کے سوال کو زیادہ اہمیت حاصل ہو گئی۔ سامراجی طاقتیں اپنے سیاسی اور معاشی مقاصد کے لئے اس مسئلہ کو استعمال کرنے میں ایک دوسرے سے بازی بے جانے کی کوششیں کرنے لگیں۔

یورپی سامراج کے جارحانہ اقدامات اور ان کی سیاسی چیرہ دستیوں کا مقابلہ کرنے کیلئے جو اسلامی تحریکیں اٹھیں ان کے بڑے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ حجاز میں محمد بن عبدالوہاب (۱۷۰۳ء تا ۱۷۷۲ء) نے تجدید و اصلاح کا جو بیڑا اٹھایا تھا، اس کا اثر انڈونیشیا میں ڈچ سامراج کے خلاف امام ابو بختول کی تحریک (۱۸۲۷ء) اور ہندوستان میں سید احمد شہید

کی تحریکات تھیں۔ سید احمد کے مشن کی تکمیل میں صادق پور (پٹنہ) کے مولانا ولایت علیؒ (ف ۱۸۵۲ء) اور عنایت علیؒ (ف ۱۸۵۷ء) کی خدمت ناقابل فراموش ہیں۔ روس میں داغستان کے علاقہ سے شیخ محمد شاملؒ (۱۸۷۰ء) نے وزارت ہسی کو ملکارا اور الجزائر میں فرانسیسی سامراج کے خلاف امیر عبدالقادرؒ (۱۸۸۰ء) صف آراء ہوئے۔ جمال الدین افغانیؒ اسلامی اخوت کے داعی تھے ان کے انکار سے متاثر ہو کر مصر کے اعرابی پاشا نے ۱۸۸۱ء میں اس علاقے میں برطانوی تسلط کے خلاف تحریک چلائی اور سوڈان سے مہدی سوڈانیؒ نے علم جہاد بلند کیا۔

عالمی استعمار کے غلبہ کے خلاف اسلامیان عالم کی تحریکوں کا اجمالی ذکر کرنے کے بعد ہم واپس ہندوستان کی طرف لوٹتے ہیں جہاں خفیہ طور پر علمائے حق جہاد کا درس دے رہے تھے۔ اور آزادی کیلئے لائحہ عمل تیار کر رہے تھے، اگرچہ ان کی کوئی مرکزی قیادت نہ تھی اور نہ ہی ان کے پاس قابل ذکر مادی وسائل تھے، لیکن اسلام کے شیدائی، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشار آزادی کی منزل کی جانب رواں دواں تھے۔

**ہنٹر رپورٹ** | ۱۸۷۹ء میں وائسرائے ہند لارڈ میو (Mayo) نے بنگال سول سروس کے ایک انسپکٹر ڈیو۔ ڈبلیو۔ ہنٹر کو اس اہم سوال کا جائزہ لے کر رپورٹ پیش کرنے کو کہا جس کا مفہوم یہ تھا کہ کیا ہندوستانی مسلمان اپنے مذہب کی رو سے ہنر میجسٹری ملکہ برطانیہ کی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کے پابند ہیں۔ "ہنٹر نے بڑی محنت سے ایک رپورٹ تیار کی۔ اس نے اسلام کے عقائد خصوصاً جہاد کے تصور مہدی اور مسیح کی آمد کے بارے میں مختلف فرقوں کے معتقدات ہندوستان کے دارالخبر ہونے کے مسائل اور اس سلسلے میں علماء کے فتاویٰ، دہلوی تحریک، اسلامی فرقوں کے عقائد و نظریات اور ان کے پرتانوی راج کے قیام کے لئے خطرات و مضمرات جیسے بہت سے مسئلوں کا جائزہ لیا۔ ۱۸۷۱ء میں ہنٹر رپورٹ منظر عام پر آگئی اس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ

مسلمان اسے اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں کہ کافر حکومت کے خلاف جہاد کریں اور ملک کو ان سے نجات دلائیں۔ ہنٹر لکھتا ہے:

”جہاد ہی کا وہ نظریہ ہے جو ان کے شدید جوش، تعصب، تشدد اور

قربانی کی خواہش کی بنیاد ہے۔ اس قسم کا عقیدہ انہیں ہمیشہ حکومت کے خلاف متحد کر سکتا ہے۔“

اس رپورٹ نے انگریزوں کی نظر میں مسلمانوں کی سیاسی پوزیشن کو مزید مشتبہ بنا دیا۔ انہیں ایسے باغی سمجھا جانے لگا جو، ۱۸۵۷ء کی جنگ کی طرح کسی بھی وقت جہاد کا نعرہ بلند کر کے میدان میں آنکلیں گے، اس لئے جس قدر ممکن ہو سکے انہیں سیاسی اور معاشی طور پر مفلوج کیا جائے اور دینی لحاظ سے ان معتقدات کے خلاف جو برطانوی اقتدار کے لئے خطرے کا باعث ہوں ایک ایسا محاذ قائم کیا جائے جو ان کی ہزر رسانی کو ختم کر دے۔ برطانوی راج کے لئے سازگار مضا قائم کر سکے یا کم از کم ان عقائد کے پس پردہ پائی جانے والی جذباتی اپیل کو سرد کر دے۔

برطانوی وفد کی رپورٹ | انگریزوں نے مذہبی سطح پر ایک ایسی تحریک منظم کرنے کے متعلق جو ان کے سیاسی عزائم کی تکمیل میں مدد دے پورا پورا غور کیا۔ ۱۸۶۹ء میں انگلستان سے برطانوی ممبروں، اعلیٰ سیاست دانوں، ممبران پارلیمنٹ اور سی بی رینٹوں پر مشتمل ایک وفد ان امور کا جائزہ لینے کے لئے ہندوستان وارد ہوا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے حقیقی محرکات کیا تھے۔ اس میں مسلمانوں نے کیا کردار ادا کیا، ہندوستان کے مذاہب خصوصاً اسلام کے اندر سے ایسی کونسی تحریک اٹھائی جائے جو ان کی وحدت کو توڑ کر ان کو اتنا کمزور کر دے کہ وہ کسی اجتماعی تحریک میں حصہ نہ لے سکیں، اور اس طرح برطانوی حاکمیت کیلئے



پیدا شدہ خطرات کا سدباب ہوسکے وفد نے سول سروس کے افسروں خصوصاً ایہریوں سے ملاقاتیں کیں انٹیلی جنس کی رپورٹیں ملاحظہ کیں اور سیاسی حالات کا تقابلی مطالعہ کیا۔

ایک سال بعد ۱۸۷۰ء میں لندن میں وفد کے اراکین نے ایک کانفرنس بلائی جس میں ہندوستان کے نمائندہ مشنریوں کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی۔ برطانوی کمیشن اور مشنریوں کی طرف سے ہندوستان میں مذہبی تخریب کاری کے پروگرام کی دو انگ رپورٹیں پیش ہوئیں جن کو مکیا کر کے

ہندوستان میں برطانوی سلطنت کا ورود (THE ARRIVAL OF BRITISH EMPIRE) IN INDIA

کے نام سے شائع کر دیا گیا۔ اس کا ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے، جس میں انگریز نے اپنی سامراجی ضروریات کی تکمیل کے لئے ایک ایسی مذہبی نبوت کی ضرورت بیان کی ہے۔ جو مسلمانوں میں سے اٹھ کر ایسا دعویٰ کر دے اور ان کی ہدایات پر کام کرے۔ مشنری فادرز

رپورٹ کا متعلقہ اقتباس ملاحظہ ہو۔

#### REPORT OF MISSIONARY FATHERS

"Majority of the population of the country blindly follow their 'Peers' their spiritual leaders. If at this stage, we succeed in finding out some who would be ready to declare himself a Zilli Nabi (apostolic prophet) then the large number of people shall rally round him. But for this purpose, it is very difficult to persuade some one from the Muslim masses. If this problem is solved, the prophethood of such a person can flourish under the patronage of the Government. We have already overpowered the native governments mainly persuing a policy of seeking help from the traitors. That was a different stage, for at that time, the traitors were from the military point of view. But now when we have sway over every nook of the country and there is peace and order every where we ought to undertake measures which might create internal unrest among the country."

(Extract from the printed Report, India Office Library, London).

ترجمہ :- ملک (ہندوستان) کی آبادی کی اکثریت انڈھا دھند اپنے پیروں  
 یعنی روحانی رہنماؤں کی پیروی کرتی ہے۔ اگر اس مرحلہ پر ہم ایک ایسا آدمی تلاش  
 کرنے میں کامیاب ہو جائیں جو اس بات کیلئے تیار ہو کہ اپنے لئے ظلی نبی  
 (نبی کے حواری) ہونے کا اعلان کر دے تو لوگوں کی بڑی تعداد اس کے گرد  
 جمع ہو جائے گی، لیکن اس مقصد کے لئے مسلمان عوام سے کسی شخص کو ترغیب  
 دینا بہت مشکل ہے۔ اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے تو ایسے شخص کی نبوت کو مگروری  
 سرپرستی میں پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ ہم نے پہلے بھی غداروں کی مدد حاصل  
 کر کے ہندوستانی حکومتوں کو محکوم بنایا لیکن وہ مختلف مرحلہ تھا، اس وقت  
 فوجی نقطہ نظر سے غداروں کی ضرورت تھی۔ لیکن اب جبکہ ہم نے ملک کے  
 کونے کونے پر اقتدار جمالیا ہے۔ اور ہر طرف امن اور آرڈر ہے ہمیں ایسے  
 اقدامات کرنے چاہئیں جن سے ملک میں سے داخلی بے چینی پیدا ہو سکے۔  
 (مطبوعہ ریڈیٹ سے اقتباس، انڈیا آفس لائبریری لندن)

مرزا صاحب کا انتخاب | مرزا غلام احمد کی ابتدائی زندگی کے حالات کا مطالعہ کرنے  
 سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے معمولی سی دینی تعلیم حاصل کی، آپ کے والد نے سکھوں کے  
 عہد میں پھین جانے والی جاگیروں کی بازیابی کے لئے مقدمات قائم کر رکھے تھے۔ اور انگریز  
 کے تعاون سے ان پر دوبارہ قابض ہونے کی فکر میں ۱۸۶۴ء میں آپ نے انگریزوں سے مل ملا  
 کر ایکو سیالکوٹ کی کچھری میں اہل مد کی ملازمت دلوادی۔ اس دوران آپ نے یورپی  
 مشنریوں اور بعض انگریز افسران سے تعلقات پیدا کئے اور مذہبی مباحث کی آڑ میں  
 باہمی میل جول کو بڑھایا۔

۱۸۶۸ء کے لگ بھگ سیالکوٹ میں ایک عرب محمد صالح وارد ہوئے، کہا جاتا

ہے کہ ان کے پاس جرمن شریفین کے بعض مفتیاں کرام کا ایک فتویٰ تھا، جس میں ہندوستان کو دار الحرب ثابت کیا گیا تھا۔ انگریز کے مجروروں نے آپ کو اعتماد میں لے کر گرفتار کرادیا۔ آپ پر دو الزامات عائد کئے گئے ایک ایچی گریشن ایکٹ کی خلاف ورزی اور دوسرے برطانوی حکومت کے خلاف جاسوسی کرنا تھا۔ سیالکوٹ کچہری کے یہودی ڈپٹی کمشنر پارکنسن (PARKINSON) نے تعقیب کا آغاز کیا۔ وہ ان تمام لوگوں کو گرفتار کرنا چاہتا تھا، جن سے اس نووارد عرب کا رابطہ تھا۔ دورانِ تعقیب ایک ایسے آدمی کی ضرورت پڑی جو عربی کے مترجم کے طور پر کام کر سکے۔ یہ خدمت مرزا صاحب نے ادا کی اور عرب دشمن اور برطانیہ نوازی کی وہ مثال پیش کی کہ پارکنسن آپ کا گرویدہ ہو گیا۔

ایک اور واقعہ جسے مرزا صاحب کی زندگی میں سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے وہ پادری بلکر ایم۔ اے کی لندن واپسی ہے۔ یہ پادری برطانوی انٹیلی جنس کا ایک رکن تھا۔ اور مبلغ کے روپ میں کام کر رہا تھا۔ مرزا صاحب نے مذہبی بحث کی آڑ میں ان سے طویل ملاقاتیں کیں اور برطانوی راج کے قیام کے لئے اپنی ہر قسم کی خدمات پیش کیں۔ ۱۸۶۸ء میں بلکر ولایت جانے سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا خفیہ بات چیت ہوئی اور معاملات کو حتمی صورت دی گئی۔ مرزا غلام احمد کے صاحبزادے مرزا محمود اپنی تصنیف سیرت مسیح موعود میں لکھتے ہیں :

ریورنڈ بلکر ایم۔ اے جو سیالکوٹ مشن میں کام کرتے تھے اور جن سے حضرت صاحب کے بہت سے مباحثات ہوتے رہتے تھے جب ولایت واپس جانے لگے تو خود کچہری میں آپ کے پاس ملنے کے لئے چلے آئے اور جب ڈپٹی کمشنر صاحب نے پوچھا کس طرح تشریف لائے

تو رپورٹ مذکور نے کہا صرف مرزا صاحب کی ملاقات کے لئے! اور جہاں آپ بیٹھے تھے، وہیں سیدھے چلے گئے اور کچھ دیر بیٹھ کر واپس چلے گئے۔ یہ ایک خطبے میں مرزا محمود اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

”اس وقت پادریوں کا بہت رعب تھا لیکن جب سیالکوٹ کا انچارج مشنری ولایت جانے لگا تو حضرت صاحب کے ٹٹنے کے لئے خود کچھری آیا۔ ڈپٹی کمشنر اسے دیکھ کر اس کے استقبال کے لئے آیا اور دریافت کیا کہ آپ کس طرح تشریف لائے کوئی کام ہو تو ارشاد فرمائیں مگر اس نے کہا میں صرف آپ کے اس فحشی سے ٹٹنے آیا ہوں یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ آپ کے مخالف بھی تسلیم کرتے تھے کہ یہ ایک ایسا جوہر ہے جو قابلِ قدر ہے۔“

اسی سال ۱۸۶۸ء میں مرزا صاحب بغیر کسی معقول ظاہری وجہ کے اہل مد کی نوکری سے استعفیٰ دے کر قادیان چلے گئے اور تصنیف و تالیف کے کام میں لگ گئے۔

تحریک کا آغاز | عالمی تحریک صیہونیت، برطانوی سیاست میں یہودیوں کا دخل خصوصاً ان کا وزرائے اعظم کے عہدے تک پہنچنا، اسلامیانِ عالم کی سیاسی و معاشی زبوں حالی، ہندوستانی مسلمانوں کی حصولِ آزادی کے لئے جدوجہد، اور انگریزوں کے سیاسی اور مذہبی تخریب کاری کے لئے خطرناک عزائم جو علی الترتیب ہنٹر رپورٹ اور مشنری فادرز رپورٹ سے عیاں ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک غدار خاندان کے فرد مرزا غلام احمد کا یہودی افسروں اور جاسوس مشنری اداروں کے سربراہوں سے ربط و ضبط اور ان کا پارکنسن کی

شہ اور بٹلر کی ایشیاداد پر نوکری چھوڑ کر نام نہاد اصلاحی تحریک کا آغاز کرنا۔ یہ سب واقعات اس عظیم سیاسی سازش کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو مذہبی روپ دھار کر احمدیت کی صورت میں منظر عام پر آئی۔

مرزا غلام احمد نے قادیان پہنچ کر عیسائیوں اور ہندو آریوں سے مباحث کا آغاز کیا اور اخبارات میں مضامین لکھ کر اپنا تعارف کرانے لگے۔ یہ ایک کتاب براہین احمدیہ کی تصنیف کا کام شروع کیا اور اس کے بارے میں بلند بانگ دعوے کئے لوگوں سے اسلام کی دیگر ادیان پر برتری ثابت کرنے کے لئے لٹریچر شائع کرنے کے نام پر چندے مانگے اور ان کی کثیر رقمیں مصمم کر گئے۔ یہ کتاب براہین احمدیہ میں جہاں آپ نے مسلمانوں کو یہ دھوکہ دیا کہ وہ ایسے دلائل پیش کریں گے کہ اسلام کی صداقت کو مانے بغیر چارہ نہ ہوگا اور غیر مسلم اس کا جواب دینے میں ناکام ہو جائیں گے۔ وہاں آپ نے اس کتاب ہی میں اپنے بہت سے الہامات درج کر دیئے۔ مسلمانوں نے عمومی رنگ میں کتاب کے ابتدائی حصوں کی تعریف کی، کئی لوگ جو مسلمانوں کی تصنیفی کاوشوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کے عادی تھے، اسکی تعریف میں بعض خلاف واقعہ باتیں بھی لکھ بیٹھے اگرچہ محتاط لوگوں نے ایسی خیال آریوں سے احتراز کیا پھر بھی یہ بات کسی کے ذہن میں نہ تھی کہ اس کتاب کا مصنف اپنے الہامات کو جنہیں وہ اس وقت خدا کی ہستی کے ثبوت میں پیش کر رہا ہے، آئندہ اپنے مجدد، مہدی، مسیح اور نبوت کے دعادی کے لئے خام مواد کے طور پر استعمال کرے گا۔ اور دین میں ایک مستقل فتنہ کی بنیاد رکھ دے گا۔

براہین احمدیہ میں آپ نے انگریزی کی مکمل اطاعت اور ان سے وفاداری پر زور دیا اور

۱۷ تاریخ احمدیت جلد اول، مؤلف دوست محمد شاہ قادیانی ربوہ۔

۱۷ اشتہار مرزا غلام احمد، مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم، قادیان، ۱۹۲۲ء ص ۳۴

وہ لوگ جو ان کے خلاف باغیانہ خیالات رکھتے تھے اور ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر جہاد کی فرضیت کے قائل تھے۔ انہیں نہایت سخت الفاظ میں مخاطب کیا اور بڑے گھٹیا بھجے میں ان کی مذمت کی ساتھ ہی یہ اعلان کیا کہ جہاد کرنے کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ برطانوی سامراج کی مدح و ستائش اور ان کے ظلم و جبر کے علی الرغم ان کی حمایت نے قادیانی تحریک کے عوام کو آشکار کر دیا۔ جہاد کی مخالفت اور سامراجی تسلط کے جواز میں تیار کئے جانے والے لٹریچر کی تقسیم کا سلسلہ ہندوستان تک ہی محدود نہ تھا بلکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے کئی ہزار روپیہ پتے سے صرف کر کے اس لٹریچر کے عربی اور فارسی تراجم دنیا کے تمام اسلامی ممالک میں بھجوائے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہندوستان میں جہاد حرام تھا تو ان تمام ممالک میں جو سامراجی طاقتوں کے خلاف صفاً تھے، جہاد کیوں حرام ٹھہرا دوسرے یہ ہزار روپیہ کن ذرائع سے مرزا صاحب کے پاس آیا آپ کی مالی پوزیشن زیادہ اچھی نہ تھی اور تحریک کے آغاز سے پہلے آپ کے پاس کتاب چھپوانے کے لئے رقم نہ تھی اور آپ کو اللہ کے کافی ہونے کے الہامات ہو رہے تھے۔ اتنی کثیر رقم کو محض انگریزی حکومت کی برکات گنولنے کے لئے بے درومی سے صرف کرنا بھی بڑی ہمت کا کام ہے، اور پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس لٹریچر کی تقسیم کے کون لوگ ذمہ دار تھے اور وہ کس طریقے سے اسے بلاد اسلامیہ میں پہنچاتے تھے۔؟

ایسے کئی سوالات ہیں جو ایک شخص کے ذہن میں ابھرتے ہیں ان سوالوں کے جوابات قادیانیت کے سیاسی مزاج کی روشنی میں معلوم کئے جاسکتے ہیں۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ برطانوی صیہونی ذرائع اس مواد کی تشہیر و اشاعت کے ذمہ دار تھے اور انٹیلی جنس کے

اراکین اسے عرب دنیا میں پھیلاتے۔ قادیان نے سامراج اور صیہونیت کے بین الاقوامی پروگنڈا مرکز کی حیثیت حاصل کر لی تھی اور اس سازش کو ایک ننگ، دین اور ننگ، وطن طائفہ پروان چڑھا رہا تھا جس کا سربراہ مرزا غلام احمد تھا جو نئے نئے روپ دھار کر لوگوں کے سامنے آتا۔

**مہدی کا دعویٰ** مذہبی مصلح اور مجدد کے دعوؤں کے بعد ۱۸۹۱ء میں مرزا صاحب نے مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ مہدی کے اسلامی عقیدہ کے برعکس خود کو ایک پسند اور صلح جو مہدی بتایا جو جنگ و خونریزی کو مٹانے آیا ہے بلکہ اس خونریزی، جنگ اور ظلم کو نہیں جو انگریز اور دیگر سامراجی طاقتوں کی طرف سے ایشیا، افریقہ اور مشرق وسطیٰ میں جاری تھا اور جس کا بڑا نشانہ ترکی حکومت تھی بلکہ اس کا مقصد آزادی پسندوں کی مدافعت کو کشتیوں کا خاتمہ کرنا اور مسلمانوں کی سامراجی طاقتوں کے خلاف جدوجہد کی روک تھام کرنا تھا تاکہ ان کی آزادی کے تحفظ کے لئے کوششیں سرورپڑ جائیں۔

مرزا صاحب کی متعدد تحریرات میں سے ایک سطر بھی آپ کو ایسی نہ ملے گی جس میں انگریز کی جارحیت اور آزار دہانوں کو محکوم بنانے کی مذموم پالیسی کی مذمت ہو بلکہ ہر جگہ انہوں نے خدا کی وحی کی رو سے آزادی پسند مسلمانوں کو لعن طعن کی ہے کہ وہ انگریز کی حاکیت کے خلاف ہیں اور جنگ و جدل اور جہاد کے باطل نظریہ پر عمل پیرا ہیں۔

مہدی کا دعویٰ کر کے مرزا صاحب نے ہندوستان کے علاوہ افریقہ میں برطانوی سامراج کی خدمت انجام دی۔ مشرق وسطیٰ میں بالعموم اور مصر میں بالخصوص انگریز کے خلاف تحریک آزادی جاری تھی، انیسویں صدی کے وسط میں مصر میں اعرابی پاشا نے

سامراجی مظالم کے خلاف جہاد کیا لیکن ان کی تحریک حریت کو برطانیہ کے سفاک جرنیل  
 بڑکا منپ سیمور نے کچل ڈالا۔ مصری افواج کو تل الکبیر کے مقام پر شکست ہوئی اور  
 ۱۸۸۲ء میں سرگرنٹ دلزے نے قاہرہ پر قبضہ کر لیا۔ اعرابی پاشا گرفتار کر کے سیلون  
 (سری لنکا) جلاوطن کر دئے گئے اور مصر کے نظم و نسق کے حقیقی اختیارات برطانوی  
 تو فیصل جنرل ایولن بارنگ کے پاس چلے گئے۔ ۱۷

مصر پر انگریز کا پوری طرح سے تسلط جھنہ نہ پایا تھا کہ ۱۸۸۲ء میں سوڈان میں  
 محمد احمد نے تحریک جہاد کا اعلان کر دیا آپ ہی کو مہدی سوڈانی کہا جاتا ہے۔ ۱۸۸۳ء  
 میں آپ کے درویشوں نے العبید کی لڑائی میں برطانوی افواج کو عبرت ناک شکست  
 دی۔ ۱۸۸۵ء میں انہوں نے برطانیہ کے مایہ ناز جرنیل گورڈن کو قتل کر کے خرطوم پر قبضہ  
 کر لیا۔ اس عظیم فتح کے ایک روز بعد ۲۱ جون ۱۸۸۵ء کو مہدی سوڈانی وفات پا گئے لیکن  
 ان کے بیٹے عبداللہ نے خلافت کے قیام کا اعلان کر کے ایک ماہ کے اندر اندر پورے  
 سوڈان پر حکومت قائم کر لی۔ ۱۸

تحریک مہدیت کے ازلیقہ اور مشرق وسطیٰ کی سیاست پر دور رس اثرات پڑے۔  
 سوڈان میں اسلامی حکومت کا قیام سامراج کے سیاسی مفادات کے لئے تباہ کن تھا  
 اور وقت کے ساتھ ساتھ یہ خطرہ بڑھتا جا رہا تھا انگریز نے اس حکومت کے خاتمہ کے  
 لئے سیاسی حکمت عملی کے طور پر ہندوستان کے نئے مدھی مہدیت کو جو ان کا سیاسی  
 پھوٹا تھا۔ مہدی سوڈانی کی تحریک کے خلاف استعمال کرنے کی سازش کی اس طرح ایک  
 آزادی پسند مہدی اور ان کے خلیفہ کے خلاف قادیان کے سامراجی پھوٹے مذہبی مجاز

۱۷ ای ای انسٹیٹیوٹ پبلیشنگ، ولیم اینڈ سٹری، ولیم اینڈ سٹری، لندن ۱۹۷۲ء، زیر غلط نامی پبلیش

۱۸ ازلیقہ میں برطانوی سامراج کی ریشہ دانیوں کے سلسلے میں سید عفاف لطیف کی کتاب ایچ پی

منڈکدر، جان مرسے لندن ۱۹۶۸ء باب دوم ملاحظہ فرمائیں۔



کھڑا کر دیا تاکہ فکر و نظر کے انتشار کو ہوادسی جاسکے۔ ہم ہمدی سوڈانی اور ان کے صاحبزادے  
 عبداللہ کے سیاسی کردار کا مرزا قادیانی کے دعوؤں سے تقابل کریں تو معلوم ہوگا کہ انہوں  
 نے اپنی بے سرو سامانی اور بے بضاعتی کے باوجود انگریزوں کو ہلکا اور انہیں پے در پے  
 شکستیں دیں۔ مسلمانوں کو محکومی سے نجات دلائی اور انہیں ایک مرکز پر جمع کیا۔ اس  
 کے برعکس مرزا صاحب نے اسلام دشمن طاقتوں کے جابرانہ تسلط کے لئے خدا کی وحی  
 کی تائید مہیا کی۔ جہاد کی مکمل تفسیح کا راگ الاپا اغبیار کی غلامی کو رحمت اور خدا کا عظیم فضل  
 بتایا اور وحدتِ اسلامی کو پاش پاش کرنے کی سازش کی۔ انہوں نے سوڈان میں قائم  
 ہونے والی حکومت کے مقابلے میں انگریزی حکومت کی بڑھ چڑھ کر تعریف کی اور غیر ملکی  
 تسلط کے خلاف نبرد آزاہونے والے ہمدی کو خونی، قاتل اور ڈاکو قرار دیا۔ یہ بات  
 ذہن میں رہے کہ سوڈان کے شیخ محمد احمد نے خود کو ثنی دعویٰ نہ کیا۔ سید جمال الدین افغانیؒ  
 کا اصرار تھا کہ آپ ہمدی ہونے کے دعوے کی تردید نہ کریں کیونکہ اس طرح مسلمانوں  
 کو ایک ولولہ نزع عطا ہوگا۔ اور جہاد کی تحریک کو تقویت ملے گی۔ شیخ موصوف سے ان  
 کے ایک دوست نے ایک نجی محفل میں سوال کیا کہ کیا آپ واقعی ہمدی معبود ہیں یا لوگوں  
 میں اس نام سے مشہور ہو گئے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ فرنگیوں کو سوڈان سے نکلانے  
 کے لئے اگر مجھے شیطان بھی بننا پڑے تو میں تیار ہوں۔

ہمدی کا دعویٰ کر کے مرزا صاحب نے مصر میں لٹریچر کی تقسیم میں اضافہ کر دیا تاکہ  
 سوڈان میں سامراجی مفادات کا تحفظ ہو سکے، ان کی کتاب حقیقت المہدی ان کے  
 پست خیالات کی آئینہ دار ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنی متعدد تحریرات میں ان  
 ملتِ فردستانہ کارناموں کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے جو رسالہ المجازہ المسیح پر مرہ علی  
 گورڈوی کے مقابل پر لکھا اسے مناسب سمجھا کہ :

”بلاد عرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیجوں کیونکہ اس کتاب

کے صفحہ ۱۵۲ میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے، اور میں نے  
 بائیں برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں  
 جہاد کی مخالفت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں اس وجہ سے  
 میری عربی کتابیں عرب کے ملک میں بھی بہت شہرت پا گئی ہیں جو لوگ  
 درندہ طبع ہیں اور جہاد کی مخالفت کے بارے میں میری تحریریں پڑھتے ہیں  
 وہ فی الغور چڑ جاتے ہیں اور میرے دشمن ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ رسالہ  
 کئی جگہ مصر میں بھیجا گیا چنانچہ منجملہ ان کے ایڈیٹر المینار (علامہ رشید رضا)  
 کو بھی پہنچا دیا گیا تاکہ اس کے غلط خیالات کی بھی اصلاح ہو اور مجھے معلوم ہے  
 کہ اس مسئلہ جہاد کی غلط فہمی میں ہر ایک ملک میں کسی قدر گروہ مسلمانوں کا  
 ضرور مبتلا ہے جو شخص سچے دل سے جہاد کا مخالف ہو اس کو یہ علماء کافر  
 سمجھتے ہیں بلکہ واجب القتل بھی! لیکن چونکہ اسلام کی تعلیم میں یہ بات داخل ہے  
 کہ جو شخص انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔ اس لئے ہم لوگ  
 اگر ایمان اور تقویٰ کو نہ چھوڑیں تو ہمارا یہ فرض ہے کہ اپنے قول اور فعل سے  
 ہر طرح اس گورنمنٹ برطانیہ کی نصرت کریں۔ ۱۷

مرزا صاحب نے پیر مہر علی گورٹویؒ کے خلاف جو طوفان بدتمیزی بپا کر رکھا تھا۔  
 اس میں اور باتوں کے علاوہ اس امر کو بھی دخل تھا کہ پیر صاحب اور ان کے مرید اعلان کرتے  
 رہتے تھے کہ مرزا ہندویت کے دعویٰ میں کاذب مطلق ہے اور ہمدی سنوسی اذقیعہ وائے  
 قابل تعریف ہیں۔ وہ پورے پورے عالم اور عامل بالمحدیث والقرآن ہیں اور ان میں تمام آثار  
 ہمدی موجود ہیں۔ ۱۸

۱۷ تبلیغ رسالت جلد دہم، میر قاسم علی قادیانی، قادیان ص ۲۶

۱۸ مفتی محمد صادق قادیانی، واقعات مسیح، شائع کردہ انجمن فرقانینہ لاہور، مطبع انوار احمدی لاہور

## یہودی مسیح موعود

۱۸۹۱ء میں مرزا صاحب نے اعلان کیا کہ خدا نے انہیں وحی کی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ طبعی وفات پا چکے ہیں اور تو مسیح موعود ہے۔ آپ نے دعویٰ کیا کہ قرآن حکیم کی رو سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں حالانکہ اس سے پہلے آپ حیات اور آمد مسیح کے قائل تھے، اس کے بعد آپ نے احادیث میں مذکور آنے والے مسیح کو مثیل مسیح کے عنوان سے اپنی ذات پر چسپاں کر لیا۔

اسلامی عقیدے کی رو سے حضرت مسیح ابن مریمؑ کا خدا نے اپنی طرف رنج کر لیا۔ آپ زندہ ہیں اور قیامت کے قریب نزول فرمائیں گے، احادیث میں کسی مثیل یا بروز کا قطعاً کوئی ذکر نہیں اس کے برخلاف مسیح موعود کا ایک غیر اسلامی تصور ہے۔

مرزا صاحب نے بڑی عیاری سے یہودی مسیح موعود کا روپ دھارا، انہوں نے مسیح علیہ السلام کی طبعی وفات کا ڈھنڈورا پیٹا، نصوص قرآنیہ کی تاویلات کیں اور احادیث کو یک قلم موقوف کرتے ہوئے اپنے الہام کی رو سے مسیح موعود ہونے کا اعلان کر دیا۔ دوسرے لفظوں میں ان کا الہام حدیث و قرآن دونوں پر حاوی ہوا اور جو کچھ اس میں کہا گیا تھا وہ ان کے دعویٰ کی اصل بنیاد قرار پایا۔

مذہبی بحث سے قطع نظر ہم صرف یہ باننا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت علامہ اقبالؒ نے تحریر کیا ہے کہ مسیح موعود کی اصطلاح قطعاً غیر اسلامی ہے اور اس کا سراغ موجدانہ (یہودی، پارسی) تصورات میں لگایا جاسکتا ہے۔ آپ نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ اس تصور کو یہودی باطنیت میں مرکزی حیثیت حاصل تھی اور یہ اس کا جزو لاینفک رہا ہے۔ اسلام کے دورِ اول کی تاریخ اور مذہبی ادب میں اس اصطلاح کا وجود نہیں ملتا۔ مرزا صاحب ایسے ہی مسیح موعود تھے۔ مسیح موعود کے اس تصور کو یہودی تاریخ میں تلاش کیا جاسکتا ہے۔ یہود نے اپنی ریاست کے قیام کے لئے مختلف ادوار میں جو تحریکیں چلائیں ان کے پس پردہ یہی تصور کار فرما تھا۔

مناسب معلوم دیتا ہے کہ یہود کے تصور مسیح موعود اور مرزا صاحب کے دعوے پر تفصیلی روشنی ڈالی جائے کیونکہ علمائے حق ابھی تک وفات و حیات مسیح علیہ السلام اور رفع اور توفیٰ کی بحث میں الجھے ہوئے ہیں اور مرزا صاحب کے اصل دعوے کی طرف توجہ نہیں دیتے بلکہ اسے یوں کہنا چاہتے ہیں کہ مرزا اور اسکی امت نے اس خوبی سے اصل دعوے کو ان مباحث میں الجھا دیا ہے۔ کہ بادی النظر میں اس حقیقت کو جاننا مشکل ہو گیا ہے۔

یہود کی تاریخ | عہد نامہ عتیق کے مطابق ابراہام (علیہ السلام) کے دو بیٹے اشمائیل (حضرت اسماعیل علیہ السلام) اور اصحاق (حضرت اسحاق علیہ السلام) تھے۔ اصحاق (علیہ السلام) کے بڑے بیٹے عیسو تھے جو اشمائیل (علیہ السلام) کے داماد تھے اور چھوٹے بیٹے یعقوب (علیہ السلام) تھے انہی کا دوسرا نام اسرائیل (اللہ کا بندہ) ہے۔ جن کی نسل بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ عہد نامہ کی رو سے اسرائیل کے بارہ بیٹے تھے جن میں بڑے یہود اور چھوٹے بنیامین تھے۔ یہود اور بنی یامین کی نسل فلسطین کے علاقے یہودیہ میں آباد تھی۔ اس علاقے کے رہنے والوں کو یہود کہا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے تمام یہود

نسلی لحاظ سے بنی اسرائیل میں لیکن تمام بنی اسرائیل یہود نہیں گو اب یہ لفظ بلا تفریق مستعمل ہے۔  
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (۱۲۳۰ ق۔م) میں اسرائیلیوں کو شریعت عطا کی حصۃ  
داؤد علیہ السلام (۱۰۰۴ ق۔م تا ۹۶۳ ق۔م) اور حضرت سلیمان علیہ السلام (۹۶۳ ق۔م  
تا ۹۲۳ ق۔م) نے ان کو ترقی کے باوجود تک پہنچایا۔ آٹھویں صدی ق۔م میں اسرائیلی  
شمالی اور جنوبی قبائل میں بٹ گئے۔

شمالی قبائل (بنی اسرائیل) دس قبائل کہلاتے ہیں ان کا دار الحکومت سمیریہ تھا۔ جنوبی  
قبائل خدا سے نادیدہ کے پرستار تھے اور ان کے حکمران حضرت سلیمان علیہ السلام کے  
بیٹے حیر و بام تھے۔

۷۱ ق۔م میں اسیریا (اشوریہ) کے شاہ تلمنڈر (جدید تحقیق کے مطابق ساگرن دوم)  
نے شمالی دس قبائل بنی اسرائیل پر حملہ کر دیا۔ ان کے ۷۴ ہزار ۲۹۰ افراد کو قیدی بنایا اور  
توریت کے مطابق ان افراد کو فرات پار اسارۃ دھکیل دیا جو ایران کا مغربی حصہ میدیا تھا  
اسے اسرائیل کی پہلی اسیری کہتے ہیں۔

۵۸۶ ق۔م میں بابل کے شاہ بخت نصر نے یہود کے جنوبی قبائل پر حملہ کر کے ان  
کے بہت سے آدمیوں کو قیدی بنایا اور یروشلم کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ قرآن حکیم  
۱۵ اور عہد نامہ عتیق میں صحف حزقیل اور زکریا میں ان واقعات کی تفصیل مذکور ہے۔  
اس تاریخی حقیقت کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے کہ ۷۱ ق۔م میں بنی اسرائیل کے دس

۱۶ جے ایس سرین، اے ہسٹری آف ورلڈ سولیزیشن، دہلی ص ۱۲۲

۱۷ ڈبلیو این، وریج، اے ہسٹری آف ورلڈ، اودھ کمپنی لندن، باب اسرائیل۔

۱۸ فلپ کے حتی، ہسٹری آف سیریا، ص ۲

۱۹ تفصیل کے لئے انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا، باب زیونزم ملاحظہ فرمائیں۔

قبائل گم نہیں ہوتے تھے بلکہ ۲۷ ہزار افراد ایران کے مغربی حصوں میں کچھ عرصہ جلاوطن رہے اور بیشتر افراد واپس اپنی قوم میں جا ملے۔ ایسے ہی ۱۳۵ سال بعد نجات نصر کے حملے (۵۸۶ ق۔م) میں بھی یہود کہیں گم نہ ہوئے۔ جدید حکمائے تاریخ نے یہودی قبائل کی گمشدگی کے مفروضے کو قطعاً مسترد کر دیا ہے۔ ایسے ہی نسلوں کے بارے میں تحقیق، عصری انکشافات اور تاریخی تحقیقات سے یہ خیال بھی باطل قرار پا چکا ہے۔ کہ ہندوستان کی بعض اقوام جیسے کشمیری اور پٹھان یہود کے گم شدہ قبائل کی اولاد ہیں۔ یہ ہندی آریائی اقوام ہیں۔ یورپ کی جن اقوام کو یہودی النسل کہا جاتا ہے۔ ان کے بارے میں بھی تاریخ دانوں نے واضح تردید کر دی ہے۔ ہم آئندہ صفحات میں بتائیں گے کہ یہودی مفکرین نے گمشدگی کے نظریے کو کسی طرح صیہونیت اور یہودیوں کے قوم پرستانہ جذبات کو ابھارنے کا ذریعہ بنایا۔

**سیح موعود کا تصور** | چھٹی صدی ق۔م میں نجات نصر کے حملے کے بعد پہلی صدی عیسوی تک یہودی ایرانیوں، یونانیوں اور رومیوں کے ماتحت محکومی کی زندگی بسر کرتے رہے۔ ان کی طرف سے درپے درپے انبیاء خدا کا پیغام لے کر آئے، حتیٰ کہ ۶۰ ق۔م کے لگ بھگ خدا کے سچے سیح ابن مریم علیہ السلام انکی طرف مبعوث ہوئے۔ یہودیوں کو مسلسل محکومیت کے زمانے میں ایک ایسے سیح کا انتظار تھا جو انہیں سیاسی عروج

۱۷ فلپ حتی، تاریخ شام ص ۲۷

۱۸ انسائیکلو پیڈیا امریکنا باب یہودیت / صیہونیت

۱۹ اولف کیرو، دی پٹھانز، میکسن لندن نیز انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا، باب کشمیر ملاحظہ کریں۔

۲۰ ڈاکٹر ڈبلیو ایف ایل براؤٹ، آرکیالوجی آف پلستان، پلکن، ۱۹۶۳ء ص ۲۳

۲۱ ڈی آر گلور، دی انیسٹ شنٹ ورلڈ، لندن ۱۹۳۳

اور ایک سلطنت عطا کرے۔

توریت سفر تکوین کے باب ۲۸ اور سفر خروج باب ۲۳ میں ہیں ایک ایسے مسیح موعود کا تصور ملتا ہے۔ مسیح آرائی زبان کا لفظ ہے جس کے لفظی معنی ایک ایسے فرد کے ہیں جس کے سر پر تیل ڈالا جائے۔ یہودی اپنے بادشاہ کو تخت پر بٹھانے سے پہلے اس کے سر پر تیل ڈالتے تھے وہ ان کا نجات دہندہ اور دینی سیاسی رہنما ہوتا تھا، یہی وجہ ہے کہ انبیاء کے لئے یہود مسحاء کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ یہ مسیح موعود غیر یہودی بھی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ سفر یسعیاہ کے ۴۵ ویں باب میں ایرانی شاہ خورس کو مسیح موعود کہا گیا ہے۔

پہلی صدی عیسوی میں خدانے حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کو یہود کی ہدایت اور ان کی نجات کے لئے مبعوث فرما دیا لیکن یہود نے آپ کی شدید تکذیب کی آپ کی ذات پر ناپاک الزامات لگائے اور رومی محکم سے آپ کو مصلوب کرانے کے درپے ہوئے مگر خدانے اپنے برگزیدہ رسول کو قتل اور مصلوب ہونے سے بچا کر ان کا اپنی طرف رنج جہانی کر لیا۔ یہودی چاہتے تھے کہ مسیح علیہ السلام رومی حکومت کے خلاف بغاوت کر کے ان کے لئے ایک الگ آزاد ریاست قائم کر دیں۔

خدا کے سچے مسیح علیہ السلام کی بعثت کے بعد ظہور اسلام تک تقریباً ۶۰۰ سالوں میں کئی یہودی دعویٰ اٹھے جنہوں نے دعویٰ کیا کہ خدانے انہیں وہ مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے جو یہودیوں کو فلسطین میں آباد کرے گا۔ اور ان کی ریاست کی داغ بیل ڈالے گا۔ یہ یہودی نبوت کرتے اور وقتاً فوقتاً اعلان کرتے کہ جلد ہی یہودی ریاست قائم ہونے والی ہے۔ رفتہ رفتہ یہ عقیدہ بھی جڑ پکڑ گیا کہ مسیح موعود سے قبل ایلیاہ بنی آئے گا۔

ساتویں صدی کے اوائل میں سرزمین عرب میں خدا نے تمام دنیا کے نجات دہندہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ یہود و نصاریٰ کے لئے یہ شاندار موقع تھا کہ وہ آپ کی نبوت پر ایمان لا کر سعادت و نیوی اور آخری حاصل کرتے۔ آپ کی بعثت کے بعد یہود کا مسیح موعود کا تصور باطل ہو گیا اور نصاریٰ کو جس موعود نبی کی بشارت دی گئی تھی وہ آخری نبی ہدایت لیکر آگئے۔

مسیح موعود اور اسلامی ریاستیں | اسلام کے ظہور سے لے کر آج تک یہودی تخریب کار طرح طرح کی سازشیں کر رہے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ یہود ایک ایسی مغبوب قوم ہے جو غیر یہود اقوام خصوصاً مسلمانوں کو مٹانے کیلئے ہر حربہ استعمال کرتی رہی ہے۔ خلفائے راشدینؓ کے دور خصوصاً حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں (۶۷۳ء) اسلامی افواج فلسطین میں داخل ہوئیں اور باڑہ قسطنینوں کو شکست دے کر اس سرزمین پر قابض ہو گئیں اگلے سال یروشلم میں مسجد عمر تعمیر ہوئی۔ ۶۱۰ء تک پورا فلسطین مسلمانوں کے تسلط میں آ گیا۔ یہودیوں کے لئے یہ سخت تکلیف دہ امر تھا۔ وقتی طور پر وہ اسلام کی عظمت اور فتوحات سے مرعوب ہوئے لیکن انڈر گراؤنڈ تنظیمیں، خفیہ ادارے اور سیاسی اڈے جہاں سازشوں کے مجال بچھانے گئے، ان کا ایک مخصوص طریقہ یہ تھا کہ کسی سیاسی گروہ کا نمائندہ یہودی توریت باب ذکر کیا ۱۲ اور ۱۳ کی پیشین گوئیوں کی آڑ میں ایسے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا جو فلسطین میں یہودی ریاست قائم کر دے گا۔ یہ دعوے عموماً سیاسی ابتری اور انتشار کے زمانے میں کئے جاتے تھے تاکہ مسلمانوں کی داخلی کشمکش سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

تاریخ میں ہمیں بیشمار مدعیان سمیت موعودہ کے نام ملتے ہیں جنہوں نے سیاسی تخریب کاری کے لئے یہود کو منظم کیا۔ ان میں سے چند ایک مشہور مدعیان کے مختصراً



حالات درج کئے جاتے ہیں جن سے یہ بتانا مقصود ہے کہ یہودی قوم پرستی کی تحریک اسلامی دور میں کن کن مراحل سے گزری۔

عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور کے زمانے میں اصفہان کے ایک یہودی اسحاق بن یعقوب نے سیح موعود کا دعویٰ کر کے یہودی قوم پرستوں کو متحرک کرنے لگا۔ اس نے اسلامی افواج پر پے در پے حملے کئے، آخر یکاہ مارا گیا۔ چند سال بعد ہمدان کے یہودی یودگان اور مصر کے یہودی یحییٰ ساباطی نے سیح موعود کے دعوے کئے اور فلسطین کی طرف پیش قدمی کا آغاز کیا۔

نویں صدی عیسوی میں عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے رومن بادشاہ کی درخواست پر یروشلم میں عیسائی معبد تعمیر کرنے کی اجازت دے کر اسلامی رواداری کا مظاہرہ کیا۔ لیکن عیسائی جب طاقتور ہوئے تو انہوں نے ۱۰۹۶ء میں ارض مقدس کو واپس لینے کیلئے پہلی صلیبی جنگ چھیڑ دی لیکن انہیں نمایاں کامیابی نہ ہوئی پھر انہوں نے بڑے پیمانے پر حملہ کر کے یروشلم میں قتل عام کا آغاز کر دیا۔ انہوں نے یروشلم، حافہ، حیفہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ ۱۱۴۶-۴۷ء میں جرمنی کے قیصر اور شاہ فرانس کی قیادت میں دوسری صلیبی جنگ لڑی گئی جس میں عیسائیوں کو بالادستی حاصل ہوئی اس نازک وقت پر خدا نے سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کو بھیجا جنہوں نے عیسائی حملہ آوروں کو ۱۱۸۷ء میں طبرہ اور فلسطین کے مقام پر شکست فاش دی اور یروشلم میں قبضہ کر لیا۔ عیسائیوں نے یروشلم واپس لینے کیلئے ۱۱۸۹ء میں تیسری صلیبی جنگ چھیڑی لیکن سلطان کے سامنے انکی پیش نہ چلی انگلستان کا شاہ رچرڈ ناکام واپس لوٹا عیسائی قوتوں و قوتوں سے لڑتے رہے چوتھی اور پانچویں صلیبی جنگوں میں بھی انہیں شکست ہوئی۔

۱۔ انسائیکلو پیڈیا آف ریجنز اینڈ ایٹلس زیر لفظ سیح/محموٹ۔

۲۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا زیر لفظ پشائ۔

صلیبی جنگوں کی ابتداء سے فائدہ اٹھا کر ایران کے مغربی علاقے میں ۱۱۶۰ء میں ایک یہودی داؤد رائے نے مسیح موعود کا دعویٰ کر دیا وہ خود کو آزاد یہودی قبائل کا نمائندہ بتاتا تھا اس نے پہلی دفعہ دعویٰ کیا کہ بنی اسرائیل کے گم شدہ قبائل مشرق کی طرف چلے گئے تھے اور ایران سے ہندوستان تک کئی اقوام ان کی اولاد ہیں۔ اسی نوع کے نیم تاریخی مواد کو بعد کے افغان تذکرہ نگاروں نے افغانوں کو یہودی النسل ثابت کرنے کے لئے استعمال ہے۔

یہودی مسیح موعود عیسیٰ کی جانی اور مالی مدد کرتے تاکہ مسلمانوں کو فلسطین سے نکالا جاسکے۔ ۱۲۸۱ء میں صلیبی جنگوں کے دوران ابراہیم بن سمویل یہودی نے مسیح موعود کا دعویٰ کر کے پوپ کو خط لکھا جس میں اس نے دعوت دی کہ مسلمانوں سے لڑنے کے لئے یہودیوں سے اتحاد کرے۔ ۱۲۸۷ء میں ابوالانہ نے ایشلیہ میں مسیح موعود ہونے کا اعلان کر کے سپین کے یہودیوں کو منظم کیا۔ تیرھویں صدی میں ناسم بن ابراہیم چودھویں صدی میں موسیٰ بوتارل، ۱۵ویں صدی میں یعقوب کارسن سپین، ۱۶ویں صدی میں داؤد ربی کے چند ایک مشہور یہودی مسیح موعود ہیں جن کا مقصد اسلامی حکومت کا خاتمہ، یہودیت کا احیاء اور فلسطین میں ریاست کا قیام تھا۔

۱۲۲۳ء میں فلسطین پر خوارزم کے تاتاریوں نے حملہ کیا۔ اور تمام اقوام کے بے دریغ قتل عام کے بعد یروشلم پر قابض ہو گئے ساتویں صلیبی جنگ (۱۲۴۸-۵۲ء) کے بعد مصریوں نے فلسطین کی طرف پیش قدمی کی، ۱۲۹۱ء میں عیسیٰ کی اس سرزمین سے نکال دیا گیا اور، ۱۵۱۷ء میں ترکوں نے مصر اور فلسطین پر قبضہ کر لیا اور فلسطین

۱۵ انسائیکلو پیڈیا ریپبلک انڈیا پبلس۔

۱۵ اولف کیرو، دی پٹھانز، میکملن کینی، لندن، ۱۹۷۰ء

عثمانی سلطنت کا حصہ بن گیا۔

ترک خلیفہ محمد رابع کے عہد (۱۶۴۸ء تا ۱۶۸۷ء) میں جب ترک مشرقی یورپی ریاستوں پر لینڈ، آسٹریا وغیرہ سے برسرِ سپکار تھے قسطنطنیہ کے ایک یہودی شباہلی زیمبی نے مسیح موعود کا دعویٰ کیا، اس نے پر زور اعلان کیا کہ وہ اسرائیلیوں کو اہل اسلام اور نصاریٰ کی غلامی سے آزاد کرنے کے لئے خدا کی طرف سے مسیح بن کر آیا ہے۔ شباہلی، یورپی ترکی کے شہر سلونیکا، یونان، اٹلی، لیگ ہورن سے ہوتا ہوا۔ طرابلس الغرب شام اور آخر میں بیت المقدس پہنچا۔ اس سفر میں یہود نے اس کا پر زور خیر مقدم کیا، مسیح موعود کی آمد کے گیت گائے خوشیاں منائیں اور چراغاں کیا۔ ایک اور یہودی ناختم نے ایلیاہ ہورن کا دعویٰ کر کے آمدِ مسیح کی منادی شروع کر دی۔ حلب، دمشق وغیرہ کے یہودی بڑی تعداد میں جھٹے بنا کر فلسطین جانے کی تیاریاں کرنے لگے۔ اٹلی، ہالینڈ اور جرمنی کے یہودیوں نے اپنی جائیدادیں بیچ بیچ کر مسیح موعود کو رقمیں روانہ کیں اور فلسطین کی طرف ہجرت کرنے لگے۔

سلطان ترکی نے شباہلی کی خطرناک سیاسی سرگرمیوں کے پیش نظر اسے قید میں ڈال دیا۔ اس کی قید کے زمانے میں تحریک چلانے کا بیڑا نجمہ کوہن نے اٹھایا۔ کچھ عرصہ قید میں رہنے کے بعد شباہلی نے سلطان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ ملاقات کے دوران اس نے منافقانہ طور پر اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ اور دعویٰ مسیحیت سے منحرف ہو گیا۔ سلطان اس عیار یہودی کی چالوں سے واقف تھا اور اس کی اٹھائی ہوئی تحریک کے مضمرات سے پوری طرح آگاہ تھا۔ اسے یہ بھی علم تھا کہ یورپی ممالک کے سفیروں کو ان کی حکومتوں نے خفیہ ہدایات دی ہیں کہ اس تحریک کی غرض و غایت معلوم کریں اور شباہلی

کا ساتھ دیں۔ ان حالات میں شغباطی کو روکا کرنا غیر سیاسی اقدام تھا۔ سلطان نے اسے بدستور  
 بلغراد میں نظر بند رکھا۔ جہاں وہ ۱۶۸۰ء میں مر گیا۔ اس کے معتقدین کی بڑی تعداد نے ایک  
 نئے فرقے کی بنیاد رکھی جسے دوئمہ فرقہ کہا جاتا ہے۔ یہ بھی نیم مسلم نیم یہودی فرقہ ہے جس  
 نے عثمانی سلطنت کی تباہی میں بھر پور حصہ لیا۔ یہ ایک مستقل موضوع ہے کہ کس طرح  
 خفیہ یہودی فرقوں (CYPROT Jewish sects) نے اسلامی

حکومتوں کی سالمیت کے خلاف سازشیں کیں لیکن قادیانیت اور بہائیت کے علاوہ  
 شام اور عراق و لبنان کے دروزی اور علوی فرقے اسی ذیل میں آتے ہیں۔ چند اور درویش  
 مسیحیت موعودہ کا ذکر اینگلو سرائیزم تحریک کے ضمن میں آ رہا ہے +



## یہودیت کے عناصر

اس طویل بحث سے ثابت ہو جاتا ہے کہ مسیح موعود کا تصور یہودی قوم پرستی کی

تحریک کا اٹوٹ حصہ رہا ہے اور مرزا صاحب نے اپنی مضمونوں میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اس عقیدے کو مسیح ابن مریم کی آمد ثانی کے اسلامی عقیدے سے کوئی نسبت نہیں مرزا صاحب کا دعویٰ ان کے اپنے الہام کی بنیاد پر ہے۔ احادیث میں مسیح ابن مریم کی آمد ثانی کا بڑا مقصد یہودی فتنہ کا مقابلہ کرنا اور مسیح و جلال کو قتل کرنا ہے واضح رہے کہ دجال کے ساتھ مسیح کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہو گا تو وہ دجال لیکن مسیح کا روپ دھارے گا۔ اور ۷۰ ہزار یہودیوں کو لے کر شام پر حملہ آور ہو گا۔ قادیان کا یہودی مسیح موعود اسی کا بروز تھا کیونکہ اس نے یہود کی قوم پرستی کی ظالمانہ تحریک صیہونیت اور یہودی فلسفہ و فکر کے اجید میں زبردست حصہ لیا۔ خدا کے سچے نبی مسیح ابن مریم کی شان میں جو گستاخیاں کیں اور کسر صلیب کے نام پر جدید یہودیت کا اجبار کرنے کی سازش کی تفصیلات میں جانے کا موقع نہیں البتہ یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ مرزا صاحب نے وہ تمام اعتراضات اور بگواسات جو یہودی کتب میں مروجہ مسیحی عقائد اور حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے بارے میں مذکور تھے۔ اپنی کتب میں دہرا دیئے۔ اس سلسلے میں ان کے اپنے اعتراف کے علاوہ ان کے پیشے مرزا محمود کا تائیدی بیان بھی موجود ہے۔

کسر صلیب کے دعوے کی جدید یہودیت کے اجبار کی تحریک میں اعانت ہم پہنچانے کے علاوہ برطانوی سامراج کے لئے بھی ایک گونا گونا گوتھی۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

## ترید عیسیائیت کے درپردہ محرکات

۱۔ عیسائی مشنریوں کی اشتعال انگیز تحریروں پر پڑھ کر انہیں خدشہ محسوس ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں میں جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے سخت اشتعال اور شرسیدانہ ہو اور کوئی بغاوت نہ کر بیٹھیں اس لئے عام جوش کو دبانے کے لئے ایسی کتابیں لکھیں جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی کیونکہ میرے کانٹھ نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے دشمنانہ جوش وائے آدمی موجود ہیں ان کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہو گا کیونکہ عوامی معاوضہ کے بعد کوئی لگہ باقی نہیں رہتا سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی ہے۔

۲۔ ان مباحثات کی کتابوں سے ایک یہ بھی مطلب تھا کہ برٹش انڈیا اور دوسرے ملکوں پر بھی اس بات کو واضح کیا جاتا کہ ہماری گورنمنٹ نے ہر ایک قوم کو مباحثات کے لئے آزادی دے رکھی ہے کوئی خصوصیت پارٹیوں کی نہیں ہے۔

۳۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ایسی کتابوں کی تالیف سے جو پارٹیوں کے مذہب کے رویں لکھی جاتی ہیں گورنمنٹ کے عادلانہ اصولوں کا اعلیٰ نمونہ لوگوں کو ملتا ہے اور غیر ملکوں کے لوگ خاص کر اسلامی بلاد کے نیک فطرت جب ایسی کتابوں کو دیکھتے ہیں جو ہمارے ملک سے ان ملکوں میں جاتی ہیں تو ان کو اس گورنمنٹ سے نہایت انس پیدا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ بعض خیال کرتے ہیں کہ شاید یہ گورنمنٹ پر پردہ مسلمان ہے اور اس طرح پر ہماری قلموں کے ذریعے گورنمنٹ ہزاروں دلوں کو فتح کرتی جاتی ہے۔

علامہ اقبال نے قادیانیت کا علمی محاسبہ کرتے ہوئے تحریر کیا :-

اس سے قبل اسلامی موبدیت نے حال ہی میں جن دوسو توں میں جنم لیا ہے میرے نزدیک ان میں بہائیت، قادیانیت سے کہیں زیادہ مخمس ہے کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہے لیکن موخر الذکر اسلام کی چند اہم صورتوں کو قائم رکھتی ہے لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے نہک ہے اس کا ماسد خدا کا تصور جس کے پاس شمنوں کے لئے لاتعداد درازنے اور بیماریاں ہیں۔ اس کا نبی کے متعلق نجومی کاخیل اور روح مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔

دور حاضر کے عرب محققین خصوصاً مصر کے فاضل عباس محمود العقاد، الشیخ محمد ابو زہرہ، الشیخ محمد عبد المنعم الخلیل اور الشیخ محمد المدنی نے قادیانی تحریک اور اس کے استعمار پر ستانہ پیلوڈوں پر بحث کی ہے اور اس منظم سامراجی بیہوشی سازش کے سیاسی کردار کو بے نقاب کیا ہے۔ علامہ محمود الصوان نے اپنی مشہور تصنیف 'المخططات الاستعماریہ لمکافحہ الاسلام' میں قادیانیت کو استعمار کی ذیلی شاخ ثابت کیا ہے۔ یہ امر اکتش کے مشہور ریسرچ سکاالر ڈاکٹر عبدالکیم غلاب نے یہودی سازشوں اور ریشہ دوانیوں پر تحقیق کرتے ہوئے اکتشاف

۱۔ تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۵۳۳ لے تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۱۷۷ حوت اقبال، مولف لطیف احمد شردانی لاہور ۱۹۵۷ء

۲۔ ملت اسلامیہ کا موقف ص ۱۰۱، ۱۶۹ (قومی اسمبلی میں بیان) ترتیبہ سمیع الحق اکتورہ خٹک۔

کیا کہ قادیانیوں کے عقائد اٹھارہویں صدی کے ان یہودی متشرقین کی پیداوار ہیں جنہوں نے جہاد کو حرام قرار دینے کے لئے ایٹری چوٹی کا زور لگایا اور بعض یہودی اس صدی کے اوائل میں ہندوستان منظر سے کرنے کے بھیس میں وارد ہوئے۔ یہودیوں نے سنت نبوی، رسالت، جہاد اور وحی کے موضوعات پر جس قدر علمی اور تحقیقی بددیانتیاں کیں قادیانیت ان کا بروز مجسم ہے۔

یہودی مفکروں کی لچھی | یہودی مفکروں نے قادیانی تحریک کے مطالعے اور اس کے فروغ میں ہمیشہ لچھی لی۔ میٹروپولیٹن یونیورسٹی، جس کی بنیاد ۱۹۲۵ء میں رسوائے زمانہ یہودی بالفور

نے رکھی تھی۔ اس سلسلے میں کافی اہم کردار ادا کرتی رہی ہے۔ اس یونیورسٹی میں دانشوروں کا ایک گروپ شوڈ (SHOD) ڈاکٹر میگس کے تعاون سے قادیانی اور یہودی فلسفہ کی ممکنہ تطبیق و اشتراک پر کام کرتا رہا۔ ۱۹۲۷ء میں ایک آسٹریائی یہودی بیچ ایگزیٹو ڈائریکٹرز نے ایک دلچسپ مضمون زیر عنوان (A Modern Zionist way to اسلام کی طرف جدید صیہونی راستہ اور احمدیہ تحریک) (Islam and Ahmadiyya Movement) لکھا۔

تالیف کیا جس کے نام سے ظاہر ہے کہ اس نے اسلام میں احمدیہ تحریک کو جدید صیہونی راستہ ثابت کرنے کی کوشش کی یہ مضمون قادیان کے مشہور انگریزی پریس ریویو آف ریلیجز نے مارچ ۱۹۳۷ء کی اشاعت میں نقل کیا گیا اسرائیل کے ظالم و قیام کے آخری سالوں میں یہودیوں نے قادیانی تحریک کے فروغ و ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان کی منظوم ریاست میں اگر کسی جماعت کو تبلیغ کی کھلی آزادی اور سرپرستی حاصل تھی اور اب بھی ہے تو وہ یہی تحریک تھی۔ ۱۹۴۶ء میں قادیانی مبلغ فلسطین سپورٹرز کمیٹی نے امریکہ کو جو رپورٹ پیش کی اس میں خاص طور پر میٹروپولیٹن یونیورسٹی کی ایک یہودی خاتون سکالر مسز ایشیہ ریڈ ہیل کے احمدیت کے لئے اخبارات میں مضامین لکھنے کا ذکر کیا ہے۔

یہ ایک دلچسپ امر ہے کہ مرزا صاحب نے خود کو اسرائیل اور اپنی جماعت کو بنی اسرائیل قرار دیا۔ اپنی ایک وحی میں فرماتے ہیں:۔

قادیان کے اسرائیلی

نقلانے فرمایا تیری جماعت کے لوگوں کو جو غلغلہ ہیں اور بیٹوں کا کم رکھتے ہیں میں بچاؤں گا۔ اس وحی میں خدا نے مجھے اسرائیل قرار دیا اور غلغلہ لوگوں کو میرے بیٹے اس طرح وہ بنی اسرائیل ٹھہرتے:

۱۹۳۷ء میں قادیانوں نے ایک سازش کے تحت پاکستان کا رخ کیا۔ اسی سال یہودیوں نے سامراجی طاقتوں کے تعاون سے نام نہاد صہیونی حکومت اسرائیل قائم کی۔ قادیانیوں نے بیشتر مواقع پر بنی اسرائیل کی تاریخ اور واقعات کو اپنی جماعت پر چسپاں کیا۔ الفضل لاہور احمدی اور بنی اسرائیل کے زیر عنوان لکھتا ہے:-

مرزا غلام احمد کے الہام باقی علیک ذمہ کتر من موعیٰ دتیرے پر ایک ایسا نانا بھی آئے گا جو موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے مشابہ ہوگا، کے مطابق جس طرح بنی اسرائیل مصر میں فرعون کی حکومت میں بیگا رہے لے جاتے تھے اسی طرح احمدیوں سے قادیان میں غیر مسلموں نے کیا۔ پھر بنی اسرائیل کو مصر سے ہجرت کرنی پڑی اور مسیح موعود کی قوم کو قادیان سے ہجرت کرنی پڑی تاکہ وہ مشابہت پوری ہو جائے۔ یہ ایک اور اشارے میں الفضل لاہور نے لکھا۔

”اگرچہ ہماری ہجرت بنی اسرائیل والی ہجرت کی طرح نہیں ہے کیونکہ وہ بھاگ کر آئے تھے اور ہمیں بروستی نکالا گیا ہے لیکن ہجرت کا مقصد دونوں جگہ ایک ہے۔“

مرزا صاحب کی وحی کے مجموعے تذکرہ میں ۱۹ جنوری ۱۹۰۳ء کا ایک روایا مذکور ہے جس میں آپ نے خود کو موسیٰ اور اپنی جماعت کو بنی اسرائیل بتایا ہے۔

۱۹۳۵ء میں بیروت یونیورسٹی کے ایک میہونی پروفیسر ہنری لینس نے ایک کتاب اسلام تالیف کی اس میں مسیح کے مطلق عقائد، احمدی کے معتقدات، اور جہاد کے متعلق خیالات کا اظہار کیا۔ اس نے مرزا کی عقائد کی تعریف کی خاص طور پر عقیدہ جہاد کے مکمل طور پر منسوخ ہونے کے نظریے کے متعلق تحریر کیا۔

”جہاد کے متعلق سلسلہ احمدیہ کی طرف سے جو تعلیم دی جاتی ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس جماعت کی طرف سے درحقیقت اصلاح کی کوشش کی جا رہی ہے۔“

پروفیسر مذکورہ رقم طراز ہیں:-

۱۵ دسمبر ۱۹۲۱ء ۵۹۰۵ بھول الفضل ۱۳ رکتور ۱۹۵۷ء ۱۷ الفضل لاہور ۱۸ دسمبر ۱۹۲۷ء ۱۷ الفضل لاہور

۱۳ نومبر ۱۹۲۷ء ۱۷ تذکرہ ۱۷۹۹ نیز ۱۷۹۹ کے لئے ۵۲۳ ۵۲۳ ملاحظہ فرمائیں ۱۷ الفضل قادیان ۱۳ ستمبر ۱۹۳۵ء



”اس جماعت کی تعداد بقول حکومت ۵۵ ہزار اور بقول احمدی جماعت ۵ لاکھ ہے جماعت کے مخالفین کہتے ہیں کہ اندیہ جماعت برطانوی پولیٹیکل محکمہ کی خدمت کرتی ہے“

**قبر مسیح**  
 قایاں کے یہودی مسیح موعود نے وفات مسیح کے اعلان کے بعد یردچسپ دعویٰ کیا کہ مسیح علیہ السلام کی قبر گلیل (فلسطین) میں ہے۔ کچھ عرصہ بعد یہ قبر طرابلس میں بتائی گئی۔ آخر کار خدا کی وحی کی آڑ میں جلع غانیا سرسری نگر کشمیر میں قبر کی موجودگی کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس دعوے کے ثبوت میں بعض نیم تاریخی دلائل دئے گئے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ۶۲۱ ق م میں شاہ ٹمندر نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا اور وس قبائل کو مشرق وسطیٰ سے بھاگتے پر مجبور کر دیا۔ یہ قبائل ہندوستان آ گئے۔ اور کئی مشرقی اقوام خصوصاً افغان اور کشمیری ان کی اولاد ہیں۔ تاریخ سے عدم واقفیت کی بنا پر یہ بھی کہا گیا کہ یہ قبائل ۵۶۷ ق م میں گم ہوئے۔ حالانکہ اس سال بابل کے شاہ بخت نصر نے یہود پر حملہ کیا۔ بہر حال ان نام نہاد گم شدہ قبائل کی اصلاح کے لئے مسیح ہندوستان آئے اور یہاں اپنا نام یوزا آسٹ۔ یسوع غلگین رکھ لیا اور سرسری نگر میں وفات پائی۔ ان کے ساتھ سینٹ ٹامس بھی ہند آئے۔ لاہوری مرزائی خواجہ نذیر احمد نے دعویٰ کیا کہ بی بی مریم بھی ان کے ساتھ آئیں۔ اور سری میں ان کی وفات ہوئی اور مریم ان ہی کے نام سے مشہور ہے۔

اس نظریے میں ایک بنیادی بات بنی اسرائیل قبائل کی گم شدگی ہے جس کی وجہ سے مسیح کو ہندوستان آنا پڑا۔

جدید تاریخ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بنی اسرائیل کے قبائل کسی دور میں گم نہ ہوئے اور افغان، کشمیری وغیرہ ان کی اولاد نہیں۔ یہ نظریہ سیاسی فخریات اور یہود کی مظلومیت اور جلا وطنی کے ثبوت کے لئے گھڑا گیا۔ اور انٹیکلو اسرائیلی یہود نے اسے خوب پھیلایا۔ اس کا ذکر آگے آ رہا ہے ابھی یہ بات پیش نظر ہے کہ مسیح ہندوستان آئے۔ بعض ایشیائی قبائل کے یہودی ہونے اور ہندوستان میں یہودی اثبات کے پلٹے جانے جیسے بے بنیاد نظریات یہودی مصنفین کی کتابوں سے اخذ کر کے مرزا صاحب نے ایک خاص مقصد کے

لے الفضل قادیان ۱۴ ستمبر ۱۹۳۵ء لے مرزا غلام احمد مسیح ہندوستان میں، - اہدیٰ و فیرو لے مرزا غلام احمد برہن احمدی حصہ پنجم، قادیان ص ۱۸۔ لے فلپ کے حتی تاریخ شام، ص ۲

تحت پھیلائے۔ آپنے جب یہ دعویٰ کیا کہ مسیح علیہ السلام کی قبر کشتیر میں ہے تو عیسائی دنیا اس بات کو سن کر متحیر ہو گئی اور ان خود سوال پیدا ہوا کہ یہ کیسے ہوا اس کے ثبوت میں یہودی قبائل کی آمد کا مفروضہ پیش کیا گیا جس کی تشہیر سیہونی تخریب کاروں کا بنیادی مقصد تھا اور مظلومیت کی ان فرضی داستانوں سے وہ یہودی ریاست کے لئے لائے عامہ کو ہوار کر رہے تھے۔ قبر کی موجودگی کے دعوے سے مرزا صاحب نے واقعاتی ثبوت ہیا کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلے میں تحریک اینگلو اسرائیلزم سے شناسائی ضروری ہے۔

ہرنزل کی تحریک سیہونیت (۱۸۹۷ء) کی پیش رو تحریک اینگلو اسرائیلزم کو یہودی اینگلو اسرائیلزم | دانشور ایک مہرے سے مقبول بنا رہے تھے وہ دنیا کو یہ گمراہ کن تاثر دے رہے تھے کہ زمانہ قدیم (۲۱۱ ق م) میں اسرائیل کے دس قبائل غیر یہود اقوام کے مظالم کا نشانہ بنے اور مشرق و مغرب میں ہجرت کر گئے۔ قدیم فلسفہ و فکر، فنون لطیفہ کے نوادر، معاشرت، قومی اقدار، افکار سیاسیہ، معاشی نظریات غرضیکہ زندگی کے ہر شعبے میں ان قبائل کے افراد کی کاوشوں کی چھاپ موجود ہے اور کئی اقوام کو براہ راست ان کی نسل سے ہیں۔ دنیا کا قدیمی ورثہ بنی اسرائیل کے جلا وطنی کے دور کی تخلیق ہے۔ اس نیم تاریخی مواد کی تشہیر کے بعد یہودیوں نے انسانی ضمیر کو مخاطب کر کے فریاد کی کہ ۲۲ ہزار سال سے جلا وطنی اور مظلومیت کی زندگی گزارنے والی قوم جس کے بہت تقوڑے افراد موجود ہیں اور جس کے نسل انسانی پر عظیم اسانات ہیں ایک خطرہ زمین سے محروم علی آ رہی ہے انہیں غیر یہود متواتر دباتے چلا جا رہے ہیں اب پوری اقوام کو چاہئے کہ پرانے تعصبات کو ختم کر کے ان کو ریاست قائم کرنے کا حق دیں۔ جیسا کہ ہم نے تصور مسیح موعود کے ضمن میں بعض مسیح موعودوں کے اسلامی حکومتوں کے خلاف جارحانہ اقدامات کا ذکر کیا تھا۔ اس طرح یہ ایک دلچسپ داستان ہے کہ کس طرح اینگلو اسرائیلی مسیح موعود یورپ میں سازشیں کرتے رہے۔ برطانیہ میں یہ سلسلہ اٹھارہویں صدی میں عروج پر تھا۔ ۱۹۴۲ء میں ریچرڈ برادرس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ ایک کتاب حالات اور پیش گوئیوں کے بارے میں خدائی علم، تالیف کی جس میں یہودی ریاست کے قیام کا سوال اٹھایا گیا تھا۔

۱۰ انسائیکلو پیڈیا آف ریجنل اینڈ ایٹھلسکس زیر لفظ اینگلو اسرائیلزم

اس کے نصف صدی بعد ۱۸۴۱ء میں جے این ٹام نے مسیح موعود، یہود کے منجی، یرشلیم کے بادشاہ، خانہ بدوشوں کے حاکم وغیرہ کے دعوے کئے اور برطانوی افواج سے لڑا ہوا مارا گیا۔ اینگلو اسرائیلی مسیح موعود اور اس مکتب فکر کے مصنفین کی بڑی تعداد یورپ اور امریکہ میں سرگرم عمل تھی۔ ان میں سے زیادہ مشہور جان ولسن مؤلف، ہمارا اسرائیلی ورثہ، ایف آر گورڈ اور اینڈریو ڈوٹھن، مؤلفین "دس گم شدہ قبائل کی برطانوی اقوام سے مشابہت"، ڈبلیو کارپنٹر، سی۔ پی سائٹھ۔ امریکہ کے ڈبلیو۔ ایچ پؤل، جی ڈبلیو گرین وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اینگلو اسرائیلیوں نے یہودیت کے احبار کے لئے عیسائی معتقدات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کردار کشی کی مذموم مہم چلائی۔ امریکہ کی واپچ ٹاور سوسائٹی جس کا رسالہ اوپنک (نیویارک) اور یہواہ وٹس تحریک اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

مرزاٹیوں نے قبر مسیح کا چوڑکا دینے والا انکشاف کر کے درپردہ انہیں یہودیوں کی ہم نوائی کا فریضہ ادا کیا۔ ان تخریب کاروں نے یہودی ریاست کے قیام کے لئے جو فکری اور اخلاقی بنیادوں پر تحریک چلا رکھی تھی اس میں زبردست مدد دی گئی۔ اس سلسلے کا تمام قادیانی نظریہ اینگلو اسرائیلیوں کی خوشہ چینی پر مشتمل ہے۔ درج بالا یہود کی کتب اور مرزا صاحب کی کتاب "راہِ حقیقت، مسیح ہندوستان میں، امام حجۃ وغیرہ اور ان کے پیروکاروں میں مولوی شیر علی کے مضامین مندرجہ رسالہ ریویو قادیان (۱۹۰۲ تا ۱۹۰۹) مغنی محمد صادق کی تالیف "قبر مسیح، قاضی محمد یوسف کی کتاب عیسیٰ در کشمیر وغیرہ کے علاوہ خواجہ نذیر احمد مرزائی فریق لاہور کی کتاب "جینرس ان ہیون آن ارتھ اور اس کے دو چربے یعنی جلال الدین شمس کی تالیف، "ویرڈ جینرس ڈاٹی، اور ممتاز فاروقی کی کتاب "کریسٹیاں میں وہ تمام دلائل و شواہد اور طرز استدلال کے نمونے درج ہیں جو اینگلو اسرائیلیوں کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

یہ بات ڈبلیو سے خالی نہ ہوگی کہ مرزا صاحب نے جو یہ نظریہ پیش کیا کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر تو چڑھا گئے لیکن بے ہوشی کے عالم میں اتار لئے گئے سب سے پہلے ایک یہودی و نظوری نے پیش کیا۔ مسیح علیہ السلام

۱۵ تفصیلات برٹش انسائیکلو پیڈیا میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۶ انسائیکلو پیڈیا آف ریجنلر اینڈ اینٹیکس

۱۷ جیمز مارٹن، ڈبلیو جینرس رائٹ، فرم وی ڈیڈ۔ ورلڈ کرپشن بک لندن ص ۵

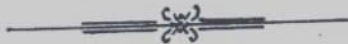
کے کفن کے بارے میں آئے دن جو نظریات پیش کئے جاتے ہیں اور جنہیں قادیانی بڑے شدت سے نقل کرتے ہیں یہودی تخریب کاروں کی اختراعات ہیں۔ آپ کی ہندوستان میں آمد کا مفروضہ بھی سب سے پہلے یہودیوں نے ایک خاص مقصد کے لئے تراشا۔ یہودی ستیاچ ناٹوچ نے اپنے سفرنامہ ہند میں یہ غلط بیانی کی کہ اسے تبت کے لاسوں نے بدھ مت کی ایسی کتب دکھائیں جن میں مسیح کے ہندوستان آنے کا ذکر تھا۔ اس نوح کے دعوے اور یہودیوں نے بھی کئے۔ امریکہ کے ایک خفیہ یہودی سلسلہ راسی کروشن امارک (۱۸۷۱-۱۸۹۰) ایک قدیم فرقے اسینی سے منسوب بعض تحریرات سے مسیح علیہ السلام کی ہندوستان میں آمد کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہ بات غور طلب ہے کہ ان تمام یہودیوں نے دعویٰ کیا کہ مسیح علیہ السلام جہان کے زمانے میں واقعہ صلیب سے قبل ہندوستان آئے اور کافی عرصہ یہاں قیام کیا۔ راسی کروشن سلسلہ کی سپریم گرنڈ لاج کے لئے فورنیا امریکہ کے ایک فاضل ڈاکٹر ایچ لیوس سنپرف نے ایک کتاب مسیح کی پراسرار زندگی میں مسیح علیہ السلام کے ہند آنے اور ہندو جوگیوں کی مریدی کرنے کا ذکر کیا ہے، اس نے لکھا ہے کہ آپ جگ ناتھ جی کی یاترا کے لئے بنارس گئے اور ہندوؤں کے کئی شجدرے اور عجیب و غریب کمالات دیکھے اور فلسطین چلے گئے۔ ان باتوں سے ان یہودیوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ مسیح ابن مریم معاذ اللہ جھوٹے مسیح اھنبی تھے اور ہندوؤں سے دیکھے ہوئے شجدرے دکھا کر یہودیوں کو ورغلا نا چاہتے تھے۔ ایسے دعوے مرزا صاحب کی بعض کتب خصوصاً ازالہ ادہام میں شجدروں کے ضمن میں بیان ہوئے ہیں جو یہود کی خوشہ چینی ہے۔

مرزا صاحب نے واقعہ صلیب کے بعد مسیح کی آمد ہند کے نظریے میں قبر مسیح کی بیوند کاری کی اور یوز آسف کو مسیح بنا ڈالا۔ بڈشاہی عہد کی پندرھویں صدی کی ایک قبر جو محلہ خانیا ر سری نگر کشمیر میں تھی مسیح علیہ السلام کی قبر قرار دیا۔ اور ان لغو باتوں کو خدا کی وحی بتایا۔ قادیانی نظریے کی غیر معقولیت کے بارے میں بہت سا مواد شائع ہو چکا ہے۔ خاص طور پر انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے فاضل مقالہ نگار نے بود اسف و بلوہر کے زیر نظر نہایت مبسوط بحث کے بعد ثابت کیا ہے کہ بود اسف، جہاں تا بھوکا نام تھا۔ اس سلسلے میں کئی قدیم دستاویزات اور غلطو طاسات مل چکے ہیں لہذا جس قبر کے لئے بود اسف کا مراد کہا جاتا ہے

۱۔ خواجہ ندیر احمد، جنرل ان ہیون ان آرٹھ لاہور ۱۹۰۶ ڈاکٹر لیوس سنپرف کی انون لائف آف جنرل امریکہ روسی کروشن  
 ۲۔ سیرین کیلہ فورنیا ۱۸۲۰ مسیحی شاہ سعادت، تحقیق یوز آسف سرنگرہ ۱۹۰۶ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، جلد اول، لندن، لفظ

یہ سفیر مصر کی قبر ہے جو کشمیری بادشاہ زین العابدین کے عہد پنچرھویں صدی عیسوی میں کشمیر آیا۔ اور دفن  
کے بعد خانیاں میں دفن ہوا۔ مزید تاریخی شواہد کے لئے ماسٹرا بلانچ کلاچی بابت ماہ دسمبر ۱۹۷۳ء  
ملاحظہ فرمائیں۔

قبر مسیح کے الہامی دعوے کی زبردست تردید نے مرزا صاحب کے میلہ کذاب کے تحقیقی جانشین  
ہونے پر ایسی مہر ثبت کر دی ہے جو کسی قادیانی سے نہیں توڑی جاسکتی :



## سامراجی صیہونی آلہ کار

اسلامی ممالک  
میں سازشیں

سامراجی صیہونی طاقتوں کی ایما پر مرزا غلام احمد ادراس کے حواریوں نے جو گونا گوں سازشیں کیں ان کی تفصیل میں جانے کا موقع نہیں۔ سبر دست وہ واقعات جن سے تحریک قادیانیت کے اسلام دشمن اور یہود نواز کردار کی وضاحت ہو سکے۔

بیسویں صدی کی پہلی دہائی میں مسلمانوں کی سب سے بڑی سلطنت ترکی کی حکومت تھی۔ جس کو یہودی سامراجی طاقتوں کی مدد سے تباہ کر کے فلسطین پر تصرف ہونے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ مرزا صاحب نے صیہونی پالیسی کے عین مطابق ترکیوں کے خلاف مذموم پروپیگنڈے کا آغاز کیا۔ اس شرمناک واقعے کو بیان کرنے سے پہلے ہم اسلامی ممالک کے بارے میں قادیانی نقطہ نظر کو پیش کرتے ہیں جس سے ان کے عمومی خیالات کی وضاحت ہوتی ہے۔ ایک انتہا پرست آپ فرماتے ہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ برٹش انڈیا کی محسن ہے اس کی اطاعت فرض ہے اس بات کو میں (مرزا صاحب) سولہ برس سے بیان کرتا چلا آ رہا ہوں اگرچہ بعض جاہل مولوی میری ان تحریرات سے ناراض ہیں اور علاوہ اور وجوہ کے مجھے اس وجہ سے بھی کافر قرار دیتے ہیں۔ آگے ان کا مافی الضمیر ان ہی کے الفاظ میں سنئے :-

چونکہ میں نے دیکھا کہ بلا د اسلامی روم اور مصر وغیرہ کے لوگ ہمارے واقعات سے مفصل طور پر آگاہ نہیں ہیں اور جس قدر ہم نے اس گورنمنٹ سے آرام پایا اور اس کے صل اور رحم سے فائدہ اٹھایا وہ اس سے بے خبر ہیں۔ میں نے عربی اور فارسی میں بعض رسائل تالیف کر کے بلا د شام اور روم اور مصر اور بنگال وغیرہ کی طرف روانہ کئے اور ان میں اس گورنمنٹ کی تمام اوصاف حمیدہ درج کئے۔ اور بخوبی ظاہر کر دیا کہ

۱۰ یہودی ریشہ دہانیوں اور ترکی حکومت کے خلاف ان کے عزائم کے لئے یہودی معتقد یونان یورپ کی تابع ایجنڈس، نیویارک، صفحات ۲۱۸ تا ۲۲۵ کا مضمون فرمائیے۔

اس گورنمنٹ کے ساتھ جہاد قطعاً حرام ہے اور ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے وہ کتابیں مفت تقسیم  
 کیں اور بعض شریف عربوں کو وہ کتابیں دے کر بلا دشنام اور روم کی طرف روانہ کیا اور  
 بعض ملکوں کو مکہ اور مدینہ کی طرف بھیجا اور بعض بلاد فارس کی طرف بھیجے گئے۔ اور اس طرح مصر میں بھی  
 کتابیں بھیجیں اور یہ ہزار ہا روپیہ کا خرچ تھا جو محض نیک نیتی سے کیا گیا۔ شاید اس جگہ ایک نادان سوال  
 کرے گا کہ اس قدر خیر خواہی غیر ممکن ہے کہ ہزار ہا روپیہ اپنی گرو سے خرچ کر کے اس گورنمنٹ کی خوبیوں  
 کو تمام ملکوں میں پھیلا یا جائے لیکن ایک عقلمند آدمی جانتا ہے کہ احسان ایک ایسی چیز ہے کہ جب ایک  
 شریف اور ایماندار آدمی اس سے تمتع اٹھاتا ہے تو بالطبع اس میں عشق اور محبت کے رنگ میں ایک  
 جوش پیدا ہوتا ہے تاکہ اس احسان کا مواضع دے ہاں کہ نہ آدمی اس طرف التفات نہیں کرتا پس مجھے طبعی  
 جوش نے ان کارروائیوں کے لئے مجبور کیا۔“

اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کہ آپ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خادم ہیں دوزبردست ثبوت پیش  
 کرتے ہوئے مرزا صاحب، اسی اشتہار میں لکھتے ہیں۔

(اول) یہ کہ علاوہ اپنے والد مرحوم کی خدمت کے میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر  
 زور سے رہا ہوں کہ مسلمان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض اور جہاد حرام ہے۔

(دوم) دوسری جگہ میں نے کئی کتابیں مولیٰ، فارسی تالیف کر کے غیر ملکوں میں بھیجی ہیں جن میں برابر یہی تاکید  
 اور یہی مضمون ہے پس اگر کوئی بداندیش یہ خیال کرے کہ سولہ برس کی کارروائی میری کسی نفاق پر مبنی ہے  
 تو اس بات کا اس کے پاس کیا جواب ہے۔ کہ جو کتابیں عربی و فارسی، روم اور شام اور مصر اور مکہ اور مدینہ  
 وغیرہ ممالک میں بھیجی گئیں اور ان میں نہایت تاکید سے گورنمنٹ انگریزی کی خوبیاں کی گئیں ہیں وہ کارروائی  
 کیونکر نفاق پر معمول ہو سکتی ہے کیا ان ملکوں کے باشندوں سے بجز کافر کہنے کے کسی اور انعام کی توقع  
 تھی کیا سولہ طہری گزٹ کے پاس کسی ایسے خیر خواہ گورنمنٹ کی کوئی اور نیک ہے؟

مرزا صاحب نے سامراجی اور یہودی آقاؤں سے مالی مدد حاصل کی اور ان کے کارکنوں کی معرفت جنہیں

وہ شریعت عرب کہتے ہیں اسلامی ممالک کی سالمیت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے مواد روانہ کیا۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ انیسویں صدی کے وسط سے اسلامی ممالک افغان تان خلیج فارس وغیرہ میں ایک منظم گروہ برطانوی اقتدار کے قیام کی سازش میں ملوث تھا۔ اس حقیقت کی تفصیل بدنام زمانہ برطانوی جاسوس لارنس آف عربیہ کی خفیہ زندگی کے حالات نامی کتاب کے مولفین نے بڑی خوش اسلوبی سے بیان کی ہے لکھتے ہیں:-

”حقیقت یہ ہے کہ برطانوی ایسپائر کے قیام کا سہرا لارنس کے لئے افغانستان۔ ایران، عراق۔ شام اور خلیج فارس میں برطانوی آگے کاروں، جاسوسوں اور انٹلی جنس افسروں کا ایک نہایت منظم گروہ سرگرم سازش تھا جو برصغیر، قریب، سیاح، تاجران، ہرین، آوار، تہذیبیہ کاروں اور دیگر دھارے تھے۔ لیکن حقیقت میں خفیہ طور پر برطانوی فوج، بحریہ، انڈیا آفس، افغان آفس اور انٹلی جنس سروس کے ایجنٹ تھے۔ وہ خفیہ سیاسی معلومات حاصل کرتے، جاسوسی کرتے ان علاقوں کے سرکردہ افراد سے رابطہ اور مراسم پیدا کر کے تباہی کو اپنے زیر اثر لارنس آف عربیہ جس نے برطانوی ایسپائر کے لئے کام کیا، اسی گروہ کا ایک فرد تھا۔“

ہندوستان میں قادیان کو یہ شہرت حاصل ہے کہ وہ سامراج اور یہود کے لئے تخریب کاری اور سازشوں کو پروان چڑھانے کے مرکز کی حیثیت حاصل کر چکا تھا جہاں سے اسلامی ممالک کی سالمیت اور بقا کے خلاف تیار ہونے والا لٹریچر ان ممالک میں روانہ کیا جاتا۔ سوڈان میں مہدی کی خلافت کے خلاف سازش کے لئے غلام نبی نامی قادیانی کو مصعب بھجوا گیا جو قاہرہ انٹلی جنس کی معرفت کام کرتا رہا۔ ایسے ہی عراق میں ترکی حکومت کے اقتدار کے خلاف عبداللہ نامی عرب کو قادیان سے روانہ کیا گیا جو گرفتار کر لیا گیا۔ اور قبول ولی اللہ شاہ قادیانی اس کے بارے میں مختلف امور کی تفتیش گورنمنٹ ہند کے ذریعہ قادیان آئی۔ لہ

وسط ایشیا میں نارروس کے خلاف برطانوی انٹلی جنس کے آلہ کاروں میں پنڈت من بھول، پنڈت موہن لال مولوی نصیر، دیوان سنگھ وغیرہ کے نام ملتے ہیں۔ مشہور نفاذ محمد حسین آزاد بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔

مرزا صاحب نے وسط ایشیا میں مسیح کی مینڈا آمد کی تحقیقات کرنے کی آڑ میں اکتوبر ۱۸۶۹ء میں تین قادیانی

۱۵ فلپ ہارٹ لی اینڈ کولن سمپسن، دی سیکرٹ لائونڈ آف لارنس آف عربیہ، لندن ۱۹۶۹ء ص ۵۰

۱۶ ولی اللہ شاہ، ذکر حبیب سیرینہ

۱۷ دوندر اگوشک۔ سٹرال ایشیا ان ماڈرن ٹائمز، ماسکو ۱۹۶۰ء ص ۱۰۴



مولوی قطب دین، میاں جمال دین اور مرزا خدابخش (مولف عسل مصفی جو بعد میں لاہوری جماعت سے جدا  
 ہوئے) سامراج کی خدمت کا فریضہ انجام دینے کے لئے جاسوسی مشن پر روانہ کئے۔

کابل ہمیشہ ہی سے ان حریت پسندوں کا مرکز رہا ہے جنہوں نے غیر ملکی تسلط کے  
 خلاف پے درپے تحریکیں چلائیں ۱۸۴۸ء میں امیرافغانستان شیر علی نے

برطانوی ریشہ دو انہیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے روس سے تعلقات بڑھائے۔ وائسرائے لارڈ لٹن نے خان  
 آف قلات سے معاہدہ کر کے قندھار پر حملے کا منصوبہ بنایا۔ امیرافغانستان روس فرار ہو گئے اور ان کے  
 بھائی یعقوب نے سلطنت کا معاہدہ کر لیا۔ اور برطانوی ریڈیڈنٹ افغانستان میں رہنے لگا۔ لیکن جلد ہی حریت  
 پسندوں نے انگریزوں کے خلاف بغاوت کر دی۔ اور برطانوی ریڈیڈنٹ کو قتل کر دیا۔ صورت حال مرید  
 خراب ہونے کے ڈر سے انگریز نے افغانستان کا محاصرہ کر لیا۔ امیر یعقوب معزول کر دئے گئے دریں  
 اثنا لارڈ لٹن کی جگہ لارڈ رپن کا بطور وائسرائے تعینات ہوا۔ انگریز نے عبدالرحمن کو نیا امیر تسلیم کر لیا۔ لیکن حریت  
 پسندوں کی سرگرمیوں میں کمی واقع نہ ہوئی۔ ۱۹۰۱ء میں لارڈ کرزن نے شمال مغربی سرحدی صوبے تشکیل دیا۔  
 اور ڈیویژنل لائن کے ذریعے سرحدوں کا تعین کیا۔ ۱۹۰۱ء میں امیر عبدالرحمن کے بعد ان کا بیٹا جمیاب اللہ خان  
 امیر بنا۔

برطانوی سامراج کی افغانستان پالیسی کے مختلف ادوار کے عمیق مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ انگریزوں نے  
 نام نہاد روسی خطرے کے پیش نظر افغانستان میں اپنے وجود کو قائم رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی  
 اس کے لئے اس نے افغانستان کے اندر اپنے آگے کاروں کا ایک ایسا منظم گروہ تیار کرنے کی کوشش کی  
 جو حریت پسندوں کی سرگرمیوں پر اطلاع رکھ سکے۔ اور انگریزوں کی مخبری کا فریضہ انجام دے سکے۔ تاہم  
 تحریک کے خلاف مسلمانوں کے رد عمل اور اس کے سامراج نواز نظریہ عمل کے پیش نظر پنجاب اٹلی جنس نے  
 لفٹیننٹ گورنر پنجاب میکورتنیٹ کو تجویز پیش کی کہ افغانستان میں اس تحریک کو بڑھنے چھوڑنے کا موقع  
 دیا جائے۔ تاکہ بڑا نیا مخالف جذبات کی شدت کو کم کیا جائے اور مختلف قبائل کو آپس میں لڑایا جاسکے۔

چیف کمشنر سرحد ہیرٹڈین نے اس تجویز پر صاف کیا اور برطانوی سامراج کے ایک قیدی اور خفیہ آلہ کار مولوی عبد اللطیف کو ہندستان بولایا گیا جو کابل پر بار میں اچھی رسائی رکھتے تھے۔ مولوی صاحب حج کے بہانے ہندوستان آئے اور قادیان تک گئے انہوں نے مرزا صاحب کے دعویٰ پر ایمان لانے کا دھونگ رچا دیا۔ قادیان سے کئی افغان آلہ کاروں سے رابطہ قائم کیا اور اپنے ایک مرید مولوی عبدالرحمن کے ذریعے فضا ساز کا بنانے کی کوشش کی۔ کابل میں احمد نوری نامی شخص بہت پہلے سے برطانوی سامراج کے لئے کام کر رہا تھا اس نے بعد میں نبوت کا دعویٰ بھی کیا۔ امیر کابل کو مولوی لطیف کی سرگرمیوں کی اطلاع تھی۔ لیکن انہوں نے برنی دانشمندی کا ثبوت دیا جب یہ قادیانی جاسوس تخریب کاری کے پروگرام کی تکمیل کے لئے جولائی ۱۹۰۳ء کو افغانستان پہنچا اور نام نہاد تبلیغ کی تیاری کرنے لگا۔ تو امیر کابل نے اسے گرفتار کر کے مذہبی عدالت میں پیش کیا جہاں مرتد ثابت ہوا اور سنگ سار کر دیا گیا۔

مولوی محمد علی رسالہ ریویو قادیان میں اس واقعے کے متعلق روشنی ڈالتے ہوئے مولوی لطیف کی سنگ ساری کی وجہ بیان کرتے ہیں:-

”صاحب زادہ عبد اللطیف“ قادیان میں حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ عرصہ اقامت کر کے جب اپنے ملک میں واپس پہنچے تو بڑے بڑے علماء کابل کو اس پاک سلسلہ کی تبلیغ کی۔ اب ان عقائد میں سے جو سلسلہ احمدیہ کی خصوصیات میں سے ہیں سب سے ضروری عقیدہ خونِ مہدی اور جہاد کا انکار ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ مسیح موعود کے دعوے کی ہی بنیاد ہے۔ امیر افغانستان کو مروجہ عقیدہ جہاد سے یہ علیحدگی باعث خطر معلوم ہوئی۔ افغانستان میں قومی وحدت زیادہ تر تعلیم مسئلہ جہاد کی بنا پر ہے اور یہی وجہ ہے کہ خونِ مہدی کے عقیدے کو معمولی مذہبی اختلاف سے سزا اور گورنمنٹ کی خاطر مضر خیال کر کے امیر نے... صاحب زادہ کو سنگ سار کر دیا۔

اس واقعے کو مرزا صاحب نے افغان حکومت کی سیاسی اور مذہبی پالیسی پر کڑی تنقید کا ذریعہ بنایا اور اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین میں برطانوی سامراج کی حکمت کو تمام اسلامی حکومتوں سے بہتر اور فضلِ خداوندی قرار دیا۔

# ترکی حکومت کے خلاف پروپگنڈا

برطانوی سامراج اور یہودی آقاؤں کے ایماد پر مرزا صاحب نے دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کو جس کے حکمران کو خلیفہ قرار دیا جاتا تھا مذموم پروپگنڈہ کا نشانہ بنا رکھا تھا۔ اور بالکل اہنی خطوط پر سازش کی جا رہی تھی جن پر یہودی

کام کر رہے تھے۔ ہنزرا نے صیہونی تحریک (۱۸۹۷ء) کے آغاز کے بعد حرمین شریفین کے محافظ خلیفہ ترکی عبد المجید کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ یہود کو فلسطین میں آباد کاری کی اجازت دی جائے اور اس کے عوض ایک کثیر مالی امداد کی پیش کش کی۔ تاکہ خلیفہ ترکی اپنی گرتی ہوئی مالی ساکھ کو سنبھال دے سکے لیکن آپ نے اس پیش کش کو مسترد کر دیا۔ جس کے بعد یہودیوں نے ترکی کی تباہی کی مہم تیز کر دی۔ اور سامراج سے اپیل کی کہ وہ اس حکومت کو ختم کر کے فلسطین پر ان کی حکومت کے قیام میں مدد دے۔

ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی سب سے پہلے سیاسی مندرتھے جنہوں نے ترکوں کے خلاف مذموم مہم کا آغاز کر رکھا تھا وہ اس سلطنت کی تباہی کو اپنے دعویٰ مسیح موعود کی بنیاد قرار دیتے تھے اور اعلان کر رہے تھے کہ خلافت جلد ختم ہو جائے گی۔ اپنی تصنیع "نشان آسمانی" (۱۸۹۲ء) میں لکھتے

ہیں:-

"مسیح کے ظہور کے بعد ترکی سلطنت کچھ سست ہو جائے گی..... اور عرب کے بعض حصوں میں نئی سلطنت کے لئے کچھ تدبیریں کرتے ہوں گے اور ترکی سلطنت کو چھوڑنے کے لئے تیار ہوں گے۔ یہ علامات معہدی معبود اور مسیح موعود کی ہیں جس کو سوچنا ہے سوچے۔"

تحریک صیہونیت کے آغاز (۱۸۹۷ء) کے بعد یہودیوں نے ترکی حکومت کے خلاف پروپگنڈہ تیز کر دیا تھا۔ قادیان کے صیہونی مسیح موعود اگرچہ کئی سال سے یہود کے لئے کام کر رہے تھے لیکن ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جس کے بعد انہوں نے اس شرمناک کارروائی میں اضافہ کر دیا۔ مئی ۱۸۹۷ء میں ترک تو نصل متعینہ کراچی لاہور تشریف لائے۔ مسلمانوں نے انہیں ترکی خلیفہ کا نمائندہ قرار دیتے ہوئے ان کا شاندار استقبال کیا جلوس نکالا اور دل کھول کر ان کی پذیرائی کی۔

۱۔ نکی تا، دی سیٹ آف اسرائیل، ماسکو، ۱۹۷۷ء مرزا غلام احمد، نشان آسمانی، ربوہ، ۱۹۷۷ء  
۲۔ سیل روتھ، جیوش از مائیکلو پیڈیا، لندن ۱۹۶۶ء ترکی

ان کے طرز عمل سے انگریز کے خلاف نفرت کے جذبات بھیاں تھے۔ لاہور کی قاجانی جماعت نے ترک سفیر کو مرزا غلام احمد سے ملاقات کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کر لیا۔ عام مسلمان اس بات پر خوش تھے کہ ان کے سمجھانے سے شاید مرزا صاحب راہ راست پر آجائیں گے۔ مرزا صاحب نے انگریز کی ایما پر بات چیت کا آغاز کیا اور انگریز کی حمایت اور ترکوں کی مخالفت میں ایسی سرگرمی دکھائی کہ سفیر مذکور شدہ رہ گئے۔ اس پر ان کے دعوے مسترد تھے۔ سفیر مذکور کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص مسلمانوں کا ازلی دشمن اور بظاہر سامراج کا پٹھو ہے۔ مذاکرات ختم ہونے کے بعد لوگوں کو نتائج معلوم کرنے کی بڑی چاہ تھی۔ خبر سار ناظم اہندہ لاہور نے سفیر ترکی کو ایک خط لکھ کر حقیقت حال معلوم کی اس کے جواب میں آپ نے بتایا کہ مرزا جہالت و فریب کاری کی مجسم تصویر ہے اور اس سلسلے میں مرزا کچھ کہنا جھٹ ہے۔ یہ خط جب چھپا تو مسلمانوں نے مرزا صاحب کو خوب لعن طعن کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب کا نمبٹ باطن لوگوں کے سامنے آ گیا۔ ایک اشتہار میں آپ نے اس ملاقات کے متعلق لکھا :-

”میرے نزدیک واجب التعظیم اور واجب الاطاعت اور شکر گزاری کے لائق گورنمنٹ انگریزی ہے جس کے زیر سایہ امن کے یہ آسمانی کارروائی کر رہا ہوں ترکی سلطنت آج کل تاریکی سے بھری ہوئی ہے اور وہی شامت اعمال جگت رہی ہے۔ ادھر گز ممکن نہیں کہ اس کے زیر سایہ رہ کر ہم کسی راستی کو چھپلا سکیں۔ میں نے صاف کہہ دیا کہ سلطان کی سلطنت کی حالت اچھی نہیں ہے۔ اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں یہی وہ باتیں تھیں جو سفیر مذکور کو اپنی بد قسمتی سے بہت بُری معلوم ہوئیں میں نے کئی اشارات سے اس بات پر بھی زور دیا کہ رومی سلطنت خدا کے نزدیک کئی باتوں میں قصور وار ہے۔ اور خدا سے تقویٰ اور عبادت و نوح انسانی کی بہدردی کو چاہتا ہے اور نعم کی حالت موجودہ بربادی کو چاہتی ہے۔“

اس واقعے کے بعد مرزا صاحب نے اپنی وفات تک (۱۹۰۸ء) بارہ سال کے عرصے میں نہایت شد و مد کے ساتھ ترکی خلافت کے خلاف زہرا گلا۔ ہندوستان کے مسلم پریس نے مرزا صاحب کی ترک دشمنی پر بے نواز ہمہ کا سختی سے نوٹس لیا۔ روزنامہ ”سراج الاخبار“ جہلم نے اپنے مقالہ افتتاحیہ میں لکھا :-

مرزا نے قادیان کے جھوٹے دعوے اور انبیاءِ علیہم السلام کی نسبت اس کی توہین آمیز تحریریں اور مدت سے مسلمانوں کی سخت دل آزاری کا باعث ہو رہی تھیں مگر اب کی مرتبہ جو اس نے ۱۲ مئی کو ایک اشتہار حسین کامی سیخبر سلطان روم کے عنوان سے شائع کیا ہے اس سے تو ہندوستان کے ہر طبقے کے مسلمانوں کو انتہا درجہ کا قلق ہوا ہے اس اعلان سے صریحاً ثابت ہو گیا ہے کہ یہ شخص صرف علماء امت ہی کا دشمن نہیں بلکہ ملت اسلام اور روٹے زمین کے مسلمانوں کا جانی دشمن ہے اور جس طرح انگلستان میں گلیڈسٹون اسلام اور ترک سلطنت کا مانند ہے اسی طرح ہندوستان میں یہ شخص اسلام اور اہل اسلام کا دشمن ہے عین ہے کہ وہ خلیفۃ المینین جو روٹے زمین کے مسلمانوں کا واجب الاستقامت مقتدی ہے اور جو حرمین شریفین کا محافظ ہے اس کی نسبت گلیڈسٹون کا یہ بے باک تقلد ایسی ہی دریدہ دہنی کرتا ہے۔

اجبار میں حضرات جانتے ہیں کہ مرزا قادیان نے جو کچھ لکھا ہے یہ وہی ہے جو گلیڈسٹون اور اس کے یورپین پیروتر کی سلطنت کی نسبت بکا کرتے ہیں۔ قادیان کے اس قول سے کہ "میں نے سفیر کو یہ بھی کہا ہے کہ خدانے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا وہ کاٹا جائے گا بادشاہ ہو یا خیر بادشاہ۔" ثابت ہوتا ہے کہ اس کا الہام کرنے والا خدا بھی صرف بے چارے مسلمانوں ہی کا دشمن ہے ان کے خون کا پیسا ہے اور جو لوگ دین اسلام کے دشمن اور اس کے رسول پاک صلی علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں ان سے خوش ہے اور انہی کو دنیا میں قادیانی اور اس کے گروہ کے ساتھ باقی رکھنے کے لئے منتخب کیا ہے۔

اسلامی ممالک کے خلاف مرزا صاحب نے نہایت گھٹیا انداز سے پروپیگنڈا کیا۔ لیکن انگریزی حکومت کی ترقی اور سالمیت کے لئے الہامات شائع کئے۔ کبھی یہ کہا کہ خدا کی وحی میں مجھے انگریزی سلطنت کا تعویذ کہا گیا ہے۔ اور کبھی یہ الہام بیان کیا کہ آپ (مرزا غلام احمد) کے ساتھ انگریزوں کا نرمی کے ساتھ ہاتھ بٹھکا اسی طرف خدا تعالیٰ متوجہ جو آپ تھے۔ آسمان پر دیکھئے والوں کو ایک فی برابر غم نہیں ہونا، یعنی انگریز آپ کے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آتا تھا اور آپ کی توجہ اور برکت کی وجہ سے خدا انگریز کے ساتھ ہے اور اس کے سامراجی تسلط اور جبر و ظلم اور بربریت اور استعمار پر خوش اور مسلمانوں کی تباہی پر راضی ہے۔

۱۰ مولانا ابوالقاسم دلاوی رئیس قادیان - لاہور ۱۰ مرزا غلام احمد، نورا الحق، قادیان

۱۱ مرزا غلام احمد کی وحی مذکورہ مار بوجہ

اپنی وفات سے ایک سال قبل ۱۹۰۷ء میں آپ نے اپنی جماعت کے لئے ضروری نصیحت کے عنوان سے ایک اہم تہار شائع کیا جس میں اسلامی ممالک کے بارے میں قادیانی عزائم کی واضح جھلک دکھائی جاسکتی ہے۔ فرماتے ہیں:-

”چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریری لوگ اکثر کابندوں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے (کانگریس، مسلم لیگ کی آزادی کی تحریکات کی طرف اشارہ ہے۔ مؤلف) گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بُرائی ہے بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت بائبائیزنگ ان کی طبع میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں اور جو بفضلِ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو قریباً ۲۶ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے ان کی نکل حمایت میں ہمارا فرقہ احمدیہ چند سال میں لاکھوں تک پہنچ گیا ہے۔ اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ اس کے زیر سایہ ہم ظالموں کے پنجہ سے محفوظ ہیں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت ہے کہ اس نے اس گورنمنٹ کو اس بات کے لئے چن لیا تاکہ یہ فرقہ احمدیہ اس کے زیر سایہ ہو کر ظالموں کے خونخوار جلوں سے اپنے تئیں بچا دے اور

ترقی کرے کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ تم سلطان روم کی عملداری میں رہ کر یا مکہ اور مدینہ میں ہی میں اپنا گھر بنا کر شریری لوگوں کے جلوں سے بچ سکتے ہو نہیں، ہرگز نہیں بلکہ ایک ہفتہ میں ہی

تم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کیے جاؤ گے۔ تم سن چکے ہو کہ کس طرح صاحب زادہ عبداللطیف جدیہ کابل کے ایک محترم بزرگ اور نامور تھے جن کو یہ خیال ہزار کے قریب تھے وہ جب میری جماعت میں داخل ہوئے تو عرض اسی مقصد سے کہ میری تعلیم کے فوائد ہمارے مخالف ہو گئے تھے۔ میرے حبیب اللہ نے نہایت بے رحمی سے ان کو سنگسار کر دیا۔ پس کیا تمہیں کچھ توقع ہے کہ تمہیں اسلامی سلاطین کے ماتحت کبھی خوشحالی میسر آئے گی بلکہ تم نامِ اسلامی، مخالفِ علماء کے فتوؤں کی رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو۔“

آپ میری رقم طراز ہیں:-

یہ تو سوچو کہ اگر تم اس گورنمنٹ کے سایہ سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانا کہاں ہے

ایسی سلطنت کا بھلا نام تو لوجو تمہیں اپنی پناہ میں لے لے گی۔ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کرنے کے لئے دانت پس رہی ہے کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کا فراد مرتد ٹھہر چکے ہو سو تم اس خدا داد نعمت

کی قدر کرو اور تم یقیناً سمجھ لو کہ خدا تعالیٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لئے ہی اس

ملک میں قائم کی ہے اور اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے تو وہ آفت تمہیں نابود کر دیگی۔

اور یہ مسلمان لوگ جو اس فرقتہ احمدیہ کے مخالف ہیں تم ان کے علاوہ کے فتوے سن چکے ہو یعنی یہ کہ تم ان کے نزدیک واجب القتل ہو اور ان کی آنکھ میں ایک کتا بھی رحم کے لائق ہے مگر تم نہیں ہو۔ تمام پنجاب اور

ہندوستان کے فتوے بلکہ تمام مالک اسلامیہ کے فتوے تمہاری فسہت پر یہی کہ تم واجب القتل

ہو اور تمہیں قتل کرنا اور تمہارا مال لوٹ لینا اور تمہاری بیویوں پر جبر کر کے اپنے نکاح میں لے آنا اور

تمہاری میت کی توہین کرنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دینا نہ صرف جائز بلکہ بڑے ثواب کا کام

بے سوہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خوشخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کے خوف

سے تم قتل کئے جانے سے بچے ہو نہ ہو۔ ذرا اور کسی سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو تم سے

کیا سلوک کیا جاتا ہے سو انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے تمہارے لئے ایک

برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو۔

### صیہونی آلہ کار

خدا نے مرزا غلام احمد کی برطانوی سامراج اور صیہونی تخریب کاروں کے آلہ کار ہونے کے ثبوت میں ایک ایسی زبردست شہادت مہیا کر دی ہے جس کے بعد کسی شک و

شک کی گنجائش نہیں رہتی۔ ہم نے بتایا کہ برزول نے تحریک صیہونیت کی بنیاد رکھ کر اعلان کیا کہ اس نے فلسطین

میں یہودی ریاست قائم کر دی ہے۔ ترکی خلیفہ سے یہودی آباد کاری کے سلسلے میں لین دین میں ناکامی کے بعد ۱۹۰۲ء میں اس نے برطانوی سکریٹری نوآبادیات جوزف چیمبر لین سے رابطہ قائم کیا۔ اس نے تجویز پیش کی

کہ یہودیوں یوگنڈا میں ایک ریاست قائم کر لیں۔ یہودی رہنما دیویمان اپنی یادداشتوں میں لکھتا ہے کہ بعض یہودی تاجر اس سکر کے حق میں تھے لیکن یہودی بھاری اکثریت آباؤی وطن اور اجداد کی سرزمین کا محاذ رکھتے ہوئے اس سکر کے سخت مخالف تھے بلکہ

اچھٹی عالم صیہونی کانگریس ۱۹۰۳ء نے یوگنڈا سکیم اور ایسی تمام سکیمیں جن کے تحت امریکہ، کینیڈا، ارضائین آسٹریلیا، انگولا وغیرہ میں یہودی ریاست قائم کی جانے کی تجاویز پر بحث تھیں یکسر مسترد کر دیں۔ البتہ علاقائی تحریک (Jewish National Fund) کے بعض علم بردار جن کا سرخیل اسرائیل زینگول تھا یوگنڈہ سکیم کے حامی تھے۔ اسی طرح علاقائی تحریک کا ایک اور علم بردار جان ایگور نیڈر ڈوئی تھا۔ جو آسٹریلیا کا باشندہ تھا اور روحانی معالج ہونے کا مدعی تھا۔ اس نے کرسمس اپاسٹیٹ چرچ میں صیہونیت کی بنیاد رکھی ہے اور شیکاگو (امریکہ) میں ۱۸۹۶ء کے لگ بھگ یہودی شہر صیہون بسانا شروع کیا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ اس جدید شہر سے وہ ایک تحصیل ہی کو نہیں، ایک ریاست، ایک قوم، ایک براعظم، ایک نصف کرہ بلکہ ساری دنیا کو کنٹرول کرے گا۔ ڈوئی صیہون شہر کا جنرل اور سربراہ تھا اس نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ وہ یہودی سلسلہ کے آخری نبی ملائکہ کا حواری ہے۔ ۱۹۰۱ء میں جب قادیان میں مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ڈوئی نے امریکہ میں ایلیار نبی ہونے کا دعویٰ کیا جو یہودی تعلیمات کے مطابق مسیح موعود سے قبل ظاہر ہو گا۔ ڈوئی کے صیہون میں پانچ ہزار لوگ مختلف ممالک سے آئے بس گئے۔ شہر میں نہ تو کوئی تعمیر تھا اور نہ ناچ گھر، سگریٹ، شراب اور سور کے استعمال پر سخت سزائیں دی جاتیں۔ ڈوئی نے جلد ہی اتنا رسوخ پیدا کر لیا کہ صیہونیت کے علم برداروں کو خطہ لاحق ہوا کہ یہ شخص امریکہ میں ہی ایک متوازی یہودی ریاست قائم نہ کرے اور فلسطین میں ریاست کے قیام کی تجویز پر براثر پڑے۔ صیہونیوں نے ڈوئی کے منصوبوں کو ناکام بنانے کے لئے اس کی سکیم اور شخصیت کے متعلق پروپگنڈا شروع کیا۔ اور اس کے ایک معتدولبرگلیں دولہا کے ذریعے ایک سازش کرا کے ۱۹۰۵ء میں اسے صیہون کے جنرل اور سربراہ کے عہدے سے معزول کر دیا اس پر قعدہ ازواج اور فنڈز کے غلط استعمال کے الزامات لگائے گئے۔ اپریل ۱۹۰۶ء میں ولبرگلیں صیہون پر

۱۵ نئی نئی، ص ۲۲ ۱۵ انسائیکلو پیڈیا برٹیکا، زیر لفظ ڈوئی

۱۵ جلال الدین شمس - ملاقا حضرت مسیح موعود، ج ۵ ص ۹۶



تقاضا ہو گیا مارچ ۱۹۰۷ء میں ڈوئی نے وفات پائی۔

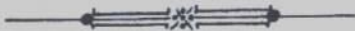
ڈوئی کی تحریک کو سوتاژ کرنے کے لئے صیہونوں نے قادیان کے نبی کی پیٹھ ٹھونکی۔ انہوں نے ۱۹۰۲ء میں ڈوئی کو روحانی مقابلہ کا چیلنج دیا تاکہ وہ اپنی توانیاں ان سے مقابلہ میں ضائع کر دے۔ اور اپنی سکیم کو پورا نہ کر سکے۔ لیکن اس نے رسید تک نہ دی البتہ یہودی پریس نے مرزائی مقابلہ کو خوب اچھالا۔ ۱۹۰۴ء میں اس کو دوبارہ دعوت مقابلہ دی گئی جسے یہودیوں نے امریکہ کے ۳۲ کثیر الاشاعت اخبارات میں شائع کرایا اور ڈوئی کی توجہ اس طرز مبذول کرائی۔ وہ اس بحث سے عمداً گریز کر رہا تھا وہ مرزائی چیلنج کو کوئی اہمیت نہ دیتا تھا لیکن یہود نواز پریس اور صیہونی اس مقابلے سے لوگوں کو یہ تاثر دے رہے تھے کہ ڈوئی یہودی ریاست قائم کرنے میں نخلص نہیں۔ اور وہ ایک محمدی مسیح کے مقابلہ کے لئے تیار نہیں اور دعویٰ کرتا ہے کہ دنیا سے یہود کو اکٹھا کر کے مسلمان ریاستوں کو ختم کر دے گا۔ آخر کار جب وہ اپنی غلطیوں اور اپنے معتمد کی سازش کے باعث معزول ہو گیا اور مرزا صاحب کے مرنے سے ایک سال قبل ۱۹۰۷ء میں مرگیا۔ تو مرزا صاحب نے اس سے اپنی نبوت کے ثبوت میں بطور نشان پیش کیا لیکن ان کی اصل ندرت یہ تھی کہ انہوں نے ایک علاقائی تحریک کو ناکام بنانے اور اس کے سربراہ کو بدنام کرنے کی تحریک صیہونیت کو اپنے مخصوص مذہبی جھگڑوں کے ذریعے زبردست مدد پہنچائی۔ مذہبی بنیادوں پر اٹھائی گئی یہود کی علاقائی تحریک کو مذہبی ہتھیاروں سے ناکام بنایا اور عالمی صیہونی تحریک کے اصل مقصد یعنی ترکِ خلافت کو ختم کر کے فلسطین میں یہودی ریاست قائم کرنے کی تحریک میں بلا واسطہ امداد فراہم کی۔

ان خدماتِ جلیلہ کے نتیجے میں پنجاب کے فنانشل کمشنر مسٹر ولسن اور گورداسپور کے یہود نواز پٹی کمشنر سی۔ ایم گنگ بنفس نفیس قادیان گئے۔ تخیلیہ میں بات چیت ہوئی۔ اخبارات حکم قادیان نے خیر مقدم نمبر

۱۹۰۹ء میں ڈوئی کی زندگی اور تحریک کے بارے میں تفصیلی حالات ڈکشنری آف امریکن بیالوژی مرتبہ ایل جانسن اینڈ ڈوما نیویارک ۱۹۵۹ء ص ۴۱ اور ویسٹرن ریپارٹس ڈکشنری، امریکہ ۱۹۶۴ء میں ملاحظہ فرمائیے۔ ۲ مرزا غلام احمد کی تالیف حقیقت الوحی ۱۹۰۷ء میں ان اخبارات کے نام اور مقابلے کی تفصیلات درج ہیں ۳ اس سلسلے کا مزید بحث کے لئے ملاحظہ فرمائیے ماہنامہ البلاغ کراچی۔ اپریل ۱۹۷۳ء

نکال کر قادیانی جماعت کی طرف سے سرکار انگریزی کو بھرپور حمایت کا یقین دلایا اور گورنمنٹ انگلشیہ کے برکات و محاسن کو ممالک اسلامیہ میں پھیلانے کے عہد کی تجدید کی۔ درون خانہ پخت و پز کے بعد سیاسی مناکحت کے نئے رشتے استوار ہوئے۔ اور مالی امداد کی نئی راہیں کھلیں۔

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو سامراج اور یہود کے سیاسی اجیر، وحدتِ اسلامی کے دشمن، گالیوں کے پیغمبر تکفیر اہل قبلہ کے داعی، مسیلمہ کے جانشین اور شاتمِ رسولؐ مرزاٹھے قادیان نے ایک کردہ عادت میں وفات پائی لیے



# حکیم نور الدین کا دور

۱۹۰۸ء — ۱۹۱۴ء

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا غلام احمد کی وفات کے بعد قادیانی تحریک کے روح رواں حکیم نور الدین بھیروی نے قادیان کی گدری سبھالی حکیم صاحب مہاراجہ کشمیر رنیر سنگھ کے زمانے میں ۱۸۷۶ء کے لگبھگ کشمیر دربار سے بطور طبیب وابستہ ہوئے۔ آپ دراصل برطانوی انٹلی جنس کی طرف سے اس کام پر مامور تھے کہ مہاراجہ کشمیر کی روس سے سانباہ پر اطلاع رکھیں۔ رنیر سنگھ روس کے ساتھ تعلقات بڑھانے کا خواہاں تھا۔ کیونکہ اسے اس بات کا خدشہ تھا کہ انگریز اپنے توسیع پسندانہ عزائم کی تکمیل کے لئے کسی وقت کشمیر پر قبضہ کر کے معاہدہ ام تسر (۱۸۴۶ء) کی وجہ سے بکھیرے گا۔ جس معاہدہ کی رو سے اسے کشمیر کی خصوصی حیثیت کو تسلیم کرنا پڑتا تھا۔ رنیر سنگھ نے برطانیہ کے خلاف روس کی امداد کے حصول کے لئے ۱۸۷۰ء میں چار افراد پر مشتمل ایک وفد ماسکو روانہ کیا۔ دو افراد تو راستہ ہی میں برطانوی انٹلی جنس کے ہاتھوں مارے گئے باقی دو افراد بچے، بچاتے تاشقند پہنچے۔ ان کے نام سر فرخ خان اور عبدالرحمن تھے۔ زار روس سے بات چیت ہوئی، لیکن وفد کو کوئی نمایاں کامیابی نہ ہوئی۔ البتہ ایک نیا نیا حکم ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد رنیر سنگھ نے بابا کریم پرکاش کو فاتی

۱۵ ممتاز احمد مسند کشمیر لاہور ۵

۱۶ ووندراکوشک، سنٹرل ایشیا، ان ماڈرن ٹائٹلز، ماسکو، ۱۹۷۰ء - ص ۱۰۴

سفیر کی حیثیت سے روس بھیجا لیکن زارا پنے داخلی مسائل میں اتنا الجھا ہوا تھا کہ امداد دینے کی کوئی پختہ یقین دہانی نہ کر سکا۔ ۱۸۸۵ء میں ریبیرنگھ کے مرنے کے بعد پرتاب سنگھ نے کشمیر کی گدی سنبھالی حکیم صاحب ان کے زمانہ اقتدار میں بھی بدستور انگریز کے لئے اٹلی جنس کرتے رہے۔ پرتاب سنگھ بھی روس سے تہفاتی بڑھانے کا خواہاں تھا۔ حکیم صاحب نے مہاراجہ کے بھائیوں رام سنگھ اور امر سنگھ کو گانٹھ رکھا تھا ان کے ذریعہ بعض سیاسی معلومات حاصل کر کے انگریز کو پہنچائی جاتی تھیں۔ آخر کار مہاراجہ کی روس نواز سرگرمیوں پر اطلاع پا کر انگریز نے اس کے اختیارات سلب کر کے کشمیر کا نظم و نسق ایک کونسل کے سپرد کر دیا۔ اس سازش میں حکیم نور الدین کا گہرا ہاتھ تھا۔ کافی تاہم اور یقین دہانیوں کے بعد مہاراجہ کشمیر نے جب دوبارہ حکومت سنبھالی تو اس نے حکم دیا کہ حکیم نور الدین چوبیس گھنٹے کے اندر انڈرسٹیٹ سے نکل جائے۔

حکیم صاحب نے پہلے ہی مرزا صاحب سے رابطہ رکھا ہوا تھا۔ ۱۸۹۲ء میں آپ قادیان آ گئے۔

## جنگِ بلقان

حکیم صاحب نے عیب قادیان کی گدی سنبھالی اس وقت (۱۹۰۸ء) اسلامیات عالم خصوصاً ترکی حکومت کے خلاف مسلمہ راجی ریشہ دو انیاں جاری تھیں۔ استعماری طاقتوں نے ترکی مقبوضات میں قومیت کے فتنہ کو ابھارا اور داخلی انتشار کو ہوا دی۔ جس کے باعث بلقانی ریاستیں سر ویبا۔ مانچی نیگرو۔ رومانیہ اور بلغاریہ ترکی سے الگ ہو گئیں۔ او جزیرہ نمائے بلقان میں ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں نے خانہ جنگی شروع کر دی۔ ترکی زیادہ تر جرمنی سے اپنے تعلقات استوار کر رہا تھا۔ قیصر ولیم جرمنی بھی اپنے مقبوضات میں اضافہ کرنے کا متمنی تھا اس نے ترکی کو تجارتی مراعات دیں اور قسطنطنیہ سے بغداد تک ریل کی پٹری بچھانے کی پیشکش کی۔ تاکہ خلیج فارس میں داخل ہو کر مشرق قریب اور مشرق بعید میں برطانوی اثر و نفوذ پر ضرب کاری لگا سکے۔ جرمنی کے خلاف برطانیہ۔ فرانس اور روس نے اتحاد ٹھانہ بنا رکھا تھا۔

حکومت ترکی کو بیرونی جارحیت اور سامراجی صیہونی ریشہ دونوں کے ساتھ ساتھ بہت سے

داخلی مسائل بھی درپیش تھے۔ ۱۹۰۸ء میں فوجیان ترکوں (ریٹاک ٹرکس) نے فوجی بغاوت کر دی۔ سلطان عبدالحمید کو معزول کر کے محمد خاس کو سلطان مقرر کر دیا گیا انقلاب کی افرا تفری سے فائدہ اٹھا کر آسٹریا نے سربیا اور ہنری گوینا کی ریاستوں کا الحاق کر لیا۔ ۱۹۱۲ء میں ترکی کی بلقانی ریاستوں سے باقاعدہ جنگ چھڑ گئی۔ ترکی سلطنت کی حمایت میں ہندوستان کے مسلمانوں نے زبردست تحریک چلائی۔ انہیں عثمانی حکومت اور اس کے خلیفہ سے وابہانہ لگاؤ تھا۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے اخبار الہلال اور مولانا ظفر علی خاں نے اخبار زمیندار کے ذریعہ مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کی۔ علی گڑھ کے طلباء نے ترک مجر حین کی امداد کے لئے چندے جمع کئے۔ لیکن اس نازک دور میں قادیانیوں نے علی اور بین الاقومی سطح پر ترکوں کے خلاف سہرا اگلا۔ ترکوں کو جب جنگ بلقان میں سہریت اٹھانا پڑی تو تاجیکانیوں کو مرزا غلام احمد کی پیش گوئیوں کا ڈھنڈورا پیٹنے اور ترک مخالف پروپیگنڈا کرنے کا موقع میسر آ گیا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ بلقان کی جنگ کی نسبت مرزا صاحب کے ان الہامات میں پہلے سے خبر موجود ہے جو قادیانی پرچے ریواست ریلیجز جنوری ۱۹۰۲ء میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس حسی کی رو سے "ترک اپنے پاس کے علاقہ میں مغلوب ہوں گے اور اپنے مغلوب ہونے کے بعد جلد بھڑے غالب ہو جائیں گے۔ چنانچہ قسطنطنیہ جو ترکوں کا دار الخلافہ ہے اس کے پاس ہی بلقانی طاقتوں سے ترکوں کو شکست ہوئی۔ اور فوراً ہی ان کی آپس کی خانہ جنگی کے باعث ترکوں کو ایڈریانوپل کی فتح عظیم حاصل ہوئی جس سے پیش گوئی کے دونوں پہلو خارق عادت طور پر پورے ہوئے۔"

لندن میں حکیم نور الدین نے خواجہ کمال الدین کو روانہ کر رکھا تھا۔ جو برطانوی فارن آفس اور عالمی صیہونی تنظیم (WZO) کے بیہودی اراکین سے ساز باز رکھتے تھے۔ آپ ووکننگ مشن کے انچارج تھے۔ جو استعمار کا سیاسی اڈہ تھا۔ خواجہ صاحب لندن میں پریکٹس کرتے تھے۔ اور تبلیغ سے ان کو کچھ تعلق نہ تھا۔ آپ نے لندن میں ایک پمفلٹ شائع کر لیا۔ جس میں بقول مؤلف تاریخ احمدیت لکھا کہ "ترکی حکومت کی تباہی کی پیش گوئی پوری ہو گئی ہے۔ احمدی نے نو سال پہلے یہ سب کچھ بتا دیا

۱۰ مرزا محمود احمد، زندہ خدا کے زبردست نشان، قادیان۔ اپریل ۱۹۱۷ء، ملاحظہ فرمائیں میاں سرفراز حسین کی تقریر مندرجہ ذیل ریویو آف لندن اکتوبر ۱۹۲۷ء بحوالہ الفضل ربوہ۔ یکم ستمبر ۱۹۵۶ء

تھا۔ یورپی یہودیوں نے قادیانی تحریک اور احمد نبی کی پیش گوئی میں بڑی دلچسپی کا اظہار کیا۔ لندن میں کسی ہندوستانی کی ترکوں کی مخالفت میں اٹھائی جانے والی یہ پہلی آواز تھی۔

ترکوں کے خلاف سازشیں اور لٹیرہ دہانیاں برطانوی سامراج کا ایک معمول بن چکی تھیں۔ کئی یہودی ہندوستان سے مشرق وسطیٰ گئے تاکہ

## مرزا محمود کا سفر حجاز

ان سازشوں کو پران چڑھا سکیں۔ ۱۹۱۲ء کے لگ بھگ ایک یہودی ماہر آنا رقدیمہ ہوگو تھی کی سرپرستی اور ایما پرٹی۔ ای۔ لارنس نے عربوں کو ترکوں کے خلاف صحت کار کرنے کی سازش کی۔ برطانوی انٹلیجنس کے علاوہ یہودی تخریب کار لارنس آف عربیہ کے پشت پناہ تھے۔ ان تمام سرگرمیوں کا مرکز قاہرہ تھا۔ مصر پر انگریز کا قبضہ ہونے کے باعث اس علاقے کو بطور بیس استعمال کیا گیا۔

یہ حقیقت ثابت ہو چکی ہے کہ قادیان میں مبلغوں کے روپ میں برطانوی انٹلی جنس کے کارندے موجود رہتے تھے جن کو انڈیا آفس مشرق وسطیٰ روانہ کرتا۔ ان شریف عربوں میں عراق کے ایک شخص عبدالحی عرب تھے جنہیں حکیم صاحب نے برطانوی انٹلی جنس کے مشورے سے بلاذیر بیہ بھیجا۔ اس سیاسی مشن میں نورالدین نے ان کے ہمراہ اپنے مرشد زاہد مرزا محمود احمد اذنان کے ناما میر ناصر نواب کو بھیجا۔ قادیان طائفہ پہلے حجاز پہنچا۔ وہاں ایک مکان کرائے پر لیا اور قادیان سے نیم منہی نیم سیاسی لٹریچر ساتھ لے کر گئے تھے۔ اسے تفسیر کرنے لگے۔

عبدالحی کی زبان عربی تھی اس لئے اسے سیاسی تبلیغ میں آسانی تھی۔ اتفاق سے مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی اس زمانے میں حج کے لئے گئے ہوئے تھے۔ آپ نے جو اس مبارک مقام پر قادیانیوں کی سرگرمیاں دیکھیں تو میدانِ عمل میں آگئے۔ اور انہیں لاکار نے لگے۔ بھوپال کے خالد نامی ایک صاحب (مولف کو ان کے تفصیلی حالات معلوم نہیں ہو سکے) نے قادیانیوں کے سیاسی عزائم سے حکومت کو آگاہ کیا۔ چند ہی روز میں عربوں کو معلوم ہو گیا کہ ایک ہندی کتاب کا بیٹا یہاں ازنا د پھیلانے میں مصروف ہے۔ مولف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ مرزا محمود جہاں سے گزرتے عرب اشارے کرتے اور

کہتے۔ ہذا ابن قادیانی۔

مولانا ابراہیم نے بعد کھٹی اور مرزا محمود کو مناظرے کا چیلنج بھی دیا۔ لیکن دونوں نے فرائض اختیار کر لیا۔ عربوں اور حکومت کے احتساب سے قادیانی طائفہ قدم نہ جما سکا۔  
مرزا محمود نے چند سال بعد اپنی کارروائیوں کا ذکر ان الفاظ میں کیا :-

”میں (مرزا محمود) نے وہاں (مکہ مکرمہ) تبلیغ شروع کی اور خدا نے اپنے خاص فضل سے میری حققت کی۔ اس وقت حکومت ترکی کا وہاں چنداں اثر نہ تھا اب تو شاہ حجاز کی گورنمنٹ انگریزی کے زیر اثر ہونے کے باعث ہندوستان سے بدسلوکی نہیں ہو سکتی مگر اس وقت یہ حالت نہ تھی اس وقت وہاں جس کو چاہتے گرفتار کر لیتے تھے مگر میں نے تبلیغ کی اور کھلے طور پر کہی لیکن جب ہم وہ مکان چھوڑ کر واپس ہوئے تو دوسرے دن اس مکان پر چھاپہ مارا گیا اور مالک مکان کو کچھ لیا گیا۔ کہ اس قسم کا یہاں کوئی شخص یہاں تھا“

عجمی لائسنس

نور الدین نے قادیانی طائفہ کے دورے کی رپورٹ کی روشنی میں دو قادیانیوں

زین العابدین۔ ولی اللہ شاہ اور شیخ عبدالرحمن کو ۲۶ جولائی ۱۹۱۳ء کو مصر

روانہ کیا۔ برٹش ایجنسی قاہرہ۔ شام۔ حجاز اور عراق میں اپنے جاسوس تعینات کر رہی تھی۔ لائسنس آف عربیہ صحرائے سینائی میں فوجی انٹلی جنس میں لگا ہوا تھا۔ کئی انگریز شریفیت مکہ کو اکسانے اور اسے ترکوں کے خلاف بغاوت کرنے پر آمادہ کر رہے تھے کیونکہ مکہ و مدینہ سے ترک حکومت کے خاتمہ کا مطلب یہ تھا کہ ترکی حکومت سے حرمین شریفین کے محافظ ہونے کا منصب چھن جائے۔ اور ان کی دینی سیادت کا خاتمہ ہو جائے گا۔

ولی اللہ اور شیخ عبدالرحمن قادیانی مصر پہنچ کر برطانوی ریڈیڈنٹ جنرل کچر سے ملے کچھ عرصہ تک ترک افکار کے خاتمہ کیلئے سرگرم برٹش ایجنسی قاہرہ کے ساتھ کام کیا۔ بعد میں ولی اللہ شاہ نے شیخ عبدالرحمن کو قاہرہ و چھوڑا اور خود ایجنسی کی ہدایات پر بیروت چلا گیا۔ بیروت جا کر قادیان کے لائسنس ولی اللہ نے ترک حلقوں میں اثر و نفوذ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ مرزا محمود کے بقول تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ

نوجوان طلباء میں اثر و رسوخ پیدا کیا۔ ہندوستان میں ترکوں کی حمایت میں زبردست تحریک جاری تھی اس لئے ترک اہل ہند کے بارے میں پُرخلوص جذبات رکھتے تھے۔ ان سے فائدہ اٹھا کر اس نے ترکوں کے حامی کاروپ و عمارت کربروت، حلب اور بیت المقدس میں برطانوی انٹلی جنس کے لئے کام کیا۔ حتیٰ کہ صلاح الدین ایوبی کا ج میں ترکوں کی سفارش سے لیکچرار مقرر ہوا۔

شام کے ایک فاضل محقق محمد منیر القادری اپنی تالیف "القادیئۃ" میں جنگِ عظیم اول کے وقت قادیانیوں کی سازشوں کی بابت فرماتے ہیں:-

"اور یہ بات پوری ذمہ داری سے کہی جاسکتی ہے کہ قادیانیوں سے چشم پوشی مسلمانوں کے لئے انتہائی خطرناک ہے خصوصاً جاسوسی کے بارے میں۔ کیونکہ پہلی جنگِ عظیم کے وقت انگریزی سامراج نے ایک قادیانی مسمی ولی اللہ زین العابدین کو سلطنت عثمانیہ میں بھیجا جس نے وہاں یہ ظاہر کیا کہ وہ سلطنت عثمانیہ کا بہی خواہ ہے اور مسلمان ہے۔ عثمانی دھوکہ کھا گئے اور اس کو پانچویں ڈویژن کے کمانڈر جمال پاشا کے پاس بھیج دیا۔ جس نے اس کو ۱۹۱۷ء میں قادیانیوں میں یونیورسٹی میں دینیات کا لیکچرار مقرر کر دیا۔ بعد میں جب انگریزی افواج دمشق میں داخل ہوئیں تو مذکورہ ولی اللہ زین العابدین اس لشکر میں شامل ہو گیا۔"

قادیان کے لارنس کا مرید مذکورہ ہم آئندہ صفحات میں کر رہے ہیں۔ شیخ عبدالرحمن جسے ولی اللہ نے قاہرہ چھوڑا تھا برطانوی انٹلی جنس اور قادیان کے درمیان رابطہ انصر کے فرائض انجام دیتا رہا۔ یاد رہے کہ یہ وہی شیخ مذکور ہیں جو شیخ عبدالرحمن مصری کے نام سے مشہور ہیں آج کل لاہور جماعت میں شامل ہیں۔ ۱۹۳۷ء میں آپ ہی نے مرزا محمود کی اخلاقی حالت پر شدید اعتراضات کئے اور بتایا کہ قادیان میں ایک سپر سیکس مارکیٹ قائم ہے۔ آپ نے جی ڈی کھوسلہ کی عدالت میں بیان دیا کہ مرزا محمود زنا کار ہیں تقدس کے پردے میں عورتوں اور لڑکوں کو ہوس کا نشانہ بناتے ہیں اور انہوں نے ایک فضیہ سوسائٹی بنا رکھی ہے جس میں زنا ہوتا ہے۔"

۱۵ مرزا محمود احمد، منصبِ خلافت، قادیان ۱۹۱۲ء ص ۵۸

۱۶ محمد منیر القادری۔ القادیئۃ، دمشق ص ۱۴۔ بحوالہ ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۱ مئی ۱۹۷۳ء

۱۷ متنازعہ فاروقی مرزائی۔ فتح حق۔ لاہور ص ۳



## مصالح العرب

۱۹۱۳ء میں عبدالحیٰ محمد عرب نے انڈیا آفس کے اشارے پر قادیانی پرچے البد کے ساتھ ایک عربی قصیدہ مصالح العرب کے نام سے جاری کیا۔ جس میں عربوں کی ترک مخالفت تحریک کو ابھارنے۔ برطانوی سامراج کی مذموم نوآبادیاتی پالیسی کو کامیاب بنانے اور عالم عرب کے داخلی انتشار کو ہوا دینے کے لئے استعمال کیا گیا۔ اسی قصیدہ کا ایک پرچہ عرب بیورو قاہرہ نے فارن آفس لندن کی ہدایت پر جاری کیا۔ جس کا نام عرب بلٹین تھا۔ قادیانی پرچے کی مشرق وسطیٰ کے یہودی مراکز کے ذریعے وسیع شہیر ہوتی تھی۔

## عبرت انگیز وفات

۱۹۱۴ء میں حکیم نور الدین نے وفات پائی۔ آپ نے مرزا غلام احمد کی پوری سیاسی جانشینی کی اور یہ کوشش کی کہ مرزا محمود اس قابل ہو جائے کہ ان کے مرنے کے بعد قادیان کی گدی سنبھال سکے۔ آپ نے اس امر کی طرف خصوصی توجہ دی کیونکہ خواجہ کمال الدین۔ مولوی محمد علی۔ ڈاکٹر بشارت احمد وغیرہ نے مرزا صاحب کی جانشینی کا مسئلہ کھڑا کر رکھا تھا۔ یہ لوگ جان گئے تھے کہ نور الدین اپنے بعد مرزا محمود کو گدی پر بٹھانا چاہتا ہے انہوں نے عقائد کی بحث اور انجمن احمدیہ کی جانشینی جیسے مسائل چھیڑے۔ حکیم نور الدین نے ہر حل پر مرزا محمود کا دفاع اور ان کی راہ نمائی کی۔ مرزا غلام احمد کی زندگی میں بھی جب مرزا محمود پر زنا کا الزام لگا اور مرزا صاحب نے اس واقعے کی تحقیق کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا تو یہ نور الدین ہی تھے جنہوں نے عینی گواہوں کو کھسکا کر شہادتوں کی کمی کے شرعی عذر کی بنا پر معاملہ ٹھپ کر دیا تھا۔ مرزا محمود نے بھی اپنے آپ کو باپ کی سیاسی وراثت کا اہل ثابت کرنے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ مارچ ۱۹۱۴ء میں حکیم صاحب وفات پا گئے۔ ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کی اشاعت میں حکیم صاحب کی وفات کو عبرت انگیز قرار دیتے ہوئے پیغام صلح لاہور کے نامہ نگار نے لکھا:۔

کہاں مولوی نور الدین صاحب کا حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ اور رسول اللہ اور اسمہ احمد کا مصداق یقین کرنا اور کہاں وہ حالتِ کبر و صیبت کے وقت مسیح موعود کی رسالت کا اشارہ تک نہ کرنا۔ استقامت میں فرق آنا اور پھر بطور سزا کے گھوڑے سے گر کر بُری طرح زخمی ہونا۔ آخر مرنے

سے پہلے کئی دنوں تک بولنے سے بھی لاپوار ہو جانا اور نہایت مغلسی میں مرزا اور آئندہ جہاں میں بھی  
کچھ سزا اٹھانا اور اس کے بعد اس کے جوان فرزند عبدالحی کا عنقوان شہاب میں مرزا اور اس کی  
بیوی کا تباہ کن طریق پر کسی اور جگہ نکاح کر لینا وغیرہ یہ باتیں کم عبرت انگیز نہیں تھیں۔



# سیاسیاتِ دوِرتانی

۱۹۱۴ء — تا — ۱۹۴۸ء

مرزا محمود احمد، نور الدین کی وفات کے بعد قادیان کی گدی پر قابض ہو گئے۔ آپ کو برسرِ اقتدار لانے میں آپ کے نانا میرزا ناصر نواب، ماموں میر اسحاق اور انصار اللہ شہ پارٹی کا ہاتھ تھا۔ بہر حال انہوں نے مرزا صاحب کے سیاسی دلائلوں کے طائفے کو پچھاڑ دیا۔ مرزا محمود نے ۲۵ سال کی عمر میں قادیان کی گدی پر قبضہ کیا۔ اور اطلاع کے طور پر انگریزوں کو تار دے دئے گئے۔

ترک و دشمن پروپگنڈا | تختِ خلافت پر برہنہ مان ہونے کے بعد مرزا محمود نے برطانوی میسجی پالیسی کے عین مطابق ترکوں کی مخالفت اور عثمانی سلطنت کی تباہی

کا شرمناک پروپگنڈا کیا۔ عربی کا ایک رسالہ "الدین السخی" کے نام سے تالیف کر کے اسے عرب ممالک میں وسیع پیمانے پر تقسیم کرایا۔ اور مرزا غلام احمد کی وحی کی روشنی میں ترک حکومت کی تباہی کو الہی تقدیر بتایا۔

مولانا تاریخ احمد ریسٹ لکھتے ہیں:- کہ مرزا محمود نے اس سلسلے میں تمام عالم اسلام کو حضرت مسیح موعود کی نبوت پر ایمان لانے کی بھی پرنڈر دعوت دی۔ اور اعلان فرمایا کہ جو اصحاب مامور وقت کی صداقت سے متعلق تحقیق کرنا چاہیں وہ خط و کتابت کے ذریعہ بھی کر سکتے ہیں۔

۱۹۰۰ء سے باہر گروہ بندی کے اسباب کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ ڈاکٹر بشارت احمد کا تالیفِ خلافتِ احمدیہ پر ایک نظر لاہور ۱۹۰۰ء

۱۶۹ سے تاریخ احمدیت جلد پنجم

قادیانیوں کی ان شرمناک کارروائیوں کے برعکس علما نے حق ترکی کی مدد سے ہندوستان کو آزاد کرانے کے منصوبے بنا رہے تھے۔ ۱۹۰۵ء سے شیخ الہند مولانا محمود الحسن کی قیادت میں آزادی کے ایک پروگرام پر عمل ہو رہا تھا۔ جس میں پروفیسر برکت اللہ حبیبی عظیم آزادی پسندوں کے علاوہ راجہ مہندر پرتاپ اور لالہ ہریال جیسے ہندو مجاہدین آزادی بھی شامل تھے۔

حزبت پسندوں کا ہیڈ کوارٹر کابل میں تھا۔ اور برلن، استنبول، انقرہ، مدینہ منورہ اور قسطنطنیہ میں دیگر مراکز قائم کئے گئے تھے۔ شیخ الہند نے ترکی کے جنرل غازی انور پاشا سے ہندوستان پر حملے کی منظوری لینے اور افغانستان اور ترکی کا معاہدہ کرانے کے لئے حجاز کے گورنر غالب پاشا اور جمال پاشا جی اوسی سے ملاقات کی۔ آپ نے غالب پاشا کی وساطت سے انور پاشا سے ترک حملے کی منظوری لے لی۔ غالب پاشا، انور پاشا کی جنگی کمیٹی کے سیکریٹری بھی تھے۔ آپ نے افغانستان اور ترکی کا معاہدہ بھی کرادیا۔ لیکن ہندوستان میں ریشمی رومال کے انگریز انجینئرس کے ہاتھ آجانے سے یہ منصوبہ ناکام ہو گیا۔ بین الاقوامی سطح پر انقلابیوں کی تحریک کو ناکام بنانے اور ان کی جاسوسی کرنے میں بعض قادیانی پیش پیش رہے۔

مرزا محمود کی خلافت کی دکان سچی ہی تھی کہ جنگ عظیم اول چھڑ گئی۔ یورپ کی بدل

## جنگ عظیم اول

عظیمی، جرمنی اور آسٹریا کی طرف سے بلغاریہ نے اکتوبر ۱۹۱۵ء میں جنگ میں شریک ہونے کا اعلان کیا۔ ترکی کو نومبر ۱۹۱۴ء ہی میں جنگ میں چھنسا دیا گیا۔ ترکی جنگ میں شامل ہونے میں پس و پیش کرتا رہا تاہم لیکن جرمنی نے اُسے روس سے جنگ میں ایک سازش کے ماتحت ابھار دیا۔ جنگ شروع ہوتے ہی قادیانی پرچوں نے برطانوی سامراج کی مدح و توصیف اور ان کی جانی و مالی امداد کے پر زور اعلانات شائع کئے۔ ترکی کے خلاف نہایت مکروہ پروپیگنڈا کے ساتھ ساتھ ترکی خلافت کے نظریے کو باطل قرار دیا گیا۔ مولف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں :-

”حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (مرزا محمود) نے ترکی کے شامل جنگ ہونے کو بے سبب اور بے وجہ قرار دیا اور خلیفۃ المسیح ثانی کی نام نہاد خلافت کے خاتمے کا پر زور اعلان کیا۔“ قادیانی برطانوی صیہونی

آقاؤں کی خوشنودی کے لئے ترکوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کے علاوہ انگریز کی عملی مدد کے لئے میدان میں آگئے۔ وہ یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ جن جن علاقوں میں برطانوی سامراج کا تسلط ہو گا وہاں نبوت کا ذریعہ کی تبلیغ کے نام پر سیاسی مراکز قائم کئے جا سکیں گے۔ اور جماعت کو ترقی حاصل ہوگی۔ فوجی بھرتی کے لحاظ سے قادیانیوں کی پوزیشن کمزور تھی۔ کیونکہ ان کی تعداد کم تھی۔ البتہ انگریزوں کی وفاداری پر کامل اعتماد کرتے ہوئے فوجی کمپنیوں میں قادیانی رضا کار سی۔ آئی۔ ڈی کے لئے تعینات کئے۔ یہ قادیانی قاہرہ اسٹلی جنس کی ہلاکت پر کام کرتے۔ اسی اسٹلی جنس ادارے سے لارنس نے فوجی کمپنیوں کو جاری لائڈ۔ دولی اور آربری ہرزبرٹ جیسے سیاسی اور فوجی جاسوس وابستہ تھے۔ ان کا سربراہ ایک یہودی کرنل گھبرٹ کلیٹن تھا۔ جنگ عظیم کے زمانے میں مشرق وسطیٰ میں برطانوی اور یہودی آقاؤں کی ہلاکت پر قادیانیوں نے جو شہر مناک سازشیں کیں۔ اس خوجھکاں داستان کے کچھ حصے ملاحظہ فرمائیں۔

جنگ عظیم کے دوران ترک افواج بہادری کے شاندار نمونے پیش کر رہے تھے

## سقوط بغداد

فروری ۱۹۱۵ء میں لارڈ ہارڈنگ وائسرائے ہند ایک نیم فوجی نیم سیاسی مشن پر عراق روانہ ہوا۔ وہ اتحادیوں کے گیلی پولی کے مقام پر ترکی افواج پر حملہ کے منصوبے کا جائزہ لینے جا رہا تھا۔ اس کے اس سفر پر روشنی ڈالتے ہوئے الفاضل قادیان نے اس مذموم مشن کی کامیابی کی دعا کی اور تحریر کیا :-

” لارڈ ہارڈنگ کا یہ سفر (عراق) سابق وائسرائے لارڈ کرن کے سفر خلیج فارس سے زیادہ اہم اور زیادہ اچھے نتائج کی امید دلاتا ہے۔ ہم اس وقت اس سفر کے نتائج، اس کی اہمیت کا صحیح اندازہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔“

یقیناً اس نیک دل افسر کا عراق میں جانا عمدہ نتائج پیدا کرے گا ہم ان نتائج پر خوش ہیں کیونکہ..... خدا عک گیری اور جہاں بانی اسی کے سپرد کرتا ہے جو اس کی مخلوق کی بہتری چاہتا ہے اور اسی کو زمین پر حکمران بنانا ہے جو اس کا اہل ہوتا ہے۔ پس ہم پھر کہتے ہیں کہ ہم خوش ہیں کیونکہ ہمارے خدا کی بات پوری ہوئی ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ برٹش گورنمنٹ کی توسیع کے ساتھ ہمارے لئے اشاعت اسلام

کا میدان بھی وسیع ہو جائے گا اور غیر مسلم کو مسلم بنانے کے ساتھ ہم مسلمان کو پھر مسلمان کریں گے؟ لے  
 جنگ عظیم کے آغاز میں ترک اور جرمن افواج نے عراق میں برطانوی سامراج کے کئی مواقع پر دانت  
 کھٹے کئے۔ ایک موقع پر انڈین آرمی آفیسر جنرل ٹاؤن شینڈ (Townshend) کی زیرِ نگرانی  
 دس ہزار برطانوی۔ ہندوستانی افواج کو ترک کمانڈر خلیل پاشا نے جرمن فیلڈ مارشل وان واگنر  
 کی مجوزہ جنگ حکمت عملی کے تحت قفقاز کے مقام پر محاصرے میں

(Donnerstag)

لے لیا۔ برطانوی ہمتی دستے اس محاصرے کو توڑنے میں ناکام ہو گئے۔ برطانیہ کے وار آفس، انڈیا آفس  
 اور مصر کے انسٹی جنس بیورو کو اس صورتِ حال سے اذہم فکر لاحق ہوئی۔ لندن میں اس مسئلے پر غور کرنے  
 کے لئے ایک اجلاس بلا لیا گیا۔ اور جنرل رابرٹس نے قاہرہ تار دیا۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے خلیل پاشا یا  
 نجیب کو دس لاکھ پونڈ تک کی رقم دے کر فوجیوں کو گھیرے سے نکلوایا جائے۔ برطانوی پولیٹیکل آفیسر  
 پرسی بوکنس اسے ایک شرط منصوبہ بتاتا ہے۔ بہر حال لارنس آف عربیہ، انسٹی جنس بیورو کے یہودی  
 افسر زبری ہربرٹ کو ساتھ لے کر خلیل پاشا کو ملا۔ اور بیس لاکھ پونڈ تک کی پیشکش کی۔ لیکن انہوں  
 نے اس رقم کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اور جنرل ٹاؤن کو غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈالنے پڑے۔  
 دریں اثنا جنوری ۱۹۱۶ء میں تشکیل دئے جانے والے عرب بیورو قاہرہ کے یہودی سربراہ سر گلوبٹ کلین  
 نے لارنس کو بعض ہدایات دے کر حجاز روانہ کیا تاکہ شریف مکہ کو ترکوں کے خلاف آمادہ بغاوت کرے۔  
 جون ۱۹۱۶ء میں شریف مکہ نے ترک دستوں پر گولی چلا کر بغاوت کا آغاز کر دیا۔ ہندوستان کے والٹر  
 لارڈ چیسفورڈ اور یہودی سکریٹری آف سیٹھ مونٹیگو نے حجاز میں بغاوت کو ہوا دینے کے لئے  
 بے شمار جاسوس فوجی دستوں کے ہمراہ روانہ کئے جن میں کئی قادیانی تھے۔

عراق میں برطانوی افواج کو سخت مزاحمت کا سامنا تھا۔ لیکن مارچ ۱۹۱۶ء میں برطانوی جنرل مہر  
 میٹھے ماڈنے اس علاقے پر تسلط حاصل کیا۔ بغداد کے سقوط کے سانحے پر افضل قادیان نے خوشی کے شادیاں  
 بجائے اور لکھا :-

”میں اپنے احمدی بھائیوں کو جو سہرا ت پر غور و فکر کرنے کے عادی ہیں ایک مرشدہ سنا تا ہوں۔

کہ بصرہ اور بغداد کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہماری محسن گورنمنٹ کے لئے فتوحات کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اس سے ہم احمدیوں کو معمولی خوشی حاصل نہیں ہوئی بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں برس کی خوشخبریاں جو الہامی کتابوں میں چھپی ہوئی تھیں آج ۱۳۳۵ھ میں وہ ظاہر ہو کر ہمارے سامنے آگئے ہیں۔ ۱۷  
ایک اور شمارے میں قادیانیوں نے ان الفاظ میں اپنے جذبات کا اظہار کیا:

”حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی معبود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلے میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔ فتح بغداد کے وقت ہماری فوجیں مشرق سے داخل ہوئیں۔ دیکھئے کس زمانہ میں اس فتح کی خبر دی گئی۔ ہماری گورنمنٹ برطانیہ کے جو بصرہ کی طرف چڑھائی کی اور تمام اقوام سے لوگوں کو جمع کر کے اس طرف بھیجا۔ دراصل اس کے محرک خدا تعالیٰ کے وہ فرشتے تھے جن کو اس گورنمنٹ کی مدد کے لئے اس نے اپنے وقت پر اتارا تاکہ وہ لوگوں کے دلوں کو اس طرف مائل کر کے ہر قسم کی مدد کے لئے تیار کریں۔“

عراق کے سامراجی تسلط میں آنے پر مرزا محمود نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا۔  
عراق کے فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہا ہے اور میری تحریک پر سینکڑوں آدمی بھرتی ہو کر چلے گئے۔ ۱۸

مرزا محمود کے ایک سائے میجر حبیب اللہ جو ولی اللہ شاہ کے بھائی تھے فوج میں ڈاکٹر تھے۔ عراق میں رہ کر آپ نے برطانوی پبلس افسر ٹی۔ بی۔ ہینگز (T. B. Hedges) اور ایک پولیٹیکل افسر جی۔ ایٹ۔ رائڈس (G. H. Rodes) کی وساطت سے مختلف انتظامی عہدے حاصل کئے۔ اور انڈیا آفس کی ہدایات پر برطانوی اسٹی جنس سے مل کر بعض سیاسی اور نیم سیاسی سازشوں کو پروان چڑھانے میں مدد دی۔

۱۷ الفضل قادیان، ۱۷ اپریل ۱۹۱۷ء

۱۸ الفضل قادیان، ۱۷ دسمبر ۱۹۱۸ء

۱۹ الفضل قادیان، ۳۱ اگست ۱۹۲۳ء

## حجاز میں سازشیں

شریف مکہ سے ترکوں کے خلاف بغاوت کرانے کے بعد لارنس آف بریبیانے  
 فزان آفس لندن کی پالیسی کے مطابق عرب قبائل کی مدد سے جنگ کو دیگر  
 ترک مقبوضات تک پھیلا دیا۔ نجد اور عرب کے ساحلی علاقوں پر ابن سعود کا تسلط تھا جسے انگریز  
 نے تسلیم کر رکھا تھا۔ لیکن انڈیا آفس اور عرب بیورو قاہرہ ابن سعود کو ترکوں اور شریف مکہ سے لڑوانے  
 میں ان کی مدد کر رہے تھے۔ اس متفاد پالیسی کا انکشاف جے ایم کین ممبر پارلیمنٹ چیف آف سٹاف  
 جبرالٹر نے صلح کانفرنس (۱۹۱۹ء) کے موقع پر کیا۔ جب حکومت ہند اور محکمہ خارجہ نے اپنی الگ الگ  
 یادداشتیں پیش کیں یہ

نجد و حجاز میں جو قادیانی سرگرم سازش تھے انہوں نے مرزا محمود کو برطانیہ کی اس دو عملی سے  
 پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا۔ آپ نے ان معلومات کی روشنی میں وائسرائے ہند لارڈ چیمسفورڈ کو  
 خط لکھا اور برطانوی پالیسی کی وضاحت چاہی۔ آپ چند سال بعد اس واقعے پر روشنی ڈالتے  
 ہوئے فرماتے ہیں:-

آج سے کئی سال پہلے جب لارڈ چیمسفورڈ ہندوستان کے وائسرائے تھے مسلمانوں میں شور پیدا  
 ہوا کہ انگریز بعض عرب رؤسا کو مالی امداد دے کر انہیں اپنے زیر اثر لانا چاہتے ہیں یہ شور جب زیادہ  
 بلند ہوا تو حکومت ہند کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ ہم عرب رؤسا کو کوئی مالی مدد نہیں دیتے مسلمان  
 اس پر خوش ہو گئے کہ چلو خبر کی تردید ہو گئی۔ لیکن میں نے واقعات کی تحقیق کی تو مجھے معلوم ہوا کہ  
 گو ہندوستان کی حکومت بعض عرب رؤسا کو مالی مدد نہیں دیتی مگر حکومت برطانیہ اس قسم کی مدد  
 ضرور دیتی ہے۔ چنانچہ ساٹھ ہزار پونڈ ابن سعود کو ملا کرتے تھے اور کچھ رقم شریف حسین کو ملتی تھی۔  
 جب مجھے اس کا علم ہوا تو میں لارڈ چیمسفورڈ کو لکھا کہ گونفھی طور پر آپ کا اعلان صحیح ہو مگر حقیقی طور پر  
 صحیح نہیں۔ کیونکہ حکومت برطانیہ کی طرف سے ابن سعود اور شریف حسین کو اس قدر مالی امداد ملتی ہے  
 اور اس میں ذرہ بھر بھی شبہ کی گنجائش نہیں کہ مسلمان عرب پر انگریزی تسلط کسی رنگ میں بھی پسند  
 نہیں کر سکتے۔ اس کے جواب میں ان کا خط آیا (وہ بہت ہی شریف طبیعت رکھتے تھے) کہ یہ واقعہ صحیح



ہے مگر اس کا کیا فائدہ کہ اس قسم کا اعلان کر کے فساد پھیلایا جائے۔ ہاں ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کا یہ ہرگز منشا نہیں کہ عرب کو اپنے زیر اثر لائے۔ پس ہم ہمیشہ عرب کے معاملات میں دلچسپی لیتے رہے۔

لارڈ چیمسفورڈ نے صریح طور پر جھوٹ بولا کہ گورنمنٹ انگریزی عرب علاقوں کو اپنے زیر اثر لانا نہیں چاہتی حالانکہ جنگ عظیم اول کے واقعات نے ثابت کر دیا تھا کہ برطانوی سامراج نے نہایت مکروہ پالیسی اختیار کر کے پہلے عربوں کو آزادی کا لالچ دے کر ترکوں کے خلاف لڑایا بعد میں ان علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ ایک طرف انگریز یہ اعلان کر رہا تھا دوسری طرف مئی ۱۹۱۵ء میں برسرِ اقتدار آنے والی اسکوتھ کی غلط وزارت نے بنسن (Benson) کمیٹی مقرر کر رکھی تھی جو اتحادیوں کے مابین عرب علاقوں کی تقسیم کے سوال کا جائزہ لے رہی تھی۔

شریعت مکہ نے سر آرچی بالڈ کی زیرِ نگرانی مجاز سے شام کی طرف پیش قدمی کی جسے ترکوں نے روک دیا۔ اپریل ۱۹۱۷ء کو برطانوی افواج نے دوبارہ حملہ کیا۔ لیکن جرمن

## سقوطِ شام

افواج نے ترک کمانڈر اور جبرمن افسروں فیلکین کی مشترکہ کمان میں اس حملے کو پسپا کر دیا۔ لارنس نے شریعت مکہ کے بیٹوں کی امداد سے نئے حملوں کا سلسلہ شروع کیا جس سے ترکوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔

ہم نے بتایا کہ زین العابدین ولی اللہ شاہ، ۱۹۱۳ء سے شام میں سرگرم سازش تھا۔ بیروت اور حلب میں برطانوی مفادات کے لئے کام کرنے کے بعد ترکوں کی معرفت صلاح الدین الیوبی کالج، بیت المقدس میں تاریخ ادیان کا استناد مقرر ہوا۔ اس کے بعد سلطانہ کالج شام میں وائس چانسلر کے عہدے پر فائز ہوا۔ ۱۹۱۵ء میں ترکوں کو فرانسیسی فونصل فرانشا جارج بیکو (Foucault) کے کچھ خفیہ کاغذات ملے جن میں بعض شامی قوم پرستوں کے نام درج تھے۔

ترک جی اوسی جمال پاشا نے ان کے خلاف سخت کارروائیاں کیں جن سے حالات بہت خراب ہو گئے۔ ولی اللہ بڑے منافقانہ طور پر ترکوں کا ہمدرد بنا بیٹھا تھا۔ لیکن جب سرالیس بی کی زیرِ نگرانی افواج شام میں داخل ہوئیں تو انگریزوں سے مل گیا۔ اگرچہ اس نے بڑی عیاری سے اپنا کردار ادا کیا تھا لیکن بعض

تکنیکی غلطیوں کی بنا پر انٹیلی جنس کو ان کی وفاداریوں پر شبہ گذرا اور جلد ہی اسے گرفتار کر لیا گیا۔  
 ولی اللہ نے سامراج کی خاطر جاسوسی، سازش اور تخریب کاری وغیرہ تمام امور کا دبے لفظوں میں اعتراف  
 کیا ہے۔ ان واقعات کو انہی کے الفاظ میں سنئے۔ اور اندازہ لگائیے کہ تبلیغ کے پرفریب نام کی آڑ میں  
 قادیانی کیا کیا گل کھلاتے رہے۔

فرماتے ہیں :-

”پہلی جنگ عظیم کے آخری سال یعنی اکتوبر ۱۹۱۸ء کے آخری ہفتہ میں جنرل این بی کے حکم سے دمشق  
 میں بطور ایک سیاسی اور جنگی قیدی کے واپس کر دیے گئے۔ مجھے اس وعدہ پر فلسطین لے جایا جانے لگا کہ  
 ایک امریکی تحقیق کرنے کے بعد دمشق واپس کر دیں گے۔ جہاں میں سلطانیہ کا مدیر داخلی تھا اور میں نے ابھی  
 تک اس کا چارج بھی کسی کو نہیں دیا تھا۔ مگر دمشق کے سٹیشن پر جو میدان کی طرف ہے اور جہاں میں  
 فٹن میں لے جایا گیا تھا۔ اسٹیشن ماسٹر سے مجھے اپنی گرفتاری کا علم ہوا۔ وہ مجھے جانتا تھا اس کے  
 پاس میرے ساتھی انگریز فوجی افسر اس غرض سے گئے کہ ٹکٹ وغیرہ کا انتظام کریں۔ چونکہ وہ سٹیٹن  
 ماسٹر انگریزی نہیں جانتا تھا اس لئے کاغذات میرے پاس لے آیا ان میں یہ لکھا تھا کہ سید زین العابدین  
 بطور جنگی اور سیاسی قیدی کے جنرل این بی کے حکم سے گرفتار کیا گیا ہے۔ راستہ میں سفری سہولتیں  
 بہم پہنچائی جائیں۔ ورنہ پہلے مجھ سے یہی کہا گیا تھا کہ بعض باتوں کے متعلق تحقیق کرنا ہے اور پھر تم دمشق  
 واپس کر دئے جاؤ گے۔ ان میں سے طول کرم کے معرکے میں میرے شریک ہونے کا بھی سوال تھا۔

جیسا کہ میجر وی ویٹن (Major Vivian) سے مجھے معلوم ہوا تھا۔ جب دو روز قبل مجھ سے پہلی  
 گفتگو کی۔ اس معرکے میں ایک انگریزی کمپنی کا سخت نقصان ہوا تھا اور مجھ پر یہ الزام تھا کہ میں اس میں  
 شریک تھا اور یہ کہ میری ہی اطلاعات کی بنا پر وہ کمپنی جو گھات میں پہاڑوں کے پیچھے چھپی ہوئی  
 تھی ترکی فوج کے نرغے میں آگئی اور کمپنی کو سخت نقصان پہنچا۔ نیز یہ کہ میں ۱۶-۱۹۱۵ء میں ایک  
 فوجی مہم میں شریک ہوا تھا۔ میرا جواب ایک ہی تھا کہ میں احمدی ہوں اور ہمارا مذہب ہی اصل الامول  
 یہ ہے کہ جس حکومت میں رہو اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کرو۔ غرض مجھے یہ یقین دلایا گیا تھا کہ تم

دشمن واپس کئے جاؤ گے۔ اور خود میرا بھی یہی خیال تھا کہ میرے متعلق تحقیقات دشمن میں بھی ہوگی اور مجھے کالج کا باقاعدہ چارج بھی دینا ہے۔ بعد کو میں سٹیشن سے ایک کار میں کورٹ مارشل کے لئے ملٹری کیمپ میں مینچا گیا۔ مگر وہاں میرے محافظ فوجی ساتھیوں کو جب ایک افسر کی طرف سے یہ حکم ملا کہ اسے بحفاظت تمام آفسیئر کے کیمپ میں لے جائیں تو میرے فوجی محافظ اور وارنٹ آفیسر بھی حیران ہو گئے۔ اور میں بھی حیران تھا۔ جس کیمپ میں مجھے لے گئے وہ اسیر فوجی ترک افسروں کی قیام گاہ تھی۔

چار پانچ دن کے بعد مجھے مغرب سے ذرا پہلے سٹیشن پر لے گئے۔ اب میں نئے فوجی محافظوں کی معیت میں تھا۔ میں نے ان سے پوچھا ہم کہاں جا رہے ہیں۔ تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں سمجھا دشمن کے سوا اور کہاں ہوگا۔ رات اظہیمان سے پوری نیند کے ساتھ بسر ہوئی۔ صبح کے وقت میں نے سمندر کی ٹھنڈی ہوا محسوس کی اور اپنے ساتھیوں سے پوچھا ہم کہاں ہیں۔ انہوں نے کہا "کنارا" میں اس لفظ سے کچھ نہ سمجھا اور خاموش ہو رہا۔ جب گاڑی سے اتر کر ریگستانی کنارے پر ایک کیمپ میں پہنچے۔ تو وہاں مجھے معلوم ہوا یہ قنطرہ ہے یعنی وہاں جو نبر سویڈ پر ہے۔ بیت المقدس ۱۹۱۷ء میں فتح ہوا۔ اور ایک سال بعد ۱۹۱۸ء میں دمشق فتح ہوا۔ اس ایک سال کے عرصے میں لڑے مصر کی طرف ریل کے ذریعے اتصال پیدا کر لیا گیا تھا۔ اس کا مجھے علم نہ تھا۔ قنطرہ سے ہم قاہرہ پہنچے جہاں نصر النیل نامی قلعہ میں جو دریاٹے نیل کے کنارے واقع ہے مجھے تقریباً سات ماہ نظر بند رہنا پڑا وہاں دوسرے ترک اور بلغاری اور جرمن وغیرہ فوجی افسر نظر بند تھے۔ زاغلول پاشا بھی ایک دو دن کے۔ وہیں نظر بند رکھے گئے تھے یہ

زین العابدین کو بعد میں ہندوستان بھیجا اور لایا گیا۔ مرزا محمود نے والس رائے سے ملاقات کر کے اصل صورت حال کی وضاحت کی تھی اور بتایا کہ ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے ولی اللہ کا ادنیٰ سے ادنیٰ فعل بھی برطانیہ کی مخالفت میں نہیں ہو سکتا تھا بلکہ ولی اللہ عرب پور و قاہرہ کی ہدایات پر کام کرتے رہے اور ترکوں کی جاسوسی کے لئے ان سے روابط رکھے ہوئے تھے۔ ابن بی نے غلط فہمی کی

بنائے پر آپ کی گرفتاری کا حکم دیا اور حقیقت حال کی وضاحت کے بغیر ایک عاجلانہ قدم اٹھایا۔ شاہ صاحب کے اپنے تاثرات اور انگریز کے لئے خدمات ان کے اس مضمون سے عیاں ہیں جو انہوں نے القفل قادیاں کی یکم جون ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں لارنس آف عربیہ کی وفات کے موقع پر لکھا۔

**یہودی ریاست کا اعلان**  
 برطانوی سامراج کے حسین شریعت مکہ کی دینی حیثیت سے فائدہ اٹھایا اور ان کو اقتدار کا لالچ دے کر ترکوں کو شکست دی۔ انہیں امید تھی کہ ترکوں کے نکلنے کے بعد وہ اپنی غزاری کا پورا پورا صلہ وصول کریں گے۔ لیکن برطانوی بد عہدی اور دغا بازی نے ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ شریعت مکہ اور برطانوی ہائی کمشنر مصر سر ہنری میکوہن کی مراسلت سے عیاں ہوتا ہے کہ برطانیہ نے وعدہ کیا تھا کہ فلسطین عربوں کو ملے گا۔ اس بات کے کئی ثبوت موجود ہیں۔ کہ فلسطین پر عرب حکومت کی یقین دہانی کرائی گئی تھی۔ ۱۹۲۴ء میں اس امر کا ایک نئے طور پر انکشاف ہوا جس کی تفصیل یہ ہے :-

”برطانوی پولیٹیکل انسٹیٹیوٹ جس ڈیپارٹمنٹ نے ۱۹۱۹ء کی پیرس امن کانفرنس کے لئے جس صفحات پر مشتمل ایک میمورنڈم بعنوان ”شاہ حسین سے برطانوی وعدے“

تیار کیا جس کو انتہائی خفیہ قرار دے کر امن کانفرنس پیرس کے اراکین کو استفادہ کے لئے دیا گیا۔ اس کے ساتھ ایک بارہ صفحے کا ضمیمہ تھا جس پر شاہ حسین سے کئے گئے سابقہ وعدوں کا ذکر تھا۔ یہ دستاویزات آنجنابانی پروفیسر ولیم لن و سٹرومان

(William Linn Sturman) کی ملکیت تھیں جو پیرس کانفرنس میں امریکی وفد کے ترجمان کی امور کے ایڈوائزر تھے۔ انہوں نے ان مسودات کو ایک امریکی یونیورسٹی میں جمع کرادیا۔ اور براہ راست کی کہ ان کے مرنے کے بعد انہیں منظر عام پر لایا جائے۔ ان مسودات میں برطانوی فارن آفس کے پولیٹیکل انسٹیٹیوٹ کے میمورنڈم کی مندرجہ ذیل عبارت قابل غور ہے۔

”فلسطین کے متعلق یہ مجیٹی حکومت سر ہنری میکوہن کے خطاب نام شریعت مکہ مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۱۵ء کے تحت اسے عرب آزاد ریاستوں میں شامل کرنے کا وعدہ کر چکی ہے۔“

قاویا نیوں کے عظیم عسکر اور امن کے جھوٹے دعوہ داروں نے شریعت مکہ ہی سے منافقت بدعہدی اور دغا بازی کا کھیل نہیں کھیلا۔ بلکہ اسی زمانے میں (۱۹۱۵ء) میں اتحادی طاقتوں کے ساتھ عرب علاقوں کی ممکنہ تقسیم کا ایک خاکہ تیار کرنے کے لئے مارسل دی بلسن (Marcel de Bunsen) کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی جس کی سفارشات کے نتیجے میں لفٹیننٹ کرنل سر مارکس سائیکس (Sir Mark Sykes) نے برطانیہ کی طرف سے اور ڈوکسیوف فرانشا جارج پیکو (Francois George Picot) سابق شارچ ڈائریسر بیروت نے

فرانسیسی نمائندے کی حیثیت سے ایک خفیہ معاہدے پر دستخط کئے۔ اسے پکوسائیکس معاہدہ کہا جاتا ہے جس کی رو سے فلسطین کو ترکی مقبوضات سے الگ کر کے مکمل خود مختاری یا عربوں کو تفویض کرنے کے برعکس خصوصی حکومت (Special System) کا علاقہ قرار دینا تھا۔ ایسے ہی شام پر فرانسیسی علمداری کو تقسیم کیا گیا تھا۔ یہ معاہدہ قطعی طور پر خفیہ رکھا گیا۔ نومبر ۱۹۱۶ء تک کسی کو اس کے بارے میں کچھ علم نہ تھا۔

نومبر ۱۹۱۶ء میں روس میں بالٹھویک پارٹی برسر اقتدار آگئی اور اشتراکی انقلاب کے ذریعے زار شاہی کا تختہ الٹ دیا گیا۔ کمیونسٹوں نے جب پیٹر گراڈ فارن منسٹری کے قدیم کاغذات اور خفیہ دستاویزات پر قبضہ کیا۔ تو انہیں اس خفیہ معاہدے کی کاپی مل گئی۔ جو انہوں نے شائع کر دی۔ اس خفیہ معاہدے کے انکشاف نے عربوں کو چونکا کر دیا۔ انہیں احساس ہوا کہ انہوں نے ترکوں کے خلاف بغاوت کر کے غلطی کی ہے۔ معاہدے کی رو سے شام فرانس کو دیا جانا تھا۔ ترکی کا انڈرمان چیمپ شام جمال پاشا نے یہ خبر سنتے ہی شہر رعب کے بیٹے فیصل سے رابطہ قائم کیا اور عرب ممالک کی تقسیم کے فرانسیسی برطانوی منصوبے سے انہیں روشناس کرایا۔

کچھ عرصہ بعد جمال پاشا کے جانشین جمال صفیر نے عربوں کو دہن دیکھے اور بغاوت ختم کرنے کا مشورہ دیا۔ فیصل نے یہ خطوط اپنے باپ شریعت کو دکھائے۔ جو انہوں نے یہودی ہائی کمشنر فلسطین سرولن گیٹ کے حوالے کر دیے۔ فارن آفس اور ون گیٹ کے درمیان کئی تاروں کا تبادلہ ہوا۔ آخر کار فارن آفس

نے ون گئیٹ کے مشورے سے برطانوی فارن سکریٹری بالفور کے منظوری سے جرہ میں مقیم برٹش ایجنٹ کی معرفت حسین کو مکمل یقین دہانی کرائی کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ حالانکہ یہ بالکل درست تھی مولفین، لارنس کی خفیہ زندگی کے بقول یہ یقین دہانی فریب دہی، مسخ کاری، ترمیم و تفسیح اور جمعوت و دروغ گوئی کا شاہکار تھی۔ یعنی سائیکس پکو معاہدے سے انکار کر دیا گیا ہے

برطانوی ڈپلومیسی کا تیسرا شاہکار بالفور ڈیکلریشن تھا۔ برطانیہ نے صیہونی نمائندوں کے ترجمان فارن سکریٹری سر آر تھور بالفور کے مشورے اور کوششوں سے فلسطین میں یہودیوں کے لئے قومی وطن کی منظوری کا اعلان کر دیا۔ اس کا انکشاف بالفور نے ۲ نومبر ۱۹۱۷ء کو مورقورہ یہودی سرماہہ داواشج ٹاؤن کے نام ایک خط میں کہا۔ اس اعلان کا عرب سیاست پر گہرا اثر پڑ سکتا تھا۔ اس لئے جنگ عظیم کے اختتام (۱۹۱۸ء) تک عربوں کو اس کا علم نہ ہونے دیا گیا۔ اگرچہ یورپ میں شہنشاہوں، پمفلٹوں اور کتابچوں کے ذریعہ اس کی وسیع پیمانے پر شہیر کی گئی۔ اور اس کی کاپیاں جہازوں کے ذریعے بڑے بڑے شہروں میں گرائی گئیں تھیں۔ وزیر اعظم ٹاڈ جارج نے برطانیہ کے طول و عرض میں دورے کئے اور یہودیوں کو فلسطین میں ریاست کے قیام کے مشورے سنائے۔

اعلان بالفور کے چند روز بعد ۲۵ نومبر ۱۹۱۷ء کو مرزا محمود نے یہودی وزیر ہند مسٹر مانٹیگیو سے خصوصی ملاقات کی اس

### مرزا محمود کی خصوصی ملاقات

ملاقات کی دو اغراض تھیں اول ۲۰ اگست ۱۹۱۷ء کے وزیر ہند کے ہندوستان کو حکومت خود اختیاری دینے کے اعلان سے قادیانی چوکے ہو گئے تھے اور انگریز پر زور دے رہے تھے کہ وہ ایسے اقدام سے قبل ان کے مفادات کا تحفظ کرے۔ اس سلسلے میں ۱۵ نومبر ۱۹۱۷ء کو ۹ ممبروں پر مشتمل ایک قادیانی وفد نے وزیر ہند اور وائسرائے ہند کو دلی میں ایک ایڈریس پیش کیا جس میں استدعا کی گئی کہ سیلف گورنمنٹ قلیل التعداد جماعتوں کے لئے ہلاکت خیز ہے اس لئے اس کو موقوف کیا جائے۔ ایڈریس

۱۷ لارنس کی خفیہ زندگی ص ۸۹ ۱۷ رسالہ لائف، ڈیل ایسٹ نمبر ۱۹۶۷

۱۸ اس سلسلے کی دلچسپ بحث کے لئے ایڈیٹور گارڈیئن کی تالیف دی بالفور ڈیکلریشن، لندن ۱۹۲۰ء ملاحظہ

کیجئے۔

ہندوستان کے اس حصے میں جہاں گورنمنٹ برطانیہ کے زیر اہتمام ہیں وہیں نہ صرف قانونی طور پر آزادی حاصل ہے بلکہ جب کبھی بھی کوئی شخص ہماری آزادی میں مغل ہوتا ہے تو وہ فوراً ہماری مدد کرتے ہیں۔ اور ہمارے اپناٹے وطن کے ظلم سے ہمیں بچاتے ہیں۔ پس ان تلخ تجربات کی موجودگی میں ہندوستانیوں کو سیلٹ گورنمنٹ کا دیا جانا ہم اپنی جماعت کے لئے اور دیگر قلیل التعداد جماعتوں کے لئے ہلاکت سمجھتے ہیں اور برٹش انصاف سے امید کرنے ہیں کہ ایسے کھلے کھلے واقعات کی موجودگی میں وہ قلیل التعداد جماعتوں کو ہلاکت میں نہیں ڈالے گا۔<sup>۱۵</sup>

اس حریت کش مطالبہ کے علاوہ دوسرا ہم مقصد اعلان بالفور کے سلسلے میں مستقبل کا لائحہ عمل طے کرنا تھا۔ مولف تاریخ احمدیت نے اس ملاقات کے ایک ہی مقصد کی طرف اشارہ کیا ہے یہ ہم اس کے دوسرے پہلو پر روشنی ڈالتے ہیں جو ملاقات کی اصل غرض و غایت تھی۔ العنفل قادیان نے اس ملاقات کا ذکر کرتے وقت اس کی غرض نہایت اہم اور ضروری امور پر گفتگو بتائی ہے۔

الفضل قادیان مرزا محمود کی وزیر ہند سے ملاقات کے بارے میں رقم طراز ہے :

اس دن چھ بجے شام کا وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے وزیر ہند صاحب کے ساتھ انٹرویو (ملاقات) کا مقرر تھا۔ ٹھیک وقت پر حضرت خلیفۃ المسیح وہاں پہنچ گئے۔ ایک بوپڑن صاحب احاطہ کے دروازہ تک آپ کے استقبال کے لئے آئے۔ جن کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح مع چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب بی اے بیسٹریٹ لادجو بطور ترجمان مقرر ہو چکے تھے اندر تشریف لے گئے۔ اور دروازہ کے پاس اس خیمہ میں بیٹھائے گئے جو انتظار کے لئے مقرر تھا۔ دو تین منٹ بعد مسٹر رابرٹ ممبر پارلیمنٹ تشریف لائے اور ساتھ وزیر ہند صاحب کے خیمہ کی طرف لے گئے۔ جو انتظار کے خیمے سے سو گز سے زیادہ فاصلہ پر تھا۔ وزیر ہند صاحب نے نہایت خوش اخلاقی سے ملاقات کی اور ۳۵ منٹ تک نہایت اہم اور ضروری امور پر اپنے اور مسٹر رابرٹ ممبر پارلیمنٹ

نے گفتگو فرمائی۔ جو نہایت کامیابی اور عمدگی کے ساتھ ہوئی اور مندرجہ بالا جلیل القدر اصحاب نے پوری توجہ سے سنی امید ہے کہ یہ گفتگو ہماری جماعت کے لئے نہایت مفید اور بابرکت نتائج پیدا کرنے کا موجب ہوگی۔ لے

ہندوستان میں مرزا محمود سیاسی امور پر گفت و شنید کر رہے تھے اور انگلستان میں قادیانی مبلغ قاضی عبداللہ بہت المقدس میں برطانوی کمانڈر ایمن بی کے داخلے اور سقوط فلسطین پر یہودیوں کی خوشیوں میں شریک ہونے کے لئے سیہونی پریس میں مضامین لکھ رہا تھا۔ مبلغ مذکور نے اس خوشی کے موقع پر ایک مضمون برطانوی اخبار میں شائع کرا کے اس کی ایک کاپی اور ایک خط وزیر اعظم انگلستان لائڈ چارج کو ارسال کیا جو یہودیوں کو قیام وطن کے مشورے سنار ہا تھا۔ لائڈ چارج کے یہودی سکریٹری سر فلپ ساسون (Sir Philip Sassoon) نے قادیانی مبلغ کے مضمون پر وزیر اعظم کی طرف سے شکریے کا خط لکھا اور تحریر کیا کہ مسٹر لائڈ چارج اس مضمون کی بہت قدر کرتے ہیں۔

۱۹۱۸ء میں اتحادیوں نے جنگ عظیم میں فتح حاصل کر لی جرمنی کے فیصلہ ولیم الیڈ فرا ہو گئے۔ اور جرمنی کے اتحادیوں نے جنگ بند کرنے کا اعلان کر دیا۔ ترکی سلطنت تباہ ہو کر رہ گئی۔ ترکی کی تباہی اور اتحادیوں کی فتح کی خوشی میں قادیان میں ایک جشن منایا گیا ہندوستان کے طول و عرض میں مسلمان ترکی کی تباہی پر خون کے آنسو بہا رہے تھے۔ جلسے کے چاہے چندے جمع ہوتے اور نوجوان گرفتاریاں سپیش کرنے تاکہ انگریز پر سیاسی دباؤ ڈالا جاسکے۔

قادیانی ۱۹۱۴ء سے آل عثمان کی سلطنت کی تباہی اور ان کے مشاوتے جانے کا اعلان کر رہے تھے انہوں نے بار بار واضح کیا کہ ترکوں سے ان کا قطعاً کوئی مذہبی تعلق نہیں ان کے خلیفہ مرزا محمود ہیں۔ اور دنیاوی سلطان بادشاہ حضور ملک معظم برطانیہ ہیں۔

جنگ عظیم میں برطانیہ کی فتح کی خوشی کے جلسے کی کارروائی ملاحظہ فرمائیں جو قادیان میں منعقد ہوا۔

۱۳ تا ۱۴ نومبر ۱۹۱۸ء جس وقت جرمنی کے شرط صلح منظور کر لینے اور التوائے جنگ

۱۵ الفضل قادیان - ۲۰ نومبر ۱۹۱۷ء

۱۶ الفضل قادیان - ۱۹ مارچ ۱۹۱۸ء

۱۷ ملاحظہ فرمائیں کے کے عزیز ۲۰ دئی انڈین خلافت موزنہ ۱۹۱۵ء کراچی ۱۹۶۲ء



کے کاغذ پر دستخط ہو جانے کی اطلاع قادیان پہنچی تو خوشی اور انیساط کی ایک لہر برقی سرعت کے ساتھ تمام لوگوں کے قلوب میں سرایت کر گئی۔ اور جس نے اس خبر کو سنا نہایت شادان و فرحان ہوا۔ دونوں سکولوں انجمن ترقی اسلام اور صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں تعطیل کر دی گئی۔ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں ایک جلسہ ہوا جس میں مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی طرف سے گورنمنٹ برطانیہ کی فتح و نصرت پر خوشی کا اظہار کیا اور اس فتح کو جماعت احمدیہ کے اغراض و مقاصد کے لئے نہایت فائدہ بخش بتایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طرف سے مبارک باد کے تار بھیجے گئے اور حضور نے پانسو روپیہ اظہار مسرت کے طور پر ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کی خدمت میں بھیجا تاکہ آپ جہاں پسند فرمائیں خرچ کریں۔ پیشتر ازیں چند روز ہوئے ٹرکی اور آسٹریا کے ہتھیار ڈالنے کی خوشی میں حضور نے پانچ ہزار روپیہ جنگی اغراض کے لئے صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں بھیجا۔ فتح کی خوشی میں مولوی عبدالغنی صاحب نے بحیثیت سکریٹری انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ، اور جناب شیخ یعقوب علی صاحب نے بلحاظ ایڈیٹر الحکم ہزار آفیسینٹ گورنر پنجاب کی خدمت میں مبارک باد کا تار بھیجا۔ افضل نے مزید لکھا کہ اس جنگ میں برطانیہ کی فتح مرزا محمود کی دعا کی قبولیت کی وجہ سے ہوئی ہے اور "خدا کا ایک بہت بڑا فضل یہ ہوا ہے کہ حکومت برطانیہ کا اقتدار و اثر اور بھی زیادہ بڑھنے سے وہ ممالک بھی احمدیت کی تبلیغ کے لئے کھل گئے ہیں جو اب تک بالکل بند تھے۔ جہاں بالخصوص احمدیت کی بڑی ضرورت تھی۔" لے

۱۹۱۶ء میں اشتراکی انقلاب نے ہندوستان کے حریت پسندوں اور کابل حکومت کو اس امر کا احساس دلایا کہ وہ ترقی پسند نظریات کی حامل روس کی انقلابی حکومت سے دست تعاون بڑھائیں۔ ۱۹۱۹ء میں امان اللہ امیر افغانستان نے برطانوی تسلط کے خلاف جنگ کا آغاز کر دیا۔ پشاور اور قبائلی علاقوں میں کابل حکومت کے حق میں زبردست تحریک جاری تھی۔ انگریزوں نے ڈیڑھ لاکھ نوچ سرد پر جمع کر دی جلال آباد اور کابل پر بم باری کی گئی۔ بالآخر امان اللہ نے انگریزوں سے

صلح کر لی لیکن معاہدہ راولپنڈی کے تحت انگریزوں کو کابل کی خود مختار حیثیت تسلیم کرنی پڑی۔

جنگ کابل شروع ہوتے ہی قادیانیوں نے اعلان کیا کہ وہ افغانستان کے خلاف جانی مالی ہر قسم کی مدد دینے کو تیار ہیں کیونکہ یہی وہ ملک ہے جہاں ان کے آدمی سنگسار ہوئے۔ افضل قادیان لکھتا ہے :-

اس وقت کابل نے گورنمنٹ انگریزی سے نادانی سے جنگ شروع کر دی ہے احمدیوں کا یہ فرض ہے کہ گورنمنٹ کی خدمت کریں کیونکہ گورنمنٹ کی اطاعت ہمارا فرض ہے لیکن افغانستان کی جنگ احمدیوں کے لئے ایک نئی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ کابل وہ زمین ہے جہاں ہمارے نہایت قیمتی وجود مارے گئے اور ظلم سے مارے گئے۔ اور بے سبب و بلاوجہ مارے گئے۔ پس کابل وہ جگہ ہے جہاں احمدیت کی تبلیغ منع ہے اور اس پر صداقت کے دروازے بند ہیں۔ اس لئے صداقت کے قیام کے لئے گورنمنٹ کی فوج میں شامل ہو کر ان ظالمانہ روکوں کو دفع کرنے کے لئے گورنمنٹ کی مدد کرنا احمدیوں کا مذہبی فرض ہے۔ پس کوشش کرو تمہارے ذریعے وہ شناخیں پیدا ہوں جن کی حضرت مسیح موعود نے اطلاع دی ہے۔

لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند کی خدمت میں پیش کئے جانے والے ایڈریس میں قادیانیوں نے جنگ کابل کے دوران اپنی خدمات جلیلہ کے متعلق کہا :-

جب کابل کے ساتھ جنگ ہوئی تب بھی ہماری جماعت نے اپنی طاقت سے بڑھ کر مدد دی اور علاوہ اور قسم کی خدمات کے ایک ڈبل کمپنی پیش کی جس کی بھرتی بوجہ جنگ کے بند ہو جانے کے رک گئی ورنہ ایک ہزار سے زائد آدمی اس کے لئے نام لکھواچکے تھے اور خود ہمارے سلسلہ کے بانی کے چھوٹے صاحب زادے اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی نے اپنی خدمات پیش کیں اور چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کوڑ میں آنریری طور پر کام کرتے رہے۔

۱۹۲۰ء میں قادیانیوں نے افغانستان کے روس سے دوستانہ تعلقات قائم ہونے کے بعد سازشوں کا ایک نیا سلسلہ شروع کیا ان کارروائیوں کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ افغانستان کی فوج کو ترکیز جرنیل

اور سابق جی اوسی شام جمال پاشا ترتیب دے رہے تھے۔ جنگ عظیم اول کے بعد یورپ میں کارل ریڈک نے ان کی ملاقات امیر امان اللہ سے کرائی جنہوں نے آپ کو ملازم رکھ لیا تاکہ افغان افواج کو جب دید طریقوں پر تیار کریں۔ ۱۹۲۰ء میں تاشقند میں نظر بند تری افسروں سے ملاقات کر کے آپ نے ایک جماعت بنائی اور افغانستان میں فوجی انسپکٹر جنرل کا عہدہ سنبھالا۔ قادیانیوں نے ان کو خطوط لکھے کہ افغانستان میں ان پر ظلم ہو رہا ہے اگرچہ وزیر خارجہ افغانستان نے قادیانیوں کو یقین دہانی کرا چکے تھے کہ ان کو بلاوجہ تنگ نہیں کیا جائے گا۔ لیکن بعض علاقوں میں قادیانیوں نے بدستور سازشیں کیں۔ بدنام برطانوی جاسوس عبد الکریم خان کے دوست میں بدامنی پھیلانے میں قادیانیوں نے ان کی پشت پناہی کی۔ یہ شخص بعد میں ہندوستان بھاگ آیا۔ انگریزوں نے اس کو سیاسی پناہ دے دی۔ دریں اثنا مرزا محمود نے نعمت اللہ قادیانی کو قادیان سے تربیت دے کر کابل روانہ کیا جہاں وہ کچھ عرصہ بعد تخریب کاری کے جرم میں گرفتار ہو گیا۔ اور اپنے مشن کو کامیابی سے ہم کنار نہ کر سکا۔

## روس میں جاسوسی

وسط ایشیا میں مرزا غلام احمد کے زمانے میں کی جانے والی قادیانی سازشوں کا اجمالی تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ آپ کے مرنے کے بعد ان

کا سلسلہ اور وسیع ہو گیا۔ ۱۹۱۶ء کے بعد جب روس کی اشتراکی حکومت برسرِ اقتدار آگئی تو قادیانیوں نے اپنی سرگرمیوں میں کئی گنا اضافہ کر دیا۔ اس کے علاوہ بعض علمائے حق جن میں شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ پیش پیش تھے۔ کابل اور وسط ایشیا کو مرکز بنا کر حریت پسندوں کو آزادی کی تحریک میں حصہ لینے کے لئے تیار کر رہے تھے۔

قادیانیوں نے ان تحریکات اور ان کے مراکز کے خلاف جاسوسی اور تخریب کاری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بعض واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ الہند کی تحریک آزادی کے دور میں انہوں نے ان علاقوں میں مضبوط قدم جما رکھے تھے۔ اور وہاں موجود برطانوی انسٹی جنس سے خصوصی روابط پیدا کر رکھے تھے۔ ۲۸ فروری ۱۹۳۱ء کو سوویت روس اور افغانستان دوستی کے معاہدے پر دستخط ہو گئے یہ

روس نے ایک طرف تو برطانیہ سے تعلقات استوار کئے اور دوسری طرف تاشقند میں ہندوستان سے ہجرت کر کے آنے والے آزادی پسندوں کے لئے تربیتی مراکز قائم کئے۔ بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں وسط ایشیا میں ساڑھے تین ہزار ہندوستانی انقلابی تربیت حاصل کر رہے تھے۔ بلکہ ان ہی میں سے بعض اشتراکیوں جیسے ایم۔ این۔ رائے۔ محمد علی۔ بی ایم اچاریہ وغیرہ نے ہندوستان کی کیمونسٹ پارٹی کی بنیاد ڈالی۔ کئی انتہا پسند کیمونسٹ دہشت پسندانہ کارروائیوں میں ملوث رہے۔ کیونکہ وسیع پیمانے پر توڑ پھوڑ کو آزادی کے حصول کا اہم ذریعہ سمجھتے تھے۔

۱۹۲۱ء میں مرزا محمود نے حریت پسندوں کے مراکز کی جاسوسی کرنے کے لئے محمد امین قادیانی کو روس روانہ کیا۔ فتح محمد سیال، قادیانی مبلغ انگلستان لکھتے ہیں:-

۱۹۲۱ء میں ہم نے اپنے دوست مولوی محمد امین خان صاحب کو بطور مبلغ بھیجا چونکہ حکومت برطانیہ اور روس کے تعلقات جنگ کے بعد خراب چلے آ رہے تھے اس لئے پاسپورٹ نہ مل سکا۔ مولوی صاحب نے ایران تک پیدل سفر کیا۔ اور ایران کے راستے روس میں داخل ہوئے۔ روسی حکومت کے آدمیوں نے ان کو گرفتار کر لیا۔ اور انگریزی جاسوس سمجھ کر جیل خانے میں ڈال دیا۔ مولوی صاحب موصوف دو سال مختلف جیل خانوں میں رہے اور ان کی سختیوں کو برداشت کرتے رہے کئی وقت ایسے آئے جب کہ انہوں نے مولوی صاحب کو گولی سے مار دینے کا ارادہ کیا۔ اس دو سال کے عرصے میں جیل خانوں سے بعض دفعہ رہائی پا کر چند ماہ ان کو ایسے ملے جس میں وہ لوگوں کو مل کر وہاں کے مسلمانوں کی مذہبی اور اخلاقی حالت کا اندازہ کر سکے۔ اور ان کو تعلیم اسلام پر قائم رہنے کی تلقین کر سکے۔ دو سال بعد وہ واپس تشریف لائے لیکن تھوڑے عرصے بعد ہمارے امام نے پھر دوبارہ ان کو بھیجا اور اب کی دفعہ ان کے ساتھ ایک اور نوجوان دوست مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل کو بھی بھیجا۔ یہ دونوں صاحب پھر ایران کے راستے روس میں داخل ہوئے۔

قادیانیوں کی سرگرمیوں کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نیشنل سوشلسٹک پارٹی نے

۳۸۲ جوزف کوریل، ڈینجر ان کشمیر نیویارک ص ۳۸۲

۳۸۳ چوہدری فتح محمد سیال، جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات، لاہور ۱۹۲۷ء ص ۳۰

کی معاہدت سے وسط ایشیا خصوصاً بخارا میں ایک سیاسی مرکز قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ اس علاقہ کی جغرافیائی اہمیت کے پیش نظر وہ افغانستان اور روس دونوں کے خلاف سازشوں میں مصروف ہو سکتے تھے۔ اس بات کا سراغ مرزا محمود کی بعض تحریرات سے بھی ملتا ہے خصوصاً ۱۹۲۲ء میں پریس آف ویلز کے ہندوستان آنے کے موقع پر مرزا محمود نے جو کتاب تحفہ شاہزادہ ویلز، تالیف کی اس میں ان کے سیاسی عزائم کی جھلک موجود ہے۔ آپ لکھتے ہیں:-

روس کے ملک کے متعلق (مرزا غلام احمد کی) ان پیش گوئیوں کے علاوہ جو پہلے بیان ہو چکی ہیں اور جو پوری ہو چکی ہیں۔ آپ کی یہ بھی پیش گوئی ہے کہ اس ملک کی حکومت آخر صدیوں کے ہاتھ آ جاوے گی۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ بخارا کے ملک میں خاص طور پر اس سلسلہ کو قریب زمانہ میں پھیلا دے گا۔

۱۹۲۳ء میں قادیانی مبلغ جب دوبارہ روس پہنچا تو انگریزوں کی جاسوسی کے جرم میں گرفتار ہو گیا عشق آباد کی جیل میں کچھ عرصہ قید رہنے کے بعد حکومت نے اس کے ہرات (افغانستان) کی طرف اخراج کا حکم دیا لیکن یہ شخص روسی پولیس کی حراست سے بھاگ کر بخارا چلا گیا وہاں پھر جاسوسی کے الزام میں گرفتار ہوا اور پولیس نے اسے ایران کی سرحد پر دھکیل دیا لیکن بعض برطانوی مددگاروں کی معاہدت سے یہ قادیانی جاسوس کا کان زیلوے سٹیشن سے روسی پولیس کی حراست سے بھاگ کر دوبارہ بخارا پہنچ گیا۔ ایک ہفتہ بعد پولیس نے اسے بخارا سے پھر گرفتار کر لیا۔ جہاں سے کا کان اور پھر سمرقند پہنچا گیا۔ وہاں قید رہنے کے بعد کسی نہ کسی طرح چھوٹ کر پھر بخارا آ گیا لیکن روسی پولیس نے اس نام نہاد قادیانی مبلغ کو ٹھہرنے نہ دیا۔

قادیانی مبلغ محمد امین اپنے ایک خط میں جو الفضل قادیان میں شائع ہوا اپنی تبلیغی داستان کو سناتے ہوئے رقم طراز ہیں:-

روسیہ میں اگرچہ تبلیغ احمدیت کے لئے گیا تھا لیکن چونکہ سلسلہ احمدیہ اور برٹش گورنمنٹ کے باہمی مفادات ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اس لئے جہاں میں اپنے سلسلے کی تبلیغ کرتا تھا وہاں لازماً

مجھے حکومت انگریزی کی خدمت گزار کی کرنی پڑتی تھی۔ کیونکہ ہمارے سلسلہ کامرکز ہندوستان میں ہے تو ساتھ ہی ہندوستانی حکومت کے احسانات اور مذہبی آزادی کا ذکر کرنا پڑتا تھا! لہ

پہلی بار مولوی محمد امین کے ساتھ جانے والا قادیانی ظہور حسین بھی جاسوسی کے الزام میں گرفتار ہوا اور کافی عرصہ قید رہنے کے بعد برطانوی سفیر مقیم ہاسکو کی مداخلت سے رہا ہوا۔ مولف تاریخ احمدیت نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ قادیانیوں نے وائسرائے لارڈ ارون کو جو ایڈریس پیش کیا اس میں حکومت کا شکریہ ادا کیا کہ ان کی خصوصی مداخلت سے قادیانی مبلغ کو رہائی نصیب ہوئی۔ ایڈریس میں مذکور ہے:-

”ہم اس موقع پر گورنمنٹ برطانیہ کا شکریہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اس نے ہر حالت میں ہماری حفاظت کی ہے اور کھیلے دنوں میں ہی جناب کے زمانہ وائسرائے اٹلیٹی میں ہمارے ایک مبلغ مولوی ظہور حسین صاحب کو جنہیں بوسمی گورنمنٹ نے قید کر لیا ہوا تھا۔ جناب کی گورنمنٹ نے نہایت سخت قید سے جس کا گہرا اثر ان کی صحت پر پڑا ہے نکال کر بحفاظت تمام مرکز سلسلہ میں پہنچایا ہے جس کام ایک دفعہ پھر اس موقع پر بھی شکریہ ادا کرتے ہیں“ لہ

یاد رہے ۱۹۳۷ء میں مرزا محمود کے خلاف فخر ملتانی اور عبدالرحمن مصری کی تحریک کے نانے میں مولوی محمد امین نے بعض سیاسی سازشوں سے پردہ اٹھانے کی کوشش کی لیکن سابق مبلغ انگلستان فتح محمد سیال نے انہیں نہایت بے دردی سے کھٹیاں مار مار کر ہلاک کر دیا۔ قتل کے اس واقعے کے خلاف کچھ کارروائی نہ ہو سکی تھی کیونکہ ایک تو یہ قتل مرزا محمود کے ایما پر ہوا۔ دوسرے قادیان میں مرزا محمود نے متوازی حکومت قائم کر رکھی تھی۔ اور کسی شخص میں یہ جرأت نہ تھی کہ سیال کے خلاف گواہی دے۔ ایک قادیانی نے ان واقعات کو قلم بند کرنے کی کوشش کی۔ لیکن قتل کے ڈر سے باز رہے۔ کھوسلے کے مشہور فیصلے میں ان امور کا ذکر موجود ہے۔

جنگِ عظیم اول کے دوران اتحادیوں کی بحری قوت پر گیلی پولی (قسطنطنیہ) کے معرکے (۱۹۱۵ء) میں مصطفیٰ کمال پاشا نے ضرب کاری لگائی اور فوجی تدارک

ترکی میں قادیانی فوجی انقلاب

لہ تاریخ احمدیت جلد پنجم ص ۲۴۵

لہ افضل قادیان ۲۸ ستمبر ۱۹۲۳ء

لہ چوہدری افضل حق، تاریخ احرار ص ۱۸۹

لہ افضل قادیان ۲۸ مارچ ۱۹۲۷ء

بہادر تکی جو ہر دکھلائے۔ ترکوں کی جنگ میں شکست کے بعد آپ نے تحریک آزادی جاری رکھی اور مارچ ۱۹۱۹ء میں بے سزا قتل آنے والی فرید پاشا کی کاہنہ نے جب انگریز کی حمایت کی پالیسی اپنائی تو مصطفیٰ کمال نے اس کے خلاف قوم پرست عناصر کو متحد کیا۔ ان کی جدوجہد سے علی رضا کی کاہنہ میں قوم پرستوں کو اکثریت حاصل ہو گئی۔

مرزا محمود نے برطانوی انٹلی جنس کے مشورے سے مصطفیٰ اصغیر کا انتخاب کر کے انہیں معراج الدین سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی۔ ڈی کے ساتھ قسطنطنیہ روانہ کیا تاکہ مصطفیٰ کمال کو قتل کر دیا جاسکے لیکن وہ قبل از اقدام گرفتار ہو گیا۔

جنوری ۱۹۲۰ء میں ترک پارلیمنٹ نے برطانوی تسلط سے آزادی کے لئے چیونٹا کی قومی سپیکٹ منظور کیا۔ اس پر عمل درآمد کرنے کے لئے جنرل سر جارج بلنے نے قسطنطنیہ پر فوج کشی کی جس کے نتیجے میں ۲۳ اپریل ۱۹۲۰ء کو مصطفیٰ کمال نے انقرہ میں آزاد حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا۔ مرزا محمود نے قادیانی تحریک کاروں کا ایک دستہ خفیہ طور پر ترکی روانہ کیا لیکن کئی آدمی قبل از سازش گرفتار کر لئے گئے۔ مرزا محمود فرماتے ہیں:-

”جب ہمارے بعض آدمی ان کے علاقے (ترکی) میں گئے تو انہیں گرفتار کر لیا گیا“

۱۹۲۰ء میں مصطفیٰ کمال نے انقرہ میں آزاد حکومت کے قیام کے اعلان کے بعد چار سال کی جدوجہد کے نتیجے میں ترکی نے آزادی حاصل کر لی۔ نومبر ۱۹۲۴ء میں رؤف بے کی ری پبلیکن پارٹی نے وزیر اعظم عصمت انونو کی معاشی پالیسیوں پر تنقید کی۔ تحریک عدم اعتماد پیش ہوئی۔ انونو نے استعفیٰ دے دیا اور ان کی جگہ فتحی بے وزیر اعظم بنے۔ ان تمام سالوں میں قادیانی خفیہ طور پر ترکی کے خلاف سازش کرتے رہے۔ فوج میں ایک اچھا خاصا عنصر قادیانی افساروں پر کام کر رہا تھا۔ ان ”جوان ترکوں“ (Young Turks) کا سرغنہ کو رہنما سعد پاشا تھا جو قادیانیت قبول کر چکا تھا اور اقتدار کا خواہاں تھا۔ سعد پاشا نے مناسب موقع جان کر فوجی بغاوت (۱۹۰۸ء) کر دی۔ لیکن اپنے

۱۹۰۸ء لندن ۱۹۰۸ء سے آغا شورش کشمیری، تحریک ختم نبوت، لاہور ۱۹۰۸ء

۱۹۰۸ء افضل قادیان ۱۱ اپریل ۱۹۰۸ء

جملہ ساتھیوں سمیت گرفتار ہوا۔ ملک میں مارشل لا لاگ گیا۔ قادیانی ٹولے کا کورٹ مارشل ہوا پوچھ گچھ کے دوران انہوں نے اپنے جرائم کا اعتراف کر لیا۔ مرزا محمود فرماتے ہیں :-

”گرڈیٹر سعد پاشا جس نے مصطفیٰ کمال کے زمانہ میں بغاوت کی احمدی تھی اور اس کا کورٹ مارشل ہوا اس کا بیان ترک کی اخبارات میں شائع ہوا اور وہاں سے مصری اخبار نے نقل کیا یہ

اس سازش کا اعتراف ۱۹۵۸ء میں کیا گیا حالانکہ اس زمانے میں عرب پریس نے قادیانی سازش کا کھل

کر ڈکرایا۔ لیکن مرزا محمود نے معنی خیز خاموشی اختیار کئے رکھی۔ ۱۹۲۲ء کے بعد بھی ترک کی میں جو سیاسی

سازشیں ہوئیں ان میں کسی نہ کسی نوع سے قادیانی ہاتھ تھا۔ اگست ۱۹۲۶ء میں افضل قادیاں لکھنؤ

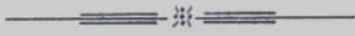
”ترکی حکومت کے خلاف نئی سازش نے جہاں یہ ثابت کر دیا ہے کہ ابھی تک اس کے ارکان کی حالت

ایسی نہیں وہ سلطنت کے سچے خیر خواہ نہیں اور ترکی کے شیرازے میں ٹوٹنے والے دھاگے موجود ہیں

وہاں یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ساہا سال قبل ساہنت ٹرکی کے متعلق جو کچھ فرمایا

مقاوہ بالکل درست ہے اور اس کا ظہور اب بھی ہو رہا ہے جب کہ پہلی حکومت ترک کی کی خاک تک

اکھیڑ کر پھینک دی گئی ہے“



۱۷ افضل ربوہ ۱۸ فروری ۱۹۵۸ء

۱۸ افضل قادیاں ۱۶ اگست ۱۹۲۶ء



## مرزا محمود کی لندن یا ترا

لندن کی بشارتیں

۱۹۲۴ء میں لندن سے دعوت ملنے پر مرزا محمود احمد نے ایک سیاسی دورے کی تیاریاں شروع کر دیں بظاہر یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ آپ لندن میں ایک مذہبی کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے جا رہے ہیں لیکن یہ ایک ثانوی بات تھی۔ مرزا محمود کے الہامات و کشوف کے مجموعے المبشرات میں مذکور ہے کہ آپ کو مجوزہ دورے سے پہلے ہی لندن جانے کی بشارتیں مل چکی تھیں۔ لکھا ہے :-

حضرت امام جماعت احمدیہ ویسٹ نائٹس کے ارباب لیست و کشاد کی دعوت خاص پر ۱۹۲۴ء کے آخر میں لندن تشریف لے گئے۔۔۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ولایت جانے کی تحریک سے بھی تین ماہ قبل بدریغہ رویا بشارت دی گئی کہ حضور کے لئے انگلستان کا سفر مقدر ہے جو اپنے جلو میں عظیم برکات لانے کا موجب ہو گا۔" لے

مولف تالیخ احمدیت لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی طرف توجہ فرمائی تو آپ پر یہ حقیقت منکشف ہو گئی کہ قرآن مجید میں ذوالقرنین (مسیح موعود) حضرت مسیح موعود نے لیکچر لاہور اور برابہین احمدیہ حصہ پنجم پر تحریر فرمایا ہے کہ ذوالقرنین کے قرآنی واقعہ میں مسیح متعلق پیش گوئی ہے اور میرا نام ذوالقرنین رکھا گیا ہے۔ اب ذوالقرنین کی نسبت قرآن مجید میں لکھا ہے کہ اس نے مغربی ممالک کی طرف سفر کیا۔ ثابت ہوا کہ مسیح موعود یا اس کے جانشین کو ان ممالک کی طرف ضرور سفر کرنا پڑے گا۔ حاشیہ) یا اس کے نائب کے سفر

یورپ کی اور جدید شریعت میں سفر و مشق کی پیش گوئیاں موجود ہیں۔ ذوالقرنین کے سفر کے متعلق واقعہ پر مزید غور کرتے ہوئے حضور (مرزا محمود) نے معلوم کیا کہ یہ سفر بنیادی اغراض کے اعتبار سے (تبلیغ کے لئے نہیں بلکہ مغربی ممالک میں اسلامی انقلاب کی تبلیغی سکیم تیار کرنے کے لئے کیا جائے گا)۔ لہٰذا ۱۲ جولائی ۱۹۲۲ء کو مرزا محمود اپنی ایک رو یاد کے مطابق "ولیم دی لنگرہ" یا ولیم فاتح بن کر اپنے بارہ رفقاء کے ساتھ لندن روانہ ہوئے۔

آپ کے اس سیاسی دورے کی غرض و غایت بین الاقوامی سیاست کے پس منظر میں متعین کی جاسکتی ہے۔ ۱۹۲۲ء کو برطانوی تاریخ میں اتار چڑھاؤ اور معاشی کساد بازاری کا سال قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس سال انگلستان میں وزیر اعظم ریمزے میکڈونلڈ برسر اقتدار آگئے تھے جن کی کامیابی میں یہودیوں کی کوششوں کو خاص داخل تھا۔ کئی ممالک میں آزادی کی تحریکات چل رہی تھیں۔

ترکی میں برطانوی سامراج کو شکست دینے کے بعد مارچ ۱۹۲۲ء کو ایک آزاد ریاست قائم ہو چکی تھی۔ جس کے صدر مصطفیٰ کمال اور وزیر اعظم عصمت پاشا تھے۔ شام میں حریت پسند فراسیسی استعمار کے خلاف برسر پیکار تھے۔ عراق نے برطانیہ سے دوستانہ تعلقات قائم کر لئے تھے۔ اور ۲۶ مارچ ۱۹۲۲ء کو عراق کی آئین ساز اسمبلی نے برطانیہ سے تعاون کے معاہدے کی توثیق کر دی تھی۔

مصر میں سامراج مخالف تحریک کے بعد سعد زغلول وزیر اعظم جنوری ۲۲ء کو چھپکے تھے۔ ہندوستان میں تحریک عدم تعاون زوروں پر تھی اور یہودی وائسرائے ہند لارڈ ریلے جنگ میں مصروف تھا عالمی معاشی حالات دگرگوں تھے۔ کیونکہ جنگ کے نتیجے میں مالیاتی نظام ابتر ہو چکا تھا اور کساد بازاری کا دور دورہ تھا۔

مشرق وسطیٰ کی سیاست میں ایک اہم واقعہ فلسطین کا برطانوی انتداب میں آنا تھا گو اس امر کے پہلے سے آثار موجود تھے کہ برطانیہ اس علاقے پر قبضہ جا کر یہود کو آباد ہونے میں مدد بہم پہنچائے گا۔ اعلان بالفور (۱۹۱۷ء) پیرس کانفرنس (۱۹۱۹ء) انتداب کے سوال پر منعقد ہونے والی سان ریمو کانفرنس اور برطانوی

فلسطین برطانوی  
انتداب میں

وزارے اعظم اور صیہونی کانگریس کے صدر کے اعلانات اس امر کے موثید تھے۔ برطانیہ کے بھرپور تعاون کے علاوہ امریکہ نے مشرق وسطیٰ میں اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے یہودیوں کی حمایت کا اعلان کر رکھا تھا۔ جون ۱۹۲۲ء میں امریکی سینیٹ اور ہاؤس آف نمائندگان نے ایک قرارداد منظور کر کے امریکی صدر واران جی ہارڈنگ کو پیش کی جس میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ امریکہ، برطانیہ پر زور دے کہ وہ یہودیوں کے فلسطین میں قیام وطن کے لئے موافق معاشی، انتظامی اور سیاسی حالات پیدا کرے۔ صدر امریکہ نے اس پر دستخط کر کے اسے حکومت برطانیہ کو بھیج دیا۔ ۲۴ جولائی ۱۹۲۲ء کو لیگ آف نیشنز نے برطانوی انتداب کی توثیق کر دی۔ اس کے بعد انتدابی حکومت نے ایک منظم طریقے سے فلسطینی عربوں کو بے دخل کر کے ان کی زمین یہودی آباد کاری کو عطا کیں۔ یہودی آباد کاری کو نام نہاد قانونی اور غیر قانونی طریقوں سے آسان بنایا۔ یہود کے لئے ایگریکیشن بیورو قائم کیا۔ اقتصادی امداد اور سیاسی مراعات دی گئیں۔ انہیں سلمہ سے لیس کیا گیا۔ حریت پسند عربوں کو مظالم کا نشانہ بنایا گیا۔ اور ان کی وہ زبردست تحریک مزاحمت کچل دی گئی۔ جو ستمبر ۱۹۲۰ء میں برطانیہ کے اس آرڈیمنٹس کے احتجاج میں کہ ۱۶ ہزار یہودی سالانہ فلسطین میں آباد ہوں، جاری تھی۔ مئی ۱۹۲۱ء میں جافہ میں کئی حریت پسند شہید کر لئے گئے۔ اور فلسطین کے طول و عرض میں مارشل لا لگا دیا گیا۔

پہلی جنگ عظیم کے زمانے میں فلسطین میں یہودی کی سرگرمیاں زوروں پر تھیں۔ اس علاقے کے برطانوی انتداب میں آنے سے قبل یہودی ایجنسی (Jewish Agency) قائم ہو چکی تھی جو یہودیوں کے سیاسی، معاشی اور مذہبی مفادات کے تحفظ کے لئے کوشاں تھی۔ اس کا صدر عالمی صیہونی تنظیم کا صدر ویزمان تھا اور قائمہ منظم کمیٹی (Executive Council) کا سربراہ ڈیوڈ بن گوریاں تھا۔ ایجنسی کا ہندوستان کے یہودی وائسرائے لارڈ ریڈنگ اور انڈیا آفس سے گہرا رابطہ تھا۔ اور اس کے فارن پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ کا سربراہ وکٹر آربو سوروف عربوں کا سخت دشمن تھا۔ فلسطینی مسلمان مفتی اعظم فلسطین امین الحسینی کی قیادت میں سامراج کے خلاف بے سہارا تھے۔

## فلسطین میں زیارت

یہ وہ عالمی حالات تھے جن میں مرزا محمود ۱۲ جولائی ۱۹۲۳ کو قادیان سے غائب سفر ہوئے۔ بمبئی سے بذریعہ جہاز ۲۳ جولائی کو عدن پہنچے۔ اگلی صبح پورٹ سعید کے لئے روانہ ہوئے۔ دوران سفر آپ نے شام و مصر میں قادیانی تبلیغ کے موضوع پر کئی گھنٹے دوستوں سے صلاح و مشورے کئے اور ایک کیم تجویز کی۔ دوستوں کو تاکید کی کہ سفر کی اہمیت، مقصد کی عظمت اور مشکلات کے پیش نظر تمام وقت اس کی تیاری میں صرف کریں۔ ۲۹ جولائی کو پورٹ سعید سے قاہرہ پہنچے اور قادیانی مبلغ مقیم مصر شیخ محمود احمد عرفانی کے پاس تیار کیا۔ برطانوی ہائی کمشنر اور قاہرہ انٹلی جنس بیورو سے مذاکرات کے بعد بیت المقدس کے راستے دمشق کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کے اس سفر میں فلسطین کے دورہ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اس لئے اس کا ذرا مفصل ذکر کیا جاتا ہے۔

قاہرہ سے قادیانی طائفہ فلسطین پہنچا تو یہودیوں نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ بیت المقدس میں پہنچ کر مرزا محمود احمد نے اعلان کیا کہ حضرت مسیح موعود کی وحی اور پیش گوئیوں کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ یہودی ضرور اس ملک فلسطین میں آباد ہونے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ مؤلف تاریخ احمدیت، دورہ فلسطین کے واقعات کو قلم بند کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

حضور (مرزا محمود احمد صاحب — مؤلف) فرماتے ہیں۔ وہاں کے بڑے بڑے مسلمانوں سے ملاہوں میں نے دیکھا کہ وہ مطمئن ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ یہودیوں کو نکالنے میں کامیاب ہو جائیں مگر میرے نزدیک ان کی رائے غلط ہے یہودی قوم اپنے آبائی ملک پر قبضہ کرنے پر تلی ہوئی ہے۔۔۔۔۔ قرآن شریف کی پیش گوئیوں اور حضرت مسیح موعود کے بعض الہامات سے معاذم ہوتا ہے کہ یہودی ضرور اس ملک میں آباد ہونے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ (بعد کے واقعات نے حضور کے الفاظ کی لفظاً لفظاً تصدیق کر دی — حاشیہ از قادیانی مؤلف)۔

مرزا محمود کے دورے کے وقت سبز ہربرٹ سیموئیل (۱۸۷۰ء — ۱۹۶۳ء) ہائی کمشنر فلسطین تھا جو یہودی برادری کا ممتاز فرد تھا۔ بعد میں یہ وائی کونٹ سیموئیل کہلایا۔ ان دنوں یہ سیاسی گفتگو کے لئے لندن گیا ہوا تھا۔ اور اس کی جگہ سر گلبرٹ کلیٹن کام کر رہا تھا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ یہودی کلیٹن کیلین ہے جو مصر

میں ملٹی انٹلی جنس کا سربراہ تھا۔ لارنس آف عربیہ کا خصوصی معاون اور فلسطین پر غاصبانہ فوجی تسلط جمانے والے جنرل المین بی کا مشیر خاص رہ چکا تھا۔ ترکوں کی شکست اور عربوں کی بغاوت پر اگسٹا نے اس کا گہرا ہاتھ تھا۔ اس نے مشرق وسطیٰ میں نہایت منظم جاسوسی کا نظام تشکیل دیا۔ اور عربوں سے تھوٹے وعدے کرنے اور انہیں جھانسنہ دینے میں نہایت مکروہ کردار ادا کیا۔ مرزا محمود نے جانتے ہی اس سے طویل ملاقاتیں کیں۔ جیوش ایجنسی کے سربراہ بن گھریاں اور ایجنسی کی خارجہ سیاست کے شعبے کے صدر وکٹر آروستو

(V. Aronstov) نے آپ کی فلسطین میں آمد اور سرگرمیوں میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ مرزا محمود کی کلیٹن کے ساتھ خفیہ باپچیت اور سیاسی پختہ پن کی نوعیت کا اندازہ آپ کے درج ذیل بیان سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ فرانس میں فلسطین کے گورنر ڈی گنٹرنر کہلاتے ہیں اصل ڈی گنٹرنر سیکل ولایت گنٹرنر تھے۔ ہونے میں ان کی جگہ سرگربٹ کلیٹن کام کر رہے ہیں۔ ان سے ملا تھا ایک گنٹرنر ان سے مکمل معاملات کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔۔۔۔۔ سرگربٹ صاحب کو پہلی ملاقات میں ہمارے سلسلے ہی بہت ہی دلچسپی ہو گئی اور گو ہم نے دوسرے دن روانہ ہونا تھا مگر انہوں نے اصرار کیا کہ ڈیرٹھ بجے ہم ان کے ساتھ کھانا کھاؤں۔ چنانچہ ہم اگنٹرنر کے دوسرے دن بھی ان کے ساتھ گفتگو ہوتی رہی اور فلسطین کی حالت کے متعلق بہت سی معلومات مجھ ان سے حاصل ہوئیں۔ مرزا محمود کا یہ بیان تعجب انگیز نہیں۔ کیونکہ قادیانیوں نے ہمیشہ ہی یہ اعلان کیا کہ بیعت المقدس پر مسلمانوں کا کوئی حق نہیں۔ قادیانی آرگن الغضل تین سال قبل تحریر کر چکا تھا۔

اگر یہودی اس لئے بیت المقدس کی تولیت کے مستحق نہیں کہ وہ جناب مسیح علیہ السلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کے منکر ہیں اور عیسائی اس لئے غیر مستحق ہیں کہ انہوں نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کا انکار کر دیا ہے۔ تو یقیناً یقیناً غیر احمدی بھی مستحق تولیت بیت المقدس نہیں کیونکہ یہ بھی اس زمانے میں مبعوث ہونے والے خدا کے اول العزم نبی کے منکر اور مخالف ہیں۔ اور اگر کہا کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت ثابت نہیں تو سوال ہو گا کہ کن کے نزدیک؟ اگر جواب یہ ہو کہ زمانے والوں کے نزدیک تو اسی طرح یہود کے نزدیک مسیح اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسیوں کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت بھی ثابت نہیں۔ اگر منکرین کے فیصلے سے ایک نبی غیر نبی ٹھہر جاتا ہے تو کروڑوں عیسائیوں اور یہودیوں کا اجماع ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نبی اور رسول نہ تھے۔ پس اگر ہمارے غیر احمدی بھائیوں کا یہ اصول درست ہے کہ بیت المقدس کی تواریح کے مستحق تمام نبیوں کے ماننے والے ہی ہو سکتے ہیں۔ تو ہم اعلان کرتے ہیں کہ احمدیوں کے سوا خدا کے تمام نبیوں کا مومن اور کوئی نہیں ہے۔

فلسطین میں سیاسی پخت و پز کرنے، یہودی اکابرین کو قادیانی سلسلہ کی اہمیت و افادیت سے روشناس کرانے اور ان کی ریاست کے قیام کا مزدہ ستانے کے بعد، اگست کو زائچہ اور ن حواری دشمن روانہ ہوئے۔

دشمن میں کئی قادیانی، جنگِ عظیم اول کے آغاز سے سرگرم سازش تھے ان قادیانیوں کا سرخیل ولی اللہ زین العابدین تھا جس کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ دشمن پڑی کر مرزا محمود نے سنترال ہٹل میں ڈیرہ جمایا اور قادیانی مریدوں کے ذریعے

## دشمن میں مسلمانوں کا احتجاج

ایک سیاسی نوعیت کا تبلیغی پمفلٹ طبع کرا کے وسیع پیمانے پر تقسیم کرایا۔ آپ کی آمد اور پمفلٹ کی تقسیم پر دشمن کے مسلمانوں نے شدید احتجاج کیا۔ ان واقعات کو "اپنی نشان" قرار دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

دشمن میں گئے تو اول تو ٹھہرنے کی جگہ ملتی تھی مشکل سے انتظام ہوا مگر دو دن تک کسی نے توجہ نہ کی میں بہت گھبرا یا اور دعا کی کہ اے اللہ پیش گوئی جو دشمن کے متعلق ہے کس طرح پوری ہوگی۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں ہو سکتا کہ ہم ہاتھ لگا کر واپس چلے جائیں۔ تو اپنے فضل سے کہیانی عطا فرما۔ جب میں دعا کے سوا تواریح

کو یہ الفاظ میری زبان پر جاری ہو گئے عجب مکرم یعنی ہمارا بندہ جس کو عزت دی گئی اس سے میں نے سمجھا کہ تبلیغ کا سلسلہ یہاں کھلنے والا ہے۔ چنانچہ دوسرے ہی دن جب اٹھے تو لوگ آنے لگے۔ یہاں تک کہ صبح سے رات بارہ بجے تک دو سو سے لے کر بارہ سو تک لوگ ہٹل کے سامنے کھڑے رہے اس سے

ہٹل والا ڈر گیا کہ فساد نہ ہو جائے پولیس بھی آگئی اور پولیس آفیسر کہنے لگا فساد کا خطرہ ہے میں نے یہ دکھانے کے لئے کہ لوگ فساد کی نیت سے نہیں آئے۔ مجمع کے سامنے کھڑا ہو گیا چند ایک نے گالیاں بھی دیں

لیکن اکثر نہایت محبت کا اظہار کرتے اور "ہذا ابن مہدی کہتے اور سلام کرتے مگر باوجود اس کے پولیس والوں نے کہا اندر بیٹھیں ہماری ذمہ داری ہے اور اس طرح ہمیں اندر بند کر دیا گیا۔ اس پر ہم نے برٹش کنصل

کو فون کیا۔ اس پر ایسا انتظام کر دیا گیا کہ لوگ اجازت لے کر اندر آتے۔

قادیانی طائفے کی دمشق میں آمد اور پمپٹ کی وسیع پیمانے پر تقسیم کے خلاف مسلمانوں کی تحریک احتجاج نے شدت اختیار کر لی۔ مسلمانوں نے فرسیسی ہائی کشر جنرل میکس ویگان (Gen. Maxime Weygand) سے پرزور مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو دمشق سے نکالا جائے۔ اور اس شہر اٹلیہ پمپٹ کو ضبط کیا جائے۔ برطانوی توصل تقسیم دمشق قادیانیوں کی پشت پر تھا۔ اس نے مرزا محمود کو ہائی کشر سے ملاقات کا مشورہ دیا۔ اور اس سلسلے میں اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کیا۔ لیکن اس کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہو سکا۔ مرزا محمود نے ایک خطے میں انگریزوں کی بین الاقوامی سطح پر قادیانی مشنوں کو ہم پہنچانی جانے والی امداد کا فرسیسی حکام کی سیاسی حکمت عملی اور قادیانی سلسلہ ترقی کے ضمن میں ان کے طرز عمل سے موازنہ کرتے ہوئے فرمایا۔ جب میں انگلستان جاتے ہوئے شام گیا تو وہاں میں نے ایک تبلیغی رسالہ چھپوایا۔ مسلمانوں نے اس پر شور مچایا کہ اسے ضبط کر لینا چاہئے اتفاقاً میں اس دن فرسیسی گورنر سے ملنے گیا تھا جب میں ہا پہنچا تو وہ نہایت ہی ٹھپی زبان میں مجھ سے ہم کلام ہوا۔ اور کہنے لگا آپ کیا پیش گے؟ بہ شہرت پیش گے؟ کافی پیش گے؟ طبیعت کیسی ہے؟ آپ کی کیا توضیح کروں۔ بالکل وہی طریق تھا جو ہمارے ہاں مروج ہے دوران گفتگو میں اس ٹریکیٹ کا بھی ذکر آگیا کہ لوگ اس کے خلاف بلاوجہ شور کر رہے ہیں اور میں نے سنا ہے حکومت اسے ضبط کرنا چاہتی ہے تو وہ کہنے لگا کہ یہ بالکل غلط بات ہے ہمیں مذہبی معاملات میں دخل دینے کا کیا حق ہے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ حکومت نے واقعہ میں اسے ضبط کر لیا تھا۔ جب بعض افسران کے پاس شکایت کی گئی کہ گورنر تو اس فعل کو ناجائز قرار دیتا ہے پھر یہ کس طرح ضبط ہوا تو انہوں نے بتایا کہ خود گورنر کے حکم سے ایسا ہوا ہے اور ہمارے آدمیوں کو بتایا گیا کہ جب وہ آپ کو شہرت پلا رہا تھا۔ اور یہ کہہ رہا تھا ہم مذہبی معاملات میں دخل نہیں دیا کرتے تو اس سے پہلے وہ

کرچکا تھا۔

دمشق میں پانچ روزہ قیام کے دوران ایک عربی اخبار کے نمائندے کو آپ نے انٹرویو دیا۔ نامہ نگار نے ایک سوال کیا، اختلافتہ الاسلام، کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا۔ میں کسی کو خلافت کا مستحق نہیں سمجھتا۔ وہ

خلیفہ اسلامی جس کی اتباع تمام مشرقی و مغربی دنیا پر فرض ہے وہ میں ہوں۔ عرب صحافی نے دوسرا سوال کیا: "مشرق کا مستقبل کیا ہے؟ اور آپ کا سلسلہ اس کی حالت میں سیاسیہ میں کیا اثر ڈالے گا؟" اس اہم سوال کا عمومی رنگ میں جواب دیا گیا فرماتے ہیں:-

"ہم سیاست میں دخل نہیں دیتے لیکن میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا سلسلہ دنیا کے چاروں گوشوں میں پھیل جائے گا۔ اس وقت تمام انسان بھائی بھائی ہوں گے اور کوئی انسان اس طرح حاکم و محکوم نہ ہوگا۔" لہٰذا عوام کے بڑھتے ہوئے احتجاج کے باعث قادیانی طائفہ زیادہ مدت ٹھہرنہ سکا۔ مرزا محمود فرماتے ہیں کہ وہ اخبارات جن میں ان کے مشن کے بارے میں خبریں اور مضامین نکلتے تھے کثرت سے فروخت ہو جاتے تھے۔ واضح رہے کہ شامی پریس نے اس موقع پر نہایت قابل قدر مقالات شائع کئے اور قادیانیت کے مذہبی اور سیاسی کردار کو بے نقاب کیا۔ مولف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخالف حالات کے باوجود مشن میں غیر معمولی طور پر کامیابی اور شہرت عطا فرمائی" لہٰذا ۱۷ اگست کو پورٹ سعید کے راستے روما (اطلی) پہنچے جہاں اٹلی کے وزیر اعظم مسولینی سے ملاقات کی اور بقول مولف تاریخ احمدیت انہیں سلسلہ احمدیہ کے اغراض و مقاصد بتائے۔ ۲۲ اگست کو آپ لندن پہنچ گئے۔

**لندن میں سرگرمیاں**

مولف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ مرزا محمود جس دن سفر یورپ کے لئے روانہ ہوئے تھے برطانوی پریس میں آپ کی آمد کی خبریں شائع ہونی شروع ہو گئی تھیں۔ مگر لندن میں درود کے بعد تو مصور اور غیر مصور اخبارات نے اتنی کثرت سے آپ کے فوٹو اور حالات وغیرہ شائع کئے کہ ایک متعصب رومن کیتھولک اخبار کو لکھنا پڑا کہ تمام برطانوی پریس سازش کا شکار ہو گیا ہے۔ (قادیانی مولف نے فرٹ نوٹس میں نو برطانوی اخبارات کا ذکر کیا ہے جن میں سے کم از کم پانچ کھلے طور پر صیہونیت کے ترجمان اور یہود کی ملکیت تھے۔ ان کا تعلق باپٹرکول آف زیونزم سے تھا جس کی بنیاد ایک یہودی ایڈیٹر سی پی سکاٹ نے رکھی تھی۔ باپٹرکول آف زیونزم انہیں



کا اخبار تھا۔ ناقل، مولف مذکور رقم طراز ہیں کہ کئی لوگوں نے برملا اظہار کیا کہ پریس نے اتنی اہمیت اور شہرت لندن میں آنے والے کسی بڑے سے بڑے لارڈ کو بھی نہیں دی جتنی آپ کی تشریف آوری پر دی گئی۔ پریس کے علاوہ فلموں میں آپ کے اور آپ کے رفقاء کے مناظر دکھائے گئے۔ یہ

## کابل میں ایک قادیانی کی سنگساری

قیام لندن کے دس روز سے پہلے آپ کو اطلاع ملی کہ افغانستان میں ۲۶ اگست ۱۹۲۲ء کو حکومت کی قادیانی نعمت اللہ کو سنگسار کر دیا ہے۔ مولف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ اس حادثہ کی اطلاع ملنے پر

حضور نے اس کے غلغلہ صدارتے احتجاج بلند کرنے اور واقعات کی روک تھام کے لئے ضروری اور مناسب اقدامات فرمائے۔ اور اس کے لئے دن رات ایک کر دیا (مثلاً لیگ آف نیشنز اور دنیا کے مختلف ممالک کو تاروں پر پریس کو اطلاعات بہم پہنچانے کا انتظام فرمایا۔ لندن میں احتجاجی جلسے منعقد کرائے۔ ایک مضمون میں شہید افغانستان کے مفصل حالات شائع کئے۔ حاشیہ) اور یہ سلسلہ قیام لندن کے آخر تک برابر جاری رہا۔

ظفر اللہ نے جو مرزا محمود کے سفر سے قبل لندن پہنچ گئے تھے۔ پریس میں مقیم افغان سفیر کو ایک تہدید آمیز خط لکھا جس میں اس واقعہ پر احتجاج کیا گیا تھا۔ لیکن انہوں نے اسے بھلا کر رودی کی ٹوکری میں بھینک دیا۔

مرزا محمود نے اس قادیانی مرتد کی سنگساری کے واقعہ کو غیر معمولی اہمیت دی اور اسے قادیانی جہا کی برطانوی سلاج کے لئے ایک نمایاں خدمت کے طور پر پیش کیا گیا۔ چونکہ اسی واقعے کے پس منظر میں بعض اہم تعلق بہاں ہیں۔ اس لئے ہم ذرا تفصیل سے ان حالات کا ذکر کرتے ہیں۔ جن سے مجبور ہو کر حکومت افغانستان نے اس قادیانی تحریک کا روکنا سار کیا۔

گزشتہ صفحات میں ہم نے بتایا تھا کہ تیسری افغان انگریز جنگ (۱۹۱۹ء) کے بعد افغانستان کی آبادی حیثیت کو برطانیہ اور روس، دونوں ممالک تسلیم کر چکے تھے۔ روس نے ۲۸ فروری ۱۹۲۱ء کو کابل سے دوستی کا معاہدہ کر لیا۔ لیکن۔ نے کئی بار افغانستان سے دوستی اور اس کی آزادی اور سالمیت کے تحفظ

اعلانات کئے۔ روس کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کے علاوہ افغان افواج کی تربیت کے لئے مشہور ترک جرنیل جمال پاشا کی موجودگی انگریز کی نظر میں کھٹاک رہی تھی۔ یاد رہے کہ جنگِ عظیم اول کے بعد جمال پاشا سابق جی اوسی شام جن سے ولی اللہ زین العابدین غداری کے متعلق ہو چکے تھے۔ یورپ میں قیام پذیر تھے۔ وہاں کارل ریڈک کی وساطت سے آپ کی ملاقات افغانستان کے امیرامان اللہ خان سے ہوئی۔ انہوں نے آپ کو افغان فوج کو جدید طریقوں پر تیار کرنے کے لئے ملازم رکھ لیا۔ ۱۹۲۰ء میں آپ نے تاشقند میں نظر بند ترکی افسران کے کچھ افراد کو بھرتی کر کے ایک جماعت بنا لی۔ جس کی جاسوسی کے لئے قادیانی مبلغ محمد امین قادیان سے روانہ کئے گئے۔ افغانستان میں آپ نے ایک فوجی انسپکٹر جنرل کا عہدہ سنبھالا۔ اور افغان افواج کی اعلیٰ تربیت کا فریضہ انجام دینے لگے۔

نعمت اللہ قادیانی، جو قادیان سے باقاعدہ تربیت حاصل کر کے کابل سے آئی ڈی کرنے کے لئے مامور تھا، تخریبی کارروائیوں کے دوران گرفتار کر لیا گیا۔ اس سے کچھ عرصہ قبل کابل کے وزیر خارجہ محمود طرزی قادیانیوں کی درخواست پر انہیں یقین کرا چکے تھے کہ وہ اس ملک میں آزادی سے رہ سکتے ہیں اس کا اعتراف مولف تاریخ احمدیت نے بھی کیا ہے۔ لیکن اس وفاداری کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوئی حکومت اجازت نہیں دے سکتی تھی۔ قادیانی مبلغ نے جوش و فاداری میں ہوش کا دامن چھوڑ دیا اس لئے اس کی شرمناک کارروائیوں کا سدباب کمزور ضروری تھا۔ اس امر کے بدیہی ثبوت موجود ہیں کہ قادیانیوں نے ہرم جلد پر انگریز کے سیاسی گماشتے کے طور پر کام کیا اور کیوں جانیے۔ اسی واقعے کے تقریباً چھ ماہ بعد فروری ۱۹۲۵ء میں دو اور قادیانیوں نے افغانستان کی سالمیت کے خلاف سازش کی جرم ثابت ہو گیا اور کیفر کردار کو پہنچائے گئے۔ وزیر داخلہ افغانستان نے ان قادیانیوں کی سنگساری کے موقع پر جو اعلان شائع کیا وہ درج ذیل ہے۔

کابل کے دو اشخاص ملا عبد کلیم چہار آسانی و ملا نور علی قادیانی عقائد کے گرویدہ ہو چکے تھے اور لوگوں کو اس عقیدے کی تلقین کر کے انہیں صلاح کی راہ سے بھٹکا رہے تھے۔ جمہوریہ نے ان کی اس حرکت سے مشتعل ہو کر ان کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجرم ثابت ہو کر

عوام کے ہاتھوں تختہ نشین کر دیا۔ ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعویٰ دائر ہو چکا تھا اور مملکت افغانستان کے مصالح کے خلاف غیر ملکی لوگوں کے سازشی خطوطان کے قبضے سے پائے گئے تھے جن سے پایا جاتا ہے کہ وہ افغانستان کے دشمنوں کے ہاتھوں پک چکے تھے اس واقعہ کی تفصیل مزید تفتیش کے بعد شائع کی جائے گی۔

سنگاری کے واقعے پر جہاں قادیانی حلقوں نے عالمی سطح پر افغان حکومت کو بدنام کرنے کی مہم چلائی وہاں ہندوستان کے مسلمانوں نے اطمینان کا اظہار کیا اور مولانا حبیب الرحمن ناظم دارالعلوم دیوبند نے جمعیت العلماء ہند کی طرف سے امان اللہ خان کو مبارک باد کے تارٹے کر انہوں نے شہری قانون کے مطابق ایک مرتد کو سنگسار کیا۔

اوپر تلے ہونے والے ان واقعات سے گہرا اثر قادیانی انڈر گراؤ ٹیڈ چلے گئے۔ اور نہایت خفیہ اور منظم طریقے سے افغانستان کے طول و عرض میں کام کرنے لگے۔ برطانوی سامراجی نے ان سازشی عناصر کی پشت پناہی کے لئے لندن سے مارچ ۱۹۲۷ء میں لارنس آف عربیہ کو در آمد کیا۔ اس کا تقریر ایل ایر فورس میں بطور ایئر کرافٹ میں کیا گیا۔ رسوائے زمانہ لارنس پہلے ڈرگ روڈ کراچی ٹھہرا اور نومبر میں خفیہ طور پر میراں شاہ کے مقام پر پہنچا اور شمال مغربی سرحدی علاقے میں سیاسی بغاوتوں کے منصوبے تیار کرنے لگا۔ اس نے سرحد پہنچتے ہی افغانستان کے خلاف شتواری قبیلہ کو اکسا کر بغاوت کرائی۔ برطانوی ہفت روزہ ایمپائر نیوز نے دسمبر ۱۹۲۸ء کے ایڈیشن میں ایک میڈیکل مشنری ڈاکٹر فرانسس ہریو (Dr. Francis Howe) کا ایک مضمون شائع کیا جس میں اس نے لکھا کہ لارنس ایک عرب کاروبار دھار کر بعض سرکردہ افغانوں سے مل چکا ہے اور اس کا مقابلہ برطانیہ کے ایک سابق جاسوس، سابق ایم پی، سابق جعل ساز اور چین میں موجود روسی ایجنٹ لنکن ٹریش (Lincoln Trish) سے ہوگا۔ یہ خبر فری پریس میل سروس کے ذریعے ہندوستان پہنچ گئی تھی۔ قادیانی خلیفہ کے بعض نہایت قابل اعتماد افراد جہاں جہاں جو کسی زمانے میں لارنس کے قریبی دوست تھے۔ اس کی معیت میں سرحد

میں کام کر رہے تھے ان کا درواشیوں کی نگرانی یہودی انڈر سکریٹری آف سٹیٹ فار انڈیا سر آر تھو ہرنل کر رہا تھا۔ افغانستان میں سرگرمیوں کو تیز کرنے کے لئے انگریزوں نے قادیانی آلہ کاروں کے علاوہ اپنے ایک معتمد سردار محمد عمر خان کو کابل روانہ کیا۔ جو کچھ عرصے قبل میں افغانستان میں ایک ناکام بغاوت کر دیا تھا اور اس وقت برطانیہ کی سیاسی پناہ میں الہ آباد میں مقیم تھا۔ روسی انٹلی جنس نے سرد میں لارنس کی موجودگی کی تصدیق کر دی جس سے افغان حکومت کافی چونکسی ہو گئی۔ چند ماہ کے اندر اندر لارنس اپنا سیاسی مشن پورا کر کے خفیہ طریقے سے لندن چلا گیا۔ اور اس کی ذریت کابل میں اس کے بتلائے ہوئے منصوبے پر عمل کرتی رہی۔

## لندن میں مسجد حزار

قیام لندن کے آخری ہفتہ میں ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو مرزا محمود نے مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس تقریب میں سر ایگنڈر ڈریک، سابق فنانشل کمشنر پنجاب، انڈیا آفس کی مسز ریینی سی سپین، کئی مالک کے سفار وغیرہ نے شرکت کی۔ اس مسجد کی زمین ۱۹۲۰ء میں قادیانی مبلغ فتح محمد سیال نے ایک یہودی سے خریدی۔ مسجد کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے مرزا محمود نے اپنی تقریر میں واضح کیا۔ کہ یہ مسجد صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہے اور وہ کسی شخص کو جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہے ہرگز اس میں مبتلا کرنے سے نہیں لیں گے۔ اگر وہ مسجد کے انتظامی قوانین کی پابندی کرنے اور دوسروں کی عبادت میں مغل نہ ہوئے کلیسیا اور یہودی معبد کی ضروریات کو پورا کرنے والی مسجد حزار کی بڑی دلچسپ تاریخ ہے۔ مرزا محمود کی ہندوستان واپسی کے دو سال بعد یہ نام نہاد مسجد تیار ہوئی اس کے بعد اس کی رسم افتتاح کا کھڑاگ رچایا گیا۔ اور ایسی شخصیت کی تلاش شروع ہوئی جس کے نام کو قادیانی پروپیگنڈا کے لئے استعمال کیا جاسکے اس مقصد کے لئے لندن میں کے مبلغ عبدالرحیم دزد نے فروری ۱۹۲۶ء میں مرزا محمود کو خط لکھا اور افتتاح کی تقریب کی بجا آوری کے لئے مختلف نام پیش کئے۔ آپ نے جواباً تحریر کیا کہ سابق شریعت مکہ کے بیٹے اور ملک فیصل عراق کے بھائی امیر زید سے جو آکسفورڈ میں زیر تعلیم ہیں افتتاح کر لیا جائے۔ بعد میں اس تجویز کو بدل کر ملک فیصل آف عراق کو دعوت دی گئی جو فرانس میں مقیم تھے لیکن انہوں نے اسے قبول نہ کیا۔

مرزا محمود نے اس رسم افتتاح سے قادیانیوں کے مسلمان ہونے کا سٹر فلیکٹ لینے اور استقبال میں عرب ممالک میں قدم جانے، ارتداد پھیلانے کی امید بھی لگائے بیٹھے تھے۔ کافی سوچ بچار کے بعد انہوں نے لندن مشن کے مبلغ کو خط لکھا کہ وہ لندن میں مقیم ابن سعود کے سابق انگریز ایڈوائزر جان فلبی سے ملاقات کے بعد ان سے ابن سعود کو خط لکھواتے کہ ان کا بیٹا امیر فیصل

وائسرائے مکر (شاہ فیصل شہید - مولف) اس مسجد کا افتتاح کریں۔ جان فلبی - لارنس آف عربیہ کا دوست اور برطانوی اتلی جنس کا رکن تھا۔ اس نے ابن سعود کے ایڈوائزر کے روپ میں جو کردار ادا کیا اس کی جھلک تصنیف 'سعودی عربیہ' میں دیکھی جاسکتی ہے یہ کتاب جان مہرے پریس لندن سے ۱۹۵۵ء میں شائع ہوئی۔ جان فلبی کے بارے میں لارنس آف عربیہ نے ۱۹۲۱ء میں سمر ہربرٹ سیموئیل یہودی گورنر فلسطین کو مشورہ دیا تھا کہ اسے فلسطین میں ہائی کمشنر کا مقامی ٹائٹل بنا یا جائے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اس کا بیٹا کم فلبی یہودی حقیقی اتلی جنس کے چیف کے عہدے پر

فائز اور واشنگٹن اور ماسکو کے جاسوسی اداروں کے درمیان رابطہ آفیسر کے فرائض انجام دئے۔ قادیانی امیر فیصل سے رابطہ قائم کرنے میں مصروف تھے کہ انہیں معلوم ہوا کہ امیر فیصل ستمبر ۱۹۲۶ء میں لندن پہنچنے والے ہیں۔ فلبی کی یقین دہانی کی بنا پر قادیانی مبلغ عبدالرحیم درونے اخبارات میں اعلان شائع کرانے شروع کر دیئے کہ ابن سعود کے صاحب زادے امیر فیصل قادیانی مسجد کا افتتاح کریں گے۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۲۶ء کو امیر موصوف لندن پہنچے۔ آپ کے ہم سفر جدہ کے برٹش کونسل مسٹر جارون بھی تھے۔ در صاحب نے خود ہی آپ کے استقبال اور قیام کا بندوبست کیا لیکن امیر موصوف نے قادیانیوں کی کسی تقریب میں کوئی شرکت نہ کی۔ لیکن قادیانیوں کے گمراہ کن پروپیگنڈے نے مسلمانوں کو چونکا دیا۔ مختلف ممالک کے زعماء اور ہندوستانی مسلمانوں نے ابن سعود کو تار روانہ کئے اور قادیانیت کی غرض و غایت اور اس کی اسلام دشمن پالیسیوں کی وضاحت کی۔ ادھر مرزا محمود نے ابن سعود کی خدمت میں تار اور بعض انگریز افسروں کی چٹھیاں بھیجوائیں جن میں اس درخواست کے ساتھ ساتھ کہ امیر فیصل کو مجبور کیا جائے کہ لندن مسجد کا ضرور افتتاح کریں۔ شاہ سعود کو یہ دھمکی بھی دی گئی کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو

سعودی عرب کی حکومت جو پہلے ہی سے ہندوستان کے عوام کی ہمدردی اپنے ہاتھ سے کھو چکی ہے اور اب اس طرح سمجھ دار اور تعلیم یافتہ طبقہ بھی ان سے برگشتہ ہو جائے گا۔

ابن سعود نے اپنا فیصلہ بدلنا تھا نہ بدلا۔ فلپی اور دفتر نوآبادیات لندن انگریزوں کے اصرار کے باوجود امیر فیصل کسی طرح سے اس رسم افتتاح کے لئے رضامند نہ ہوئے۔ آخر کار مرزا محمود نے درد کو لکھا کہ اگر امیر فیصل راضی نہ ہوں تو فلپی سے مشورہ کر کے اور مقامی حالات کو مد نظر رکھ کر کارروائی کریں۔ جب کوئی چارہ کار نہ رہا اور برطانوی پریس نے سعودی عرب کو بدنام کرنے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی تو افتتاح کے لئے خان بہادر شیخ عبدالقادر سابق وزیر پنجاب اور پریزیڈنٹ پنجاب آئن سائڈ کوئل کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اس زمانے میں لیگ آف نیشنز میں ہندوستانی نمائندے کے طور پر شرکت کے لئے آئے ہوئے تھا۔ یہ وہی سر عبدالقادر ہیں جو رسالہ مخزن کے مدیر رہے۔

قادیانی مسجد خرابہ کے بارے میں برطانوی پریس آفیس کے حوالے سے عرب پریس میں اس بات کا بار بار تذکرہ ہوا کہ یہ کیسی مسجد ہے جو ہر مذہب و ملت کی عبادت گاہ ہوگی۔ مولوی درد، جہاں لندن میں مسجد کے مقام کی تقریب سے انگریز کی مذہبی رواداری کا ڈھنڈورا پیٹ رہے تھے۔ وہاں وہ خصوصیت سے برطانیہ کے یہودی اور عیسائی صحافیوں کو یہ بار بار رہے تھے کہ اس مسجد میں یہودی اور عیسائی حضرات کے علاوہ خدا واحد کو ماننے والے تمام مذاہب کے افراد عبادت کر سکتے ہیں۔ آپ نے ایک برطانوی اخبار ریفری کے نمائندے کو بتایا کہ اسلام، یہودیت اور ابتدائی عیسائیت میں کوئی بڑا فرق نہیں۔ نمائندہ مذکور نے درد صاحب سے انٹرویو کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے اسلام اور یہودیت کے زیر عنوان اپنے جریڈے میں تحریر کیا۔

امام نے بتایا کہ مسجد میں عیسائی، یہودی اور مسلمان سب کو واحد خدا کی پرستش کرنے کی اجازت ہے اسلام اور یہودیت اور ابتدائی عیسائیت میں کوئی بڑا فرق نہیں ہم سب ایک خدا کی پرستش کرتے ہیں۔ امام نے مجھے بہت باتوں کا علم دیا۔ ازاں جملہ ایک بات یہ تھی کہ احمدیہ فرقہ کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے ۱۸۸۰ء میں ڈالی تھی اور کہا کہ ہمارے عقائد مذہبی برابری کی حمایت میں ہیں اور

مذہبی لڑائی اور تشدد کے سخت مخالف ہیں جن مذاہب میں ایک خدا کی پرستش ہوتی ہے اس کے رسولوں کو ہم مانتے ہیں یہ

لندن ٹائمز نے امام موصوف کے حوالے سے لکھا:-

یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ سلسلہ جس کے پیروں نام زد تھے زمین پر دس لاکھ نفوس ہیں۔ اسلام سے ایسا ہی وابستہ ہے جیسا کہ عیسائیت یہودیت سے ہے

امیر فیصل کے مسجد منار کے افتتاح سے انکار سے لے کر آپ کی شہادت تک قادیانیوں نے جن جن نراویوں سے سعودی کے سالمیت کے خلاف سازشیں کیں اور سعودی حکمرانوں کے خلاف پروپگنڈہ کیا۔ اس المناک داستان کے بعض حصے آئندہ صفحات میں بیان کئے گئے ہیں :

---

۱۵ ایضاً - ۸۸

۱۶ " - ۹۱

# لندن منصوبے کی تکمیل

لندن میں دفتر نوآبادیات اور یہودی سرپرستوں سے گفت و شنید کے بعد مرزا محمود نے مشرق وسطیٰ کے لئے ایک پلان تیار کیا۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء میں سر مظفر اللہ کے ہمراہ پیرس کی رنگین شاموں اور یہاں کے ایک اوپرا ہاؤس (Opéra House) میں محسن عرباں سے لطف اندوز ہوتے ہوئے قادیان لوٹے۔ اور مجوزہ پروگرام کے مطابق جون ۱۹۲۵ء میں لارنس آف قادیان ولی اللہ زین العابدین اور جمال الدین شمس کو بلا و عربیہ روانہ کیا۔ یہ دونوں سامراجی آلہ کار پہلے شام پہنچے۔ شمس کو شام میں بیکاروں کی کمی اور بعض اہم تعارفی خطوط لے کر عراق پہنچے عراق میں مرکز کی طرف سے کوئی مبلغ مقرر نہ تھا۔ البتہ انفرادی طور پر بعض قادیانی سرگرم تبلیغ تھے۔ اور قادیان سے ہدایات وصول کرتے تھے۔ شاہ فیصل نے کافی عرصہ سے عراق میں قادیانیت کی تبلیغ پر پابندی عائد کر رکھی تھی جس کے باعث قادیانی تخریب کاروں کی سیاسی سرگرمیاں مدہم پڑ گئی تھیں۔ مرزا محمود برطانوی ہائی کمشنر عراق سر پرسی کوکس (Sir Percy Cox) کو ۱۹۲۲ء کے لگ بھگ مختلف ذرائع سے خطوط لکھوا چکے تھے۔ لیکن شاہ فیصل نے یہ پابندی اٹھانے سے انکار کر دیا۔ اور کسی قسم کے دباؤ کو قبول نہ کیا۔ ۱۹۲۲ء کے بعد سیاسی حالات کافی بدل چکے تھے۔ مارچ ۱۹۲۲ء تک دو سال کے عرصے میں عراق اور برطانیہ کے مابین دوستی کا ایک معاہدہ بھی ہو چکا تھا۔ ولی اللہ نے عراق میں کچھ قیام کیا اور نئے برطانوی ہائی کمشنر سر ہنری ڈولیس (Sir Henry Doulis) کی وساطت سے شاہ عراق کو اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ قادیانیت کی تبلیغ سے پابندی اٹھادیں۔ مرزا محمود اس پابندی کے اٹھائے جانے کی سیاسی اہمیت اور فوائد کا بطور خاص ذکر کرتے ہوئے ایک جلسے میں فرماتے ہیں۔

میرے نزدیک شاہ صاحب (ولی اللہ) نے اس سفر میں بڑا کام کیا ہے وہ عراق کے متعلق ہے۔



سیاستاً یہ ایک ایسا کام ہے جو دو رنگ اثر رکھتا ہے۔ ہم گورنمنٹ آف انڈیا کے ذریعے کوشش کر چکے تھے مگر پھر بھی اجازت نہ حاصل ہوئی تھی۔ وہاں سے ہمارے آدمی اس لئے نکالے جا چکے تھے کہ تبلیغ کرتے تھے۔ اپنے گھر میں جلسہ کرنا بھی منع تھا۔ یہ کام اس قسم کا ہے کہ سیاسی طور پر اس کے کئی اثرات ہیں۔ اس سے سمجھا جائے گا کہ احمدی قوم حکومتوں کی رائے بدلنے کی قابلیت رکھتی ہے۔

عراق میں سیاسی مشن کی تکمیل کے بعد ولی اللہ شام پہنچے جہاں شمس قادریانی مشن کے کام میں لگے ہوئے تھے۔

## شمس پر قاتلانہ حملہ

ہم یہ ذکر کر چکے ہیں کہ جنگ عظیم اول کے دوران شام میں ولی اللہ کئی سازشوں میں ملوث رہ چکے تھے وہ برطانوی حلقوں میں خوب متعارف تھے۔ یہاں پہنچ کر آپ نے برطانوی قونصل دمشق سے ملاقات کی اور اس کی وساطت سے فرانسیسی بائیں کشتر شام جنرل مارکس ساریل (Gen. Marria Sarrail) سے مل کر انہیں قادیانی مشن کے قیام و مقاصد سے روشناس کرایا۔ اس وقت شام فرانسیسی انتداب میں تھا کچھ عرصہ یہاں رہ کر۔ اور شمس کو شام مشن کے سلسلے میں مناسب ہدایات دے کر آپ قادیان آ گئے۔ شام میں سیاسی صورت حال بڑی مخدوش تھی۔ جولائی ۱۹۲۵ء میں سلطان پاشا کی سرکردگی میں شامیوں نے فرانسیسی استعمار کے خلاف ایک زبردست تحریک شروع کی جو بتدریج زوروں پر تھی۔ اگست میں دروزوں نے سلطان الطراش کی قیادت میں پورے ملک کے طول و عرض میں مظاہرے کئے اور اسی ماہ کے آخر میں عبدالرحمن شاہ نے شام کی انقلابی حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا۔ فرانس نے حریت پسندوں کو دبانے کے لئے دمشق پر بمباری کی اور مارشل لاد لگا دیا۔ شمس اپنے ایک مکتوب میں جو الفضل قادیان کے ۶ اگست ۱۹۲۶ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ لکھا ہے کہ وہ کھلے عام قادیانیت کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس کی دعوت کو پوشیدہ طور پر پھیلانا ہے جس کوئی اعتراض کر رہا ہے صرف اس کو جواب دیتے ہیں۔ رفتہ رفتہ آپ نے اعلانیہ تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا اور ایک رسالہ العقائد عن الاحمدیہ تصنیف کیا جس میں قادیانی عقائد کا پرچار تھا۔ مرزا صاحب کی کتاب کشتی نوح کا عربی ترجمہ کر کے اس کی بڑے پیمانے پر شہیر کی گئی۔ قبرستان

کے دماغی اعلان کی اڑیں جہاد کی مکمل تیغ اور ہندوستان میں برطانوی سامراج کی آمرانہ حکومت کے فیوض و برکات کا چرچا کیا گیا۔ شامی تحریک حریت کے دور عروج میں شمس نے مختلف نماز میں اولی الامر کی اطاعت کے راگ الاپے اور قیام امن کے گمراہ کن پروپیگنڈے کی اڑنے لگے کہ اس تحریک کے خلاف ایک نیم مذہبی، نیم سیاسی محاذ قائم کیا۔ شمس چاہتے تھے کہ تحریک آزادی کے متوازی مناظرہ بازی کا ایک محاذ کھل جائے تاکہ جبریت پسندوں کی توجہ بیٹ جائے اور وہ اس نئے نئے فنے کی طرف بھی متوجہ رہیں جیسا کہ مرزا صاحب نے اپنے دورِ مصلحت میں وطیرہ اختیار کر رکھا تھا۔ لیکن شامی پہلے تو حکومت سے احتجاج کرتے رہے کہ اس قادیانی مرتد کو شام سے نکالا جائے بعد میں شمس کی اشتغال انگیزوں کے باعث دسمبر ۱۹۲۷ء میں ان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ حملہ آور شامی بجاہد نے اپنی طرف سے ان کا کام تمام کر دیا۔ لیکن ابھی آپ کے نامہ اعمال نے اور سیاہ ہوتا تھا۔ اس لئے شدید زخمی ہونے کے باوجود چل گئے۔

مرزا محمود نے اس حملے کا شدید نوٹس لیا۔ برطانوی آقاؤں کو خطوط اور تاریں ارسال کیں اور نئے فرانسیسی ہائی کمشنر ہنری پونسا (Henry Ponsot) کو یادداشتیں روانہ کیں۔ یہ سلسلہ جاری تھا کہ ۱۹۲۸ء میں شام سے مارشل لا اٹھا کر فرانسیسی استعمار نے تاج الدین الحسنی کو نئی کاہینہ بنانے کی دعوت دی۔ ۱۰ مارچ ۱۹۲۸ء کو آئین ساز اسمبلی کے انتخابات ہونے کا اعلان ہوا۔ اور ۹ مارچ کو شمس کو حکومت نے حکم دیا کہ ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر شام سے نکل جائے۔ شمس نے قادیاں کو اپنے اخراج کی اطلاع دی۔ مرزا محمود نے حکم دیا کہ ایک مقامی قادیانی کو امیر مقرر کر کے خود فلسطین چلے جاؤ۔ اس حکم کی تکمیل میں ایک اور راہزن دین وایمان اور برطانوی جاسوس منیر المحضی کو جو شام کا مقامی باشندہ تھا امیر مقرر کر کے مرزا محمود کے حکم کے مطابق ۱۶ مارچ کو فلسطین کا رخ کیا۔

۱۵ تاریخ احمیت جلد پنجم ص ۲۹۹

۱۶ فرانس کے دورِ انقلاب میں شامی حریت آزادی کا داستان کے لئے ملاحظہ فرمائیں

۱۷ ایس ایچ لونگرنگ کی تالیف سیریا اینڈ لبنان انڈر فرنچ میٹریٹ، آکسفورڈ پریس لندن ۱۹۵۸ء

۱۸ تاریخ احمیت جلد پنجم ص ۲۹۹

# فلسطین مشن کا قیام

مارچ ۱۹۲۸ء میں جلال الدین شمس فلسطین پہنچے اور آنجنہانی اللہوتہ جالندھری کے قتل بمقول الہی نوشتوں کے مطابق ماؤنٹ کرمل پر احمدیہ مشن قائم کر دیا۔ یہ بات بتائی جا چکی ہے۔ کہ فلسطین برطانوی انتداب میں تھا۔ اس لئے جس طرح انگریز قادیانیوں کو ہندوستان میں اپنے مذہب سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کر رہے تھے اسی طرح یہودی اور انگریز فلسطین میں ان سیاسی آلہ کاروں کی پیٹھ ٹھونکنے لگے۔ یہ حقیقت بھی منظر عام پر آچکی ہے کہ قادیانی مرزا غلام احمد کے زمانے ہی سے فلسطین میں یہودی آقاؤں کے اشارے پر کام کر رہے تھے۔ تاریخ احمدیت کے قادیانی مولف دوست محمد شاہد لکھتے ہیں۔ کہ طرابلس کے ایک شخص محمد المغربی درپردہ ۲۳ سال (۱۹۰۵ء) سے قادیانیت کی تبلیغ کر رہے تھے۔ ان امور کے برہنہ ثبوت موجود ہیں کہ مرزا غلام احمد کی کئی "شروعات عربوں" سے خط و کتابت تھی۔ جو ترکوں کے خلاف صیہونی یہود کے لئے کام کرتے تھے۔ فرقہ شناسانہ لیر کے بعض افراد عالمی بہائیت کے مرکز عکہ میں بیٹھ کر قادیانی عقائد کو پھیلا رہے تھے۔ آنجنہانی اللہوتہ لکھتے ہیں :-

"حیفا کے قریب عکہ میں فرقہ شناسانہ لیر کے رئیس شیخ ابراہیم کو کافی عرصہ پہلے حضرت مسیح موعود کا عربی خط موصول ہوا تھا۔ وہ صوفی مشرب انسان تھے۔ انہوں نے اپنے مریدوں کو کہا تھا کہ یہ خط محفوظ رکھیں حیفا سے تمہیں امام مہدی کا پیغام ملے گا۔"

۱۹۳۰ء میں فلسطین کے علاقہ کبابیر کے صالح عبدالقادر عودہ اور ان کا خاندان قادیانیت کی آغوش میں چلا گیا۔ شام کے بعض سرکردہ قادیانی بھی فلسطین میں آگئے۔ اس طرح شمس کو پہلے سے بنی بنائی ایک جماعت مل گئی۔

شمس نے فلسطین پہنچ کر یہودی ہائی کمشنر فیلڈ مارشل ہربرٹ پلومر سے ملاقات کر کے ہدایات لیں مرزا محمود اس ہم مشن کے قیام کے متعلق ایمیا آفس، وائسرائے ہند لارڈ ارون، دفتر نوآبادیات لندن

وغیرہ میں اطلاعات روانہ کر چکے تھے۔ جن میں شام سے قادیانی مبلغ کے اخراج کی داستان بیان کی گئی تھی۔  
 صیہونی یہود کے مفادات کی نگران جیوش ایجنسی نے قادیانی مشن کے قیام پر اطمینان کا اظہار کیا۔ مرزا  
 محمود نے جلد ہی فلسطین مشن کو مشرق وسطیٰ کے ہیڈ کوارٹر کا درجہ دے دیا۔ مصر، شام، عراق وغیرہ کے  
 نام نہاد مبلغوں کو یہاں سے ہدایات دی جاتی تھیں۔ اور اسی مشن کا سربراہ ان ممالک میں ضرورت پڑنے پر  
 جا کر حالات کا مطالعہ کرتا اور قادیان کو خفیہ رپورٹیں روانہ کرتا۔

مصر میں جولائی ۱۹۲۸ء میں پارلیمنٹ توڑ دی گئی اور آزادی پسندوں کی تحریک زور پکڑنے لگی  
 تو مرکز کی ہدایت پر اس تحریک کے خلاف قادیانی عناصر کو منظم کرنے کے لئے شمس مصر گئے آپ نے برطانوی ہائی  
 کمشنر سر پرسی لورین (Percey Lorrain) سے ملاقات کی۔ اور ایک سیاسی لائحہ عمل ترتیب کیا  
 جس پر بعد میں عمل درآمد کیا گیا۔ اسی طرح باقی سب علاقوں کی تحریکوں کو سبوتاژ کرنے کے اقدامات کئے جاتے رہے۔  
 فلسطین میں جمال الدین شمس نے گونا گون سازشیں کیں۔ نئے یہودی ہائی کمشنر سر جان چانسلر کے منظم کے  
 خلاف فلسطین کے مسلمانوں نے مفتی اعظم فلسطین کی قیادت میں اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے زبردست تحریک  
 کا آغاز کر چکے تھے۔ اس تحریک کو جہاد قرار دیا جاتا تھا۔ شمس نے شرمناک قادیانی عقائد کے پرچار کے علاوہ ایک  
 رسالہ "الجہاد الاسلامی" تالیف کیا جو مرزا غلام احمد کے رسالے "گورنمنٹ انگریزی اور جہاد" کا چرہ بھقا  
 اس میں انہوں نے جہاد کو حرام قرار دینے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ اس تباہ کن پروپیگنڈے سے  
 عیاں ہوتا ہے کہ فلسطین کے مظلوم مسلمان مذہبی اور سیاسی دونوں لحاظ سے قادیانی مشن کی استحصالی  
 زور میں تھے۔ ظاہر ہے کہ خدا کے پیغمبر مسیح کے منکر قادیانی مسیح پر کیا ایمان لا سکتے تھے ہی مشن کا بنیادی مقصد  
 تحریک آزادی میں رخنہ اندازی کر کے اس کی سمت موڑنا۔ اور مسلمانوں کی فعال قوتوں کو کمزور کرنا تھا  
 تاکہ وہ قادیانیت سے الجھ جائیں اور مناظرہ بازی کا بازار گرم ہو جائے۔ یہی وہ تنظیموں کے رضا کا  
 قادیانی لٹریچر کی ترسیل و تقسیم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور اپنے خفیہ فنڈ سے ان کی اعانت  
 کرتے تھے۔

قادیانی مشن کی سرگرمیوں کا مؤثر مقابلہ فلسطین کی مجلس الاسلامی الاعلیٰ اور جمعیتہ الشبان المسلمین

نے کیا۔ اول الذکر کے سربراہ مفتی اعظم فلسطین تھے۔ ان تنظیموں نے قادیانیت کی سامراج نوانزی اور صیہونیت کے ذیلی ادارے ہونے کی حقیقت کو بے نقاب کیا۔ اور مسلمانوں کو اس نبوت کا ذہر کے ہتھکنڈوں سے خبردار کیا۔ شمس قادیان کا ایک مولوی فاضل تھا۔ عرب فصحاء کے سامنے وہ کیا اس کا استاد روشن علی اور متبنی قادیان زبان کھولنے کی اہمیت درکھتا تھا یہ اور بات ہے کہ فلسطین کے مسلم معاشرے کے امن کو پامال کرنے کے لئے وہ مناظرے کے چیلنج دیتا اور پھر اپنے مرشد کی سنت کے مطابق فرار اختیار کر لیتا۔ فلسطینی عرب اس کش مکش اور شمس کی سیاسی ریشہ دوانیوں سے تنگ آچکے تھے۔ ایک روز موقع پا کر چند مجاہدین نے جسے تاریخ احمدیت کا مولف 'فسادی عناصر' کے لقب سے نوازا ہے۔ موقع پا کر شمس کے مکان کو گھیرے میں لے لیا اور عین مکان کہ یہ مارا جاتا لیکن بھاگ نکلا اور قریبی یہودی بستوں میں چھپ گیا۔ اس واقعہ کے بعد برطانوی پولیس اور یہودی ہوم گارڈ نے ان مجاہدین کی تلاش میں مختلف مقامات پر چھاپے مارے اور نہتے عربوں کو مظالم کا نشانہ بنایا۔

شمس نے برطانوی حکومت اور صیہونی انجینیئری کی امداد سے اپریل ۱۹۳۱ء میں مرزا محمود کے نام پر کباہیر میں ایک مستقل سیاسی اڈہ یعنی مسجد ضرا کی بنیاد رکھی۔ فلسطین کی مردم شناسی میں جماعت کا نام 'احمدی مسلمان' رکھوایا۔ دلیل المسلمین۔ تنویر الباب بتکمیل التبلیغ۔ ترضیح المرام فی رد علمائے حمص وطلابہ اشام جیسے مکروہ لٹریچر کی اشاعت و تقسیم کی۔ بغداد موصل۔ بیروت۔ حمص۔ لاذقیہ۔ عمان وغیرہ کے علاقے بھی قادیانی مشن کی تخریب کاروں کی زد میں رہے۔

## بیت المقدس کا نفرس

شمس فلسطین میں نام نہاد تبلیغ کر رہے تھے۔ کہ مرزا محمود نے ستمبر ۱۹۳۱ء میں ایک اور قادیانی ابوالعطاء (الندوة) جالندہری کو فلسطین روانہ

کیا اور انہیں حکم دیا کہ شمس کے مل کر کام کریں۔ اس کی ضرورت اس لئے محسوس کی گئی کہ چند ماہ بعد فلسطین میں ایک اہم کانفرنس بلانے کی تجویز زیر غور تھی۔ جس کے مجوز و محرک مفتی اعظم فلسطین تھے۔ اس میں تمام دنیا کے اسلامی ممالک سے لوگوں کو بلوایا گیا تھا۔ تاکہ آزادی فلسطین کے لئے ایک مشترکہ لائحہ عمل تیار کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ اس مسئلہ کی نزاکت سے مسلم اکابر کو روشناس کرانا اور اس سلسلے میں بین الاقوامی سطح پر

اقدامات کا کانفرنس کے اہم مقاصد میں شامل تھا۔ دراصل اس کانفرنس کے قیام سے قبل ۱۹۳۰ء میں مفتی اعظم کے خاندان کے ایک فرد موسیٰ کاظم عسینی جو عین کے گورنر اور بیت المقدس کے میئر کے عہدوں پر فائز رہ چکے تھے۔ اور فلسطینی عرب کانگریس کی مجلس نظریہ کے صدر تھے۔ یورپ میں فلسطینی عربوں کے موقع کو پیش کرنے گئے۔ جہاں قادیانیوں کا لندن مشن ان کے پیچھے سائے کی طرح لگا رہا۔ ان ہی کے رپورٹ کے نتیجے میں یہ کانفرنس منعقد کی گئی تاکہ اہل فلسطین کے حقوق کے تحفظ کا سوال اٹھایا جائے۔

مفتی اعظم نے تمام دنیا کے اسلامی ممالک سے مقتدر زعماء کو شرکت کی دعوت دی۔ اور روضۃ المعارف ہال، بیت المقدس میں دس روزہ کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا۔ ہندوستانی مسلمانوں کی نمائندگی حضرت علامہ اقبال۔ مولانا غلام رسول تہر اور مولانا شوکت علی نے کی۔ علامہ اقبال اپنے رفقاء کے ساتھ گول میز کانفرنس لندن میں مسلمانوں کی نمائندگی کا فریضہ ادا کرنے کے بعد یکم دسمبر کو لندن سے قاہرہ پہنچے۔ سٹین پران کا استقبال کرنے والوں میں شبان المسلمین کے ارکان۔ ڈاکٹر عبدالحمید۔ سعید مبر پارلیمنٹ۔ علامہ سید رشید رضا۔ مدیر المنار۔ ماسٹر امام دین سیالکوٹی۔ خورشید عالم۔ محمد حسین شیخ۔ محمد اسماعیل۔ جماعت الانہر کے ہندوستانی طلباء اور رابطہ ہندیہ کے ارکان شامل تھے۔ ان کے علاوہ شیخ محمود احمد عرفانی قادیانی بھی سٹیشن پر موجود تھے۔

عرفانی صاحب نے برطانوی سامراج کی سیاسی پالیسی کی تشہیر و اشاعت اور عرب دنیا میں انفرق و انتشار کے کاٹے بونے کے لئے ایک جریدہ "العالم الاسلامی" نکال رکھا تھا۔ ۲ دسمبر کو مولوی شمس قادیانی فلسطین سے قاہرہ پہنچ گئے۔ اور مسلم دنیا کے اکابر سے ملاقات کی۔ اور ان کے خیالات سے آگاہی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اگلے روز مسلم وفد شام کے لئے روانہ ہوا۔ جہاں سے ۵ دسمبر کو فلسطین پہنچا اور کانفرنس میں شرکت کی۔

قادیانیوں نے کانفرنس میں شرکت کی دعوت کے حصول کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مارے تاکہ اپنے مسلمان ہونے کا شہدائیت حاصل کر سکیں فلسطین کا یہودی ڈائی کمشنر سر وینچوپ چاہتا تھا کہ قادیانی عنصر کسی نہ کسی طور شرکت کر کے مستقبل کی سیاست میں اہم کردار ادا کر سکے۔ لیکن مسلمانوں نے ان کی سازشوں

کو ناکام بنا ڈالا۔ تاریخ احمدیت کے مؤلف نے دعویٰ کیا ہے کہ مرزا محمود کو بھی اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ لیکن آپ نے جلال الدین شمس کو حکم دیا کہ وہ ان کی نمائندگی کرے۔

لیکن ہمیں ایسا کوئی ثبوت نہیں ملا۔ بلکہ ہمیں قادیانی نمائندے کی شرکت کے سوال پر مسلمانوں کا شدید رد عمل ملتا ہے۔ اس امر کا مؤلف مذکور نے اعتراف کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ جلال الدین شمس کی شرکت کو بعض تنگ دل مشائخ نے برداشت نہ کیا۔ مگر اس واقعہ سے جماعت احمدیہ کی عالمی حیثیت و اہمیت ضرور واضح ہو گئی ہے۔ و حقیقت عرب پریس نے قادیانی شرکت کے سوال پر اس تحریک کی تاریخ اور اس کے سیاسی کردار کو بے نقاب کرنے کا اہم فریضہ ادا کیا۔

شمس کانفرنس کو سبوتاژ کرنے میں لگا ہوا تھا۔ تو اللہ و تہ ان افراد کی پشت پناہی کر رہا تھا جو ذاتی مخالفت اور سیاسی رقابت کی بنا پر مغربی عظیم کی ذات اور ان کی آزادی کے پروگرام سے اختلاف کرتے تھے۔ اس نے فرضی ناموں اور تنظیموں کی طرف سے برطانوی، صیہونی پریس میں موقر اسلامی کے نمائندہ زہر اگلا اور اس بات کا رونا رویا کہ فلسطین کی "احمدی مسلم جماعت کے نمائندے کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت نہ دے کر بہت بڑی غلطی کی گئی ہے۔"

کانفرنس میں تیونس کے عبدالعزیز الشعابی، چین کے موسیٰ جار اللہ، ترک فلسفی رضا توفیق، الجزائر سے سعید اجڑائی، مصر سے علامہ رشید رضا، ایران کے سابق وزیر عظیم ضیاء الدین طباطبائی، شام کے سابق صدر شکر القوتی، کاکیشیا سے شیخ سعید شام (امام شائل کے پوتے) بیروت سے مورخ مصطفیٰ الغلابی، نائیجیریا کے گناڈر طارق اور بلقان۔ یوگوسلاویہ، وسطی افریقہ، جادا، سماٹرا، برقمہ، لنکا، سرویا، بوسینہ وغیرہم کے مندوبین نے شرکت کی۔ ان زعمارانے مسئلہ فلسطین اور تحریک آزادی کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا۔ اور سمپسن رپورٹ (۱۹۳۰ء) شاد کمیشن کی سفارشات اور برطانیہ کے قریب بعض کے مضمرات پر غور و خوض کیا گیا۔ عربوں کی معاشی اور فکری حالت کو بہتر بنانے کے لئے بعض مشورے پر درگرم تب کئے گئے۔ علامہ اقبال نے اس سلسلے میں نہایت اہم تجاویز پیش کیں۔ ۱۵ دسمبر کو ہندوستانی وفد واپس لوٹا اور اس کے چند روز بعد جلال الدین شمس ناکام و نامراد ۲۰ دسمبر ۱۹۳۱ء کو قادیان کے لئے روانہ ہوئے۔ ابو العطار ان

کی اودامی تقریب کا حال بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:-

مولانا کی اودامی پارٹی میں احباب جماعت کے علاوہ بعض مسیحی اور یہودی بھی شامل تھے۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا تھا۔ اور مولانا کو خراج تحسین دلا گیا تھا۔

## ابوالعطاء جالندہری کی سازشیں

آجہانی ابوالعطاء اللہ دتہ جالندہری نذیر الفرقان  
ربوہ ستمبر ۱۹۳۱ء سے جنوری ۱۹۳۶ء تک فلسطین

میں قادیانی مبلغ کے روپ میں سامراج اور صیہونیت کی پالیسی کی تشکیل کرتے رہے۔ ۱۹۳۲ء کا سال فلسطین کی آزادی کی تاریخ کا بہت اہم تھا۔ کیونکہ نئے نئے آنے والے یہودیوں کی حوصلہ افزائی کر رہا تھا اور فلسطین میں قدم جانے کے بعد یہودی فتنہ سامانیوں اور تحریک کار یوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔ جس کے جواب میں مسلمانوں کی طرف سے احتجاجی مظاہرے، ہڑتالیں اور گرفتاریاں پیش کرنے کا ایک طویل سلسلہ جاری تھا۔ عربوں نے مطالبہ کیا کہ یہودیوں کو زمین کی فروخت بند کی جائے اور ان کی مسلسل آہ کو روکا جائے۔ لیکن برطانوی حکومت نے اس مسئلہ پر توجہ نہ دی۔ فروری ۱۹۳۳ء میں عربوں کی نائیدہ سیاسی تنظیم فلسطین عرب کانگریس کی منتظم نے حکومت سے عدم تعاون اور برطانوی مال کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔

تحریک حریت کے دو لان ابوالعطاء۔ برطانوی ہائی کمشنر سر آر تھرو و انچوپ۔ حضرت مسیح موعود کے نظریہ امن اور حکومت سے تعاون، کا پیغام سننے اور قادیانی دہشت پسندوں کو منظم کرنے پر تمام توجہ صرف کر دی۔ قادیانی جماعت کی ایک مستقل نیم فوجی تنظیم تھی۔ جس میں مصر۔ شام اور فلسطین وغیرہ کے چیدہ چیدہ دہشت پسند اور جاسوس شامل تھے۔ علی الفرقان۔ احمد مصری۔ سلیم ربانی۔ عبدالرحمن برجادی۔ صاحب عودی اور حضرت آفندی جیسے لوگ جنہوں نے طویل عرصے تک عرب ممالک میں دہشت پسندی اور طبقاتی منافرت کے لئے کام کیا۔ قادیانی جماعت سے وابستہ ہو کر اس پلیٹ فارم کو جوش بخینی کے مفاد کے لئے استعمال کر رہے تھے۔ عرب حریت پسندوں کے مراکز کا پتہ لگانے اور مجاہدین کی سرگرمیوں کی اطلاع رکھنے میں یہ ہمیشہ پیش پیش رہے۔ ۱۹۳۳ء میں اللہ دتہ نے قاہرہ انٹلی جنس کے ایک بااثر فرد سید بخت ولی کی خدمات

۱۰ الفرقان ربوہ شمس نمبر جنوری ۱۹۶۸ء

۱۱ رونق گاہے، اے پولیٹیکل سٹی آف دی عرب جیوش کانفلکٹ جینوا ۲۸۵۹



متعارف رہیں۔ شیخ مصر میں عیسائی مشنریوں کی تشویشناک سیاسی سرگرمیوں کے خلاف اہل مصر کی تحریک کو سبوتاژ کرنے کا ذمہ دار تھا۔ اللہ رتہ نے مصر کا دورہ کیا تو اس کی خدمات کو سراہا اور وعدہ کیا کہ اسے فلسطین میں بلوالے گا جہاں عربوں نے زبردست تحریک شروع کر رکھی تھی۔ مصر سے واپسی پر اس نے فلسطین کی انتہائی حکومت کے اعلیٰ افسروں سے رابطہ پیدا کیا۔ لیکن برطانوی حکومت بعض وجوہ کی بنا پر اس کی آمد پر راضی نہ تھی۔ آخر کار فلسطین آنے کی اجازت مل گئی۔ اور قادیانی مدرسے کے استاد کے ہمیں میں وہ اپنا کام کرنے لگا۔ اللہ رتہ لکھتے ہیں:-

متواتر آٹھ ماہ کی خط و کتابت کے نتیجے میں فلسطین گورنمنٹ نے ہمارے دوست محمد سعید نجات علی کو فلسطین میں داخلہ کی اجازت دے دی ہے اور وہ مصر سے آگئے ہیں۔ یہ دوست ازہر میں پڑھتے رہے ہیں۔ یکم اپریل ۱۹۳۴ء کو انہیں احمدیہ سکول میں درس مقرر کیا گیا ہے۔

اسی سال شام کے مبلغ منیر المحضی کو بعض سازشوں میں ملوث ہونے کی وجہ سے حکومت نے ملک سے نکال دیا اور وہ فلسطین میں اللہ رتہ کے پاس آئے گئے۔ مٹولف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں:-

شام کے مقامی مبلغ منیر المحضی کو بھی ۱۹۳۴ء میں حکومت نے ملک سے نکال دیا تھا اور آپ حیفامین مقیم تھے۔

قادیانی شریسنڈوں نے صیہونی آقاؤں کے اشارے پر مذہبی مناظرہ بازی کا بازار گرم کرنے کی کوشش کی تاکہ تحریک حریت کارخ قادیانی فتنے کے استیصال کی طرف موڑا جائے۔ لیکن انہیں نمایاں کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ مٹولف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں:-

ان دنوں (۱۹۳۴ء) اس مشن کے پینچارج مولانا ابوالعطاء صاحب جالندہری تھے جنہوں نے عرب ملک میں تبلیغ اسلام و احمدیت کی کوششیں اس سال پہلے سے زیادہ تیز کر دیں۔ اور مناظروں اور مباحثوں کے ذریعے خاص طور پر احمدیت کا سکے بٹھا دیا۔

- ۱۔ الفضل قادیان - ۲۴ مئی ۱۹۳۴ء
- ۲۔ تاریخ احمدیت جلد پنجم ص ۵۰۲
- ۳۔ تاریخ احمدیت جلد سہم تب ۱۴۴

## تفسیر اللہ کے مذاکرات

فلسطین میں اللہ دتہ مکروہ سازشوں میں ملوث تھے تو لندن میں تفسیر اللہ صیہونی رہنما ڈاکٹر ویزمان سے صلاح مشورے

کے بعد وزیر ہند سر سیوٹیل ہور سے فلسطین کی صورت حال پر گفت و شنید کر رہے تھے۔ سرفظ اللہ اپنی خود نوشت سوانح 'تحدیثِ نعمت' میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے وزیر ہند سے فلسطین کے مسئلے پر مذاکرات کئے۔ اور انہیں بعض تجاویز پیش کیں۔ وزیر ہند نے یہ تجاویز سرفلیپ کنفلٹ لسٹر وزیر نوآبادیات کے گوش گزار کیں۔ امدان سے ملاقات کا وقت مقرر کیا۔ اس زمانہ میں فلسطین کے ہائی کمشنر سمراتھ وینچوپ بھی لندن میں موجود تھے وہ بھی گفتگو میں شریک ہوئے۔ سرفظ اللہ آگے لکھتے ہیں کہ انہوں نے فلسطین کی زمین کے یہود کے ہاتھوں فروخت کے مسئلے پر تبادلہ خیالات کیا۔

سر سیوٹیل ہور کے کہنے پر سرفلیپ ان (ظفر اللہ) کے ساتھ ملاقات پر رضامند ہو گئے۔ لیکن عربوں کی مشکلات میں انہیں ان کے ساتھ کوئی بہار دی نہ تھی۔

## ستیابلیغ

اللہ دتہ نے کباہ میں جامع محمود کی تعمیر (دسمبر ۱۹۳۲ء) مکمل کرانی اور مسجد فزار کا افتتاح کیا۔ احمدیہ لائبریری اور بک ڈپو کے قیام کے بعد ایک پریس گلوبا اور سائے البشریٰ کا اجرا کیا۔ پریس کے قیام کی ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے لکھا:-

ہماری جماعت کی تعداد ابھی مختصر سی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے مخالفین پر ایک رعب ہے اس کا نتیجہ ہے کہ مصر، فلسطین، شام اور عراق کے اخبارات ہماری مخالفت کرنا اور حدیث سے لوگوں کو نفرت دلانا اپنا اہم ترین کارنامہ شمار کرتے ہیں۔ ان اخبارات کے اعتراضات کے جوابات نیز سلسلہ تبلیغ کو باقاعدہ اور محکم کرنے کے لئے احمدیہ پریس کا ہونا ضروری امر ہے۔

مرزا محمود نے اللہ دتہ کی مساعی، کا ذکر ان الفاظ میں کیا۔

مولوی اللہ دتہ صاحب شام اور مصر میں اچھا کام کر رہے ہیں وہاں احمدیت کی شدید مخالفت ہو رہی ہے بعض احمدیوں کو پٹیا بھی گیا ہے حکومت بھی خلاف ہے۔ جیغہ میں ایک بہت بڑی جماعت قائم ہے جس کے بہت سے افراد مولوی جلال الدین صاحب شمس کے وقت کے ہیں۔ مگر اللہ دتہ صاحب کام کو خوب پھیلا رہے ہیں!

اللہ دتہ اور ان کے حواری ۱۹۳۵ء کے لگ بھگ فلسطین کی عرب پارٹیوں کے اس اتحاد کی تحریک کے خلاف سرگرم دکھائی دیتے ہیں جو ایک عرصے سے جاری تھی۔ واضح رہے کہ فلسطین میں مفتی اعظم فلسطین کی سپریم مسلم کونسل کے علاوہ بڑی جماعتیں آزادی کے لئے کوشاں تھیں ان کے نام درج ذیل ہیں:-

- ۱۔ فلسطین عرب پارٹی (سربراہ جمال السیدنی)۔ ۲۔ قومی دفاع پارٹی (راغب بے)۔ ۳۔ ریفارم پارٹی (ڈاکٹر بخالیدی)۔ ۴۔ نیشنل بلاک (عبد اللطیف بے)۔ ۵۔ کانگریس ایگزیکٹو آف نیشنل یونٹھ (یعقوب غوریشن)۔ ۶۔ استقلال پارٹی (عونی بے عبدالہادی)

صیہونی طاقتوں جیوش ایجنسی کے علاوہ کئی نیم سیاسی تنظیمیں یہودی بحالی کے پروگرام کو کامیاب بنانے میں لگی ہوئی تھیں۔ ان میں سے بہت سی تنظیموں کے مراکز یورپ میں تھے۔ بن غوریوں کی میپائی پارٹی اور بائیں بازو کی مشہور اور پولینیر و عیسیٰ جماعتیں نے دہشت انگیزی کے ذریعے فلسطین میں یہود آباد کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا تھیں۔

قادیانیوں نے صیہونی تنظیموں کی مدد سے عرب پارٹیوں کے درمیان بھوٹ ڈھانے کی پالیسی کو کامیاب بنانے میں ان کی اعانت کی۔ تاکہ یہ پارٹیاں متحد ہو کر اپنی آواز انتہائی حکومت کو نہ پہنچا سکیں اور اپنے مطالبات کے حصول کے لئے منظم جدوجہد کر سکیں۔ اللہ دتہ نے مرکز کی ہدایات پر تحریک جدید کے نام پر بڑے زور شور سے 'یوم تبلیغ' منائے۔ پورے فلسطین میں قادیانی گمشتوں نے لٹریچر تقسیم کیا اور مسلمانوں کے جذبات بھڑکاتے ہوئے ان کو سامراج کے خلاف جہاد موقوف کرنے کی تعلیم دی۔

اللہ دتہ کی ایک تبلیغی رپورٹ مورفہ ۲۴ مارچ ۱۹۳۴ء میں مس وفدوں پر مشتمل ۳۶ مبلغوں کے انصار۔ شفا عمرو عکا۔ عسفیہ۔ حیضہ۔ یافا۔ جبل النکر۔ صفر۔ کفرنا۔ طبریہ۔ جیدہ۔ نابلس اور جنین کے دوروں کی تفصیل مذکور ہے اور لکھا ہے کہ یہ قادیانی موٹر سائیکلوں وغیرہ پر دو سو میل تک فلسطین کے طول و عرض میں لٹریچر تقسیم کرتے رہے۔ اور یوم تبلیغ کے موقع پر چھاپے گئے خاص ٹریکٹ لوگوں تک پہنچاتے رہے۔

۱۔ جارج بیس زورسکی۔ دی نڈل ایسٹ ان ورلڈ آفیمرز۔ نیویارک ص ۳۸۸

۲۔ افضل قادیان۔ ۱۳ اپریل ۱۹۳۵ء

قادیانیوں اور صیہونیوں کی تمام تر سازشوں کے باوجود جب عرب پارٹیوں نے متحدہ طور کا اعلان کر دیا تو ستمبر ۱۹۳۵ء میں فلسطین کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے مرزا محمود نے دفتر نوآبادیات لندن سے مراسلت کی اور مبلغ انگلستان مولوی محمد یاد کو لندن سے حیفا (فلسطین) روانہ ہونے کا حکم دیا۔  
مولوی مذکور نے فلسطین کے ہائی کمشنر فینچوپ اور دیگر افسران سے صلاح و مشورے کئے۔ اور قادیان پہنچ گئے۔ ان کی رپورٹ کی روشنی میں اللہ دتہ کی جگہ نئے مبلغ کے تقرر کا اعلان کر دیا گیا۔

اللہ دتہ نے فلسطینی مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے اجرائے نبوت کے نام نہاد ثبوت میں "القول المتین فی بیان خاتم النبیین"۔ "عین الضیاء"۔ "الدین السخی الخالد"۔ جیسے رسائل تالیف کئے۔ بشری کے ذریعے ارتداد کی تبلیغ اور سیاسی سازشوں کی پشت پناہی کی۔ الازہر یونیورسٹی کے رسالے نور الاسلام نے قادیانی خلافات کے مدلل جواب دئے۔ اور نام نہاد خالد احمد بیت اللہ دتہ جان نہری کا ناطقہ بند کئے رکھا۔ ۱۹۳۶ء میں شیخ جامعہ الازہر نے مصر کے وزیر داخلہ سے پرزور مطالبہ کیا کہ قادیانیت کی تبلیغ اور لٹریچر کی تقسیم پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔

ادھر عراق میں قادیانیت کا سخت احتساب جاری تھا۔ یہودی ہائی کمشنر عراق سر گلبرٹ کلیٹن (۱۹۲۹ء) کے بعد قادیانی تخریب کار ہائی کمشنر فرانسس ہفرے کے شہ پر آزادی پسندوں کی اسٹیمپس اور تخریب کاری میں ملوث تھے۔ ۱۹۳۵ء کے لگ بھگ حاجی عبداللہ معراج دین۔ سابق سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی ڈی۔ بند اور احمد فرقانی کھلے طور پر برطانوی سرکار کی خدمات انجام دے رہے تھے۔ احمد فرقانی کی مسلسل تشویش ناک سرگرمیوں کی وجہ سے اسی سال کے اوائل میں قبل کردیٹولف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں:-

جنوری ۱۹۳۵ء کے وسط میں عراق کے ایک نہایت مخلص احمدی حضرت شیخ احمد فرقانی کا ساتھ شہادت پیش آیا۔ جس کی اطلاع ایک احمدی عرب نوجوان الحاج عبداللہ صاحب (یہ نوجوان ایک لمبا عرصہ قادیان میں علم دین سیکھنے کے بعد ان دنوں اپنے وطن میں مصروف تبلیغ تھے۔ حاشیہ) کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں پہنچی۔ چنانچہ انہوں نے ۱۰ ارشوال ۱۳۵۳ھ (مطابق ۱۶ جنوری ۱۹۳۵ء) کو رضی لکھا کہ آج بغداد سے ایک خط موصول ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ شیخ احمد فرقانی جو عرصہ سال

سے احمدیت کی وجہ سے ظلم و ستم برداشت کرتے آ رہے تھے۔ اور بن کاعراقیوں نے بائیکاٹ کر رکھا تھا، شہید کروائے گئے۔ آپ بغداد سے قریباً دو سو میل کے فاصلے پر لواد کر کوک گاؤں میں بودوباش رکھتے تھے۔ جب میں (مرزا محمود) بغداد میں تھا تو کئی سفتے میرے پاس آ کر رہے تھے۔

فروری ۱۹۳۶ء میں اللہ رتہ قادیان پہنچے۔ قادیانی نیم فوجی تنظیم نیشنل لیگ کورز کے باوردی والینیز نے مرزا گل محمد سالار حبیب کی زیر کمان آپ کا استقبال کیا۔ ولی اللہ شاہ اور سرور شاہ نے نارہنہ مانے۔ مرزا محمود بنفس نفیس آپ کی پذیرائی کے لئے آئے۔ الفصنل قادیان نے اس موقع پر لکھا کہ ”آپ نے بلا دعر بیہ میں ایک بہت بڑی تعداد کو احمدیت میں داخل کرنے کے علاوہ حیفہ میں ایک احمدیہ سکول قائم کیا۔ مسجد احمدیہ کی تکمیل کی۔ پریس اور رسالہ البشیری جاری کیا اور چار ایکڑ زمین صدر انجمن احمدیہ کے نام رجسٹری کرائی گئی۔“

**قادیانی فریب کار** مولانا محمد یوسف بنوری نے ۱۹۶۶ء میں ایک کتابچہ ”ربوہ سے تل ابیب“ تک تالیف فرمایا۔ جس میں قادیانیوں کے اسرائیل سے روابط پر روشنی ڈالی گئی

تھی۔ الفرقان ربوہ نے، جس کے مدیر انجمن ابوالعطاء اللہ رتہ تھے۔ اس کا ایک بھونڈا جواب جماعت احمدیہ اولہ اسرائیلی حکومت ”نمبر کی صورت میں دیا۔ یہ جواب مرزا غلام احمد کے پوتے مرزا طاہر احمد کے ایک طویل مضمون پر منتقل ہے اور اسے کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا ہے۔

اللہ رتہ، ماہنامہ الفرقان ربوہ بابت تاریخ اپریل ۱۹۶۶ء کے شمارے ’اسرائیلی حکومت نمبر‘ میں مولانا بنوری کے کتابچے سے مندرجہ ذیل عبارت نقل کرنے کے بعد اس پر تبصرہ فرماتے ہیں:-

”انگریزوں نے براہ راست یا یہودی کی معرفت جماعت احمدیہ فلسطین کی وساطت سے قادیان

روپیہ بھجوایا اور سب سے زیادہ رقم فلسطین کی قادیانی جماعت نے مہیا کی؟

(کتابچہ، ربوہ سے تل ابیب تک) مؤلفہ حضرت مولانا بنوری۔

**ابوالعطاء کا تبصرہ** ”میرے عرصہ خدمت اسلام میں جب مرکز سلسلہ سے تحریک جدید شروع ہوئی تو فلسطین کی ترویج جماعت اور ہمارے سلسلہ کی طلباء نے اپنے اخلاص سے

جو چار صد شنگ اور آٹھ شنگ چھو بھیجا تھا دشمن دین آنکھوں (جناب بنوری وغیرہ) نے اسے  
 کر ڈیا اور یہ قرار دیا۔ اور سراسر مجھوٹا قصہ اختراع کیا ہے۔ جس پر محترم صاحب زادہ طاہر احمد صاحب  
 کے مقالے میں دلچسپ تبصرہ شامل اشاعت ہے۔ ۱۰

مرزا طاہر احمد نے مولانا بنوری کی عبارت پر ان الفاظ میں خیال آرائی فرمائی۔

یہاں اہم ترین سوال یہ ہے کہ یہ خطیر رقم جو فلسطین سے خلیفہ قادیان کو وصول ہوئی کہاں سے  
 آئی اور کس نے مہیا کی؟ کیا یہ رقم محدودے چند افراد نے مہیا کر دی تھی جو اسلام سے مرتد ہو کر قادیانی  
 امت میں شامل ہو گئے تھے؟ کیا ان کی مالی حیثیت اس قدر مستحکم ہو گئی تھی کہ وہ اپنے علاقے میں وسیع  
 اخراجات برداشت کرنے کے بعد ایک بہت بڑی رقم خلیفہ قادیان کی خدمت میں نذر کر دیتے؟ جو شخص  
 واقعات کو عقل و فہم کی میزان میں تولنے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ اس کا جواب نفی میں دے گا۔ ۱۱

راقم الحروف نے مضمون کی اشاعت کے بعد آنجنابی ابو العطاء جالندہری کی خدمت میں ان کی ایک  
 تقریر اور دیگر بہت سے سوال پیش کئے۔ اور آپ سے عرض کیا کہ کیا ان شواہد کے بعد بھی وہ فلسطین  
 مشن کے شرمناک کردار اور سامراجی جیسہونی مالی اعانت سے انکار کرنے کی جسارت کر سکتے ہیں؟ لیکن  
 مرتے دم تک انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اب ہم دیگر قادیانی فریب کاروں اور برطانوی جیسہونی گشتے  
 کی ذریت کی بددیانتیوں کی وضاحت کے لئے اللہ رتہ کی ایک تقریر نقل کرتے ہیں انہوں نے بڑے  
 زور دار انداز میں دعویٰ کیا کہ فلسطین کی جماعت ہزار ہا روپیہ سالانہ چندہ دے رہی ہے۔ اس تقریر کی روشنی  
 میں مرزا طاہر احمد اپنے سوالات کا جواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ رتہ فرماتے ہیں:

بھائیو! اللہ تعالیٰ نے نصیحت صدی پیشتر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل فرمائی  
 یہ دونوں کاب ابدل الشام کہ ملک شام کے ابدال و انقلاب تیرے لئے دعائیں کہتے ہیں فلسطین شام ہی کا  
 حصہ ہے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے تبلیغی سفر یورپ  
 سے واپسی پر اٹائل ۱۹۲۵ء میں جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ اور جناب مولوی جمال الدین  
 صاحب شمس کو دمشق روانہ فرمایا۔ ۱۹۲۸ء کے شروع میں جناب شاہ صاحب واپس تشریف لاکے تھے

جناب مولوی شمس صاحب پرغبر سے حملہ ہوا اور وہ سخت زخمی ہوئے محض اللہ کے فضل سے جان بچوئے تب فریج گورنمنٹ نے عوام کے شور سے ڈر کر شمس صاحب کو دمشق چھوڑنے پر مجبور کیا۔ اور حضرت امیر المؤمنین ایڈہ اللہ بنصرہ العزیز کے حکم سے وہ حیفہ فلسطین میں تشریف لے گئے۔ انہوں نے وہاں نہایت محنت اور جان کا ہی سے پیغام احمدیت پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وہاں شاندار کامیابی عطا فرمائی چنانچہ الہی نواہتوں کے مطابق کرمل پہاڑ پر احمدیہ جماعت قائم ہو گئی۔ ۱۳ اگست ۱۹۳۱ء کو حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی ایڈہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے خاکسار فلسطین روانہ ہوا۔ شمس صاحب ہندوستان تشریف لے آئے۔ خاکسار نے ستمبر ۱۹۳۱ء سے فروری ۱۹۳۶ء تک بلا مدعا یہیں اسلام و احمدیت کا پیغام بندگانِ خدا تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے فلسطین میں جمعیت کنندگان کی تعداد کا اندازہ پانچ صد نفوس ہے۔ وہاں پراگھدی لڑکوں کے لئے مدرسہ ہے۔ احمدی لڑکیوں کے لئے علیحدہ مدرسہ احمدیہ ہے۔ جماعت کا اپنا پریس ہے جس میں عربی، انگریزی اور عبرانی ہر قسم کی کتابیں اور اشتہارات شائع ہوتے ہیں۔ بیہود و نصاریٰ کو تبلیغ اسلام کی جاتی ہے عربی بولنے والی ساری دنیا میں وہاں سے لٹریچر بھیجا جاتا ہے۔ اوائل ۱۹۳۲ء سے ماہوار رسالہ البشریٰ جاری ہے۔ فلسطین کی جماعت نہایت مخلص جماعت ہے وہ ہزار ہا روپیہ سالانہ چندہ دے رہے ہیں۔ متعدد اصحاب نے اپنی آمد میں بلا اور چاہک کی وصیت کر دی ہے۔ بعض دوستوں نے اپنے بچوں کو وقف کیا ہے۔ تاکہ وہ قادیان آکر تعلیم حاصل کریں۔ اور سلسلہ کے مبلغ ہوں۔

## فصل ہفتم نئے مبلغ نئے فتنے

مسلح قادیانی

۱۹۳۶ء کے اوائل میں اللہ رتہ جانڈہری کی جگہ محمد سلیم کا تقریباً پورے فلسطین مبلغ ہوا آپ فروری ۱۹۳۶ء میں فلسطین پہنچ گئے۔ آپ کے تقرر کے تقریباً دو ماہ بعد فلسطین کی سیاسی جماعتوں کا اتحاد ہو گیا اور انہوں نے اپنے حقوق کے تحفظ کی تحریک تیز کر دی فلسطینی مجاہدوں کے گروہ مفتی اعظم فلسطین امین الحسینی کی اپیل پر مجاہد فلسطین میں حصہ لینے لگے۔ مجاہدین کی اپیل پر پورے فلسطین میں عام ہڑتال

کی گئی اور تمام کاروبار معطل کر دئے گئے۔ اتنی کامیاب ہڑتال اور عدم تعاون کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ مزید یہ کہ مفتی اعظم فلسطین کے ایک ساتھی مجاہد شیخ عزیز الدین القسام نے مسلح بغاوت کر دی ہے۔ یہودی، برطانوی حکومت کی مدد سے فوجی تربیت حاصل کر رہے تھے۔ انہوں نے مغرب کی یہودی اسکول سائز کمپنیوں سے جدید قسم کا اسلحہ خریدا اور ایک پیشینہ و رخصیہ یہودی ایجنٹ لیپٹن ون گیٹ کی خدمات حاصل کیں۔ اس رسوائے زمانہ یہودی نے جو مہدی سوڈانی کے خلیفہ کو شہید کرنے کا ذمہ دار تھا اور قاہرہ ملٹری انٹلی جنس سے وابستہ رہ چکا تھا۔ یہودیوں کو زبردست فوجی تربیت دی۔ اور انہیں ایک تاریخی فوج (Punitiva detachment) بنا ڈالا۔ جس کا کام برطانیہ کی اس سیٹیلمنٹ فوج کی بھرپور مدد کرنا تھا جو مارشل لاد کے دوران امن قائم کرنے اور عام حالات میں نظم و نسق بحال کرنے کے لئے قائم کی گئی تھی۔ یہودیوں کو خود حفاظتی کے نام پر شناخت گنیں رکھنے کی پوری آزادی تھی۔ صیہونی رہنماؤں گوریوں کا ایڈوائس اور عزرائیل پر لگھڑا ہے کہ صیہونی دستوں نے ایک طرف تو عربوں کی تحریک کو کچلا تو دوسری طرف برطانوی انتظامیہ کو مفلوج کر کے رکھ دیا۔ اس کے مقابلے پر عرب بڑی بے سرو سامانی کی حالت میں محدود پیمانے پر گوریلا تربیت حاصل کر رہے تھے۔ گلیل۔ نابلس۔ جنین تکام اور جافہ میں ان کے چند مراکز قائم تھے۔ وہ بھی قادیانیوں کی استحصالی زد میں تھے۔

انٹورپ کے وسط تک عام ہڑتال جاری رہی۔ سول نافرمانی اور یہودی مال کے بائیکاٹ کی تحریک نے برطانوی حکومت کو سخت پریشان کر دیا۔ تاریخ میں فلسطینی مجاہدین کی اس کامیاب جدوجہد کو بغاوت، غلطی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس سے بعض مثبت نتائج نکلنے کی توقع تھی لیکن سعودی عرب کے شاہ سعود، عراق کے فرماں روا غازی، اور شرق اردن کے شاہ عبداللہ نے تحریک کی پر زور حمایت کے ساتھ ساتھ مفتی اعظم فلسطین کو مجبور کیا کہ اسے ختم کر دیں۔ کیونکہ برطانوی حکومت مذاکرات پر آمادہ ہے۔ انگریزوں نے نہایت بیماری سے کام لیتے ہوئے ڈبلیو۔ آر۔ پیل کی صدارت میں ایک کمیشن کے تقرر کا اعلان کر دیا ہے۔

۱۔ سیارہ ڈائجسٹ لاہور نومبر ۱۹۴۷ء ۲۔ پارس، ملٹری آف پبلسٹیشن لندن ۱۹۴۹ء ص ۳۲۳  
 ۳۔ وائی ایوانو۔ کاشن زیونزم، ماسکو ص ۷۸ ۴۔ این سکولوا، ملٹری آف زیونزم۔ لندن



اس عظیم تحریک کے دوران قادیانیوں نے نہایت شرمناک کردار ادا کیا۔ انہوں نے ہائی کمشنر سر مانچوپ کی ہدایت پر پورا پورا عمل کیا۔ اور مرزا محمود کے ان احکامات کی بجا آوری میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی جو وہ وزیر نوآبادیات آرمزبری گورنر سے وصول کر کے فلسطین مشن کے مبلغ کو روانہ کرتے تھے۔ قادیانی مہذبوں کے دوش بدوش حریت پسندوں کے خلاف صف آراء رہے۔ انہوں نے شٹاٹ گن اور دیگر اسلحہ رکھنے کی قانونی اجازت حاصل کر لی۔ جب کہ فلسطینی عربوں کو کسی قسم کا اسلحہ رکھنے کی اجازت نہ تھی اور معمولی اسلحہ برآمد ہونے پر بھی مارشل لا کی عدالتیں انہیں سخت سزائیں دیتی تھیں۔ قادیانی دہشت پسندوں کا سرخیل محمد صالح نامی شخص تھا جو جیوش ایجنسی کا تنخواہ دار ملازم تھا۔ اس شخص کی سرگرمیوں کے باعث حریت پسندوں کو دو محاذوں پر لڑنا پڑتا۔ ایک تو وہ یہودیوں کا مقابلہ کرتے دوسرے قادیانی دہشت پسندوں کے خلاف نبرد آزار رہتے۔ مولوی محمد سلیم کی رپورٹ کے ایک اقیاس سے اس حقیقت کو جاننے میں مدد ملے گی۔ آپ لکھتے ہیں۔

جمہوریت احمدیہ کی باہر کے ایک نہایت ہی مخلص احمدی السید محمد صالح کے مکان پر چھ ماہ کے اندر اندر بعض بدقماش فتنہ پرداز (مفتی اعظم کے حریت پسندوں کے لئے یہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ مؤلف) لات کے وقت دو دفعہ مسلح حملہ کر چکے ہیں۔ اور گورنر دو دفعہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ناکام نامراد کیا تاہم ہمارے لئے بہت مزوری ہو گیا کہ بہ حد امکان اپنی حفاظت کا انتظام کریں۔ چنانچہ ہم نے ڈپٹی کمشنر نارورن ڈسٹرکٹ حیدر آباد کی خدمت میں ایک مفصل چٹھی لکھی اور اسلحہ رکھنے کی اجازت چاہی مگر کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ آپ نے جواب دیا کہ ہم نے متعلقہ پولیس کو ہدایت کر دی ہے کہ ہفتہ میں کم از کم دو دفعہ کباہیر کو اپنی گشت میں شامل کرے۔ حادثہ کے متعلق تحقیقات ہو رہی ہیں۔ یہ جواب غیر تسلی بخش تھا۔ اس پر دوسرا حادثہ مستزاد ہمیں زیادہ تک دو سے کام لینا پڑا۔ اور اسٹنٹ کمشنر حیدر آباد سے ملاقات کر کے حالات بیان کئے گئے۔ اور احمدیت کی مختصر تاریخ سے ان کو آگاہ کیا گیا۔ آپ مذہباً مسلمان تھے۔ اس لئے توجہ سے ہمارا پیغام سنتے رہے بالآخر آپ نے ہمیں اسلحہ رکھنے کی اجازت دے دی۔

قائم مقام اسٹنٹ کمشنر دائرۃ المہاجر حیدر آباد یہودی ہیں ان سے ملاقات کر کے احمدیت لفظ نظر سے فلسطین کی موجودہ سیاسی شورش پر تبصرہ کیا گیا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔

جو امن و سلامتی کا حقیقی علمبردار ہے اور جس نے بہرحال میں ہر قسم کے جانی دشمنوں کے حق میں بھی عمل و انصاف اور گنجائشِ رحم سے کام لینے کی تعلیم دی ہے۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک اس سے گفتگو ہوتی رہی۔ آخر میں آپ نے وعدہ کیا کہ سلسلہ کا لٹریچر انہیں دیا گیا تو ضرور مطالعہ کریں گے۔

انصاف اللہ نے مختلف دیہات میں دورے کئے اور تبلیغی لٹریچر تقسیم کیا۔ طبرہ۔ حیفاف۔ منشیہ۔ حکاک اور کھلی فضا میں عربوں کے خیموں میں پونچ (پہنچ) کرا احمدیت کا پیغام پونچیا یا (پہنچایا) انصاف اللہ میں سے سید محمد صالح۔ سید عبدالغفار صالح۔ سید محمود صالح۔ سید عبدالملک۔ شیخ حسین علی۔ شیخ عبدالرحمن برباوی کی مساعی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان سب دوستوں نے کم و بیش اڑائی صد ٹریکٹ و اشتہارات تقسیم کئے۔ ان دوروں کے نتیجے میں مختلف دیہات سے بعض لوگ بغرض تحقیق مرکز میں آئے۔ انہیں اچھی طرح تبلیغ کی گئی اور لٹریچر پڑھنے سے مطالعہ دیا گیا۔

اس اقتباس پر ہم کسی قسم کی رائے زنی نہیں کرتے۔ اس کے بین السطور قادیانی پالیسی اور عربی مظلومین کے متعلق ان کے خیالات معلوم کئے جاسکتے ہیں۔ خاص طور پر یہ بات ملاحظہ کریں کہ اس مساعی دور میں جب کہ سحر کب آندادی ایک نازک موڑ اختیار کر گئی تھی قادیانی کس شہرناک طریقے سے ٹپے پٹے پہنچا رہے تھے ان کے خیموں میں پہنچ کر ان کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالتے انہیں اپنی محسن برطانوی سرکار کی اطاعت کا درس دیتے اور ان کی سرگرمیوں پر اطلاع رکھتے تھے۔

اگست ۱۹۳۶ء میں ڈبلیو آریپیل کی صدارت میں قائم ہونے والے رائل کمیشن رپورٹ

کمیشن نے ۸ جولائی ۱۹۳۷ء کو اپنی رپورٹ پیش کر دی۔ جنوری ۱۹۳۷ء تک کمیشن فلسطین میں تحقیقات کرتا رہا لیکن کسی بھی فلسطینی جماعت یا فرد نے ان سے تعاون نہ کیا اور مکمل بائیکاٹ کا اعلان کیا۔ البتہ قادیانیوں نے کمیشن سے تعاون کیا۔ اور انہیں اپنی جماعت کی طرف سے میمورنڈم روانہ کئے۔

رائل کمیشن کی رپورٹ بیک وقت ہندوستان اور انگلستان سے شائع کی گئی۔ رپورٹ میں عربوں کے دو مطالبات یعنی آئندہ یہود کو فلسطین میں داخل نہ ہونے دیا جائے اور فلسطین، اہل فلسطین

کے سپرد کر دیا جائے یکسر مسترد کر دیئے گئے۔ رپورٹ میں فلسطین کے مسئلہ کے عوامل کا جائزہ لینے کے بعد سفارشات کی گئی کہ اس علاقے کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ شمالی فلسطین اور سمندر کے ساتھ کا علاقہ یہودیوں کے قبضہ میں رہے۔ درمیان میں ایک مختصر سا قطعہ حکومت برطانیہ کے انتداب میں ہو اور بقیہ علاقہ عربوں کو دے دیا جائے۔

عربوں نے تقسیم فلسطین کے کسی بھی منصوبے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اور واضح کیا کہ جس کمیشن کا انہوں نے بائیکاٹ کر رکھا تھا اس کی رپورٹ کو ماننے کا سوال ہی خارج از بحث ہے یہودیوں نے اس رپورٹ کو بالکل غوراً اعلان (۱۹۱۷ء) کے منافی قرار دے کر مسترد کر دیا۔ عرب پریس اور ہندوستان کے مسلم پریس نے اس رپورٹ کی شدید مخالفت کی۔ اور تقسیم کے منصوبے کے مضمرات پر روشنی ڈالی۔ پنجاب اور یوپی اسمبلی میں اس رپورٹ پر تحریک التوا پیش کرنے کی کوشش کی گئی جنہیں حکومت نے پیش نہ ہونے دیا۔ پنجاب پروانشل مسلم لیگ کے اجلاس میں ۲۴ جولائی ۱۹۳۷ء کو اس مسئلہ پر علامہ اقبال کا ایک فاضلانہ بیان پڑھ کر سنایا گیا۔ جو تقسیم کی مذمت میں تھا۔

الفضل تادیباں نے بھی رائل کمیشن کی رپورٹ پر ایک مختصر سا تبصرہ کیا جس میں رپورٹ کے پس منظر پر روشنی ڈالنے اور تقسیم کے فارمولے کا ذکر کرنے کے بعد کہا گیا۔

شہرہ ناک ادارہ یہ

سوال یہ ہے کہ کیا فلسطین کے حصے بخرے برطانیہ کے عدل و انصاف کے لئے روا اور اہل فلسطین کے لئے باعث اطمینان ہو سکیں گے۔ اس کا فیصلہ مستقبل کرے گا۔

مسلم لیگ مجلس احرار۔ جمعیتہ العلماء ہند اور دیگر سیاسی جماعتوں اور اکابرین نے فلسطینی مجاہدین کی تحریک کی پزیر و حمایت کا اعلان کیا۔ بڑے بڑے شہروں میں فلسطین کا نفر نسیں منعقد کیں اور برطانوی سامراج کی سیاسی چیرہ دستیوں اور زلیثہ دوانیوں کو بے نقاب کیا گیا۔ تحریک خلافت سے بے کر بعد کے ہر زمانے میں اسلامیان ہند نے عربوں کی جدوجہد آزادی کے حق میں آواز بلند کی۔ جلسے کئے جلوس نکالے، گرفتاریاں دیں، جیلیں بھریں اور برطانوی سامراج کو ثابت کر دکھایا کہ مسلمان دنیا کے کسی

حقے میں بھی ہوں وہ ایک دوسرے کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں۔ مسلم لیگ نے مجموعی طور پر فلسطین کے حق میں اٹھارہ ریزولوشن پاس کئے۔ یہ کانگریس نے بھی فلسطینی تحریک حریت کی حمایت میں مختلف مواقع پر قرار دادیں منظور کیں۔

اکتوبر، ۱۹۴۷ء کے اجلاس منعقدہ لکھنؤ میں مسلم لیگ نے فلسطین میں برطانوی پالیسی کو دہوکہ دہی پر مبنی قرار دیا۔ اور تقسیم کے منصوبے کی پرزور مذمت کی۔ فلسطین کے مسئلے پر مسلم سیاسی جماعتوں کی طوت سے مندرجہ ذیل مطالبات پیش کئے جاتے رہے۔

① تقسیم فلسطین خواہ کسی صورت میں ہو مسلمانان ہند سے قبول نہیں کریں گے۔ فلسطین، اہل فلسطین کا ہے۔

② سرآغا خاں، صدر اسمبلی لیگ مسئلہ فلسطین میں مسلمانان ہندوستان اور مسلمانان عالم کے جذبات کی یگانگت نیشنلزمین ترجمانی کا فریضہ ادا کریں۔

③ ایک وفد اسلامی اور یورپی ممالک کو بھیجا جائے تاکہ مسلمانان ہند کے جذبات کی فلسطین کے مسئلے پر ترجمانی کرے اور تقسیم فلسطین کے خلاف رائے عامہ بیدار کرے۔

④ برطانیہ سے مطالبہ کیا جائے کہ مشرقِ قریب اور مشرقِ وسطیٰ کے متعلق اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرے اور لیگ آف نیشنز سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ طاقت ور حکومتوں کے جبر و استبداد سے مجبور اور چھوٹی اقوام کو بچانے کے لئے تدابیر اختیار کرے۔

⑤ برطانیہ کی انتہائی حکومت فلسطین میں ان ذمہ داریوں کی سرانجام دہی میں قاصر رہی ہے جو باشندگان فلسطین کے شہری اور مذہبی حقوق کے تحفظ کے لئے لیگ آف نیشنز نے اس کے سپرد کئے تھے۔ اور فلسطین کے باشندگان کے سیاسی حقوق میں اس نے مداخلت کی ہے۔ لہذا لیگ کو انتداب فلسطین کا خاتمہ کر کے ارض مقدس کو اس کے باشندوں کے حوالہ کر دیا جائے۔

ان مطالبات کے حق میں مجلس عمل آف انڈیا فلسطین کانفرنس نے ۳ ستمبر ۱۹۴۷ء کو یوم فلسطین

منیاء جلسے منعقد کئے اور جلوس نکالے۔ چونکہ مجالس عمل اور فلسطین کانفرنسوں کے نتیجے میں انگریز کے خلاف نفرت کے جذبات ابھرتے تھے۔ ان کے سامراجی تسلط اور بدعہدیوں کا پول کھلتا تھا۔ ان کی عرب دشمن پالیسی اور فلسطینی مجاہدین کے حقوق غصب کرنے کے اقدامات کی تشہیر ہوتی تھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ فلسطین کے مسئلہ کو بین الاقوامی حیثیت حاصل ہوتی تھی۔ اس لئے اخبار الفضل قادیان نے بلا واسطہ طور پر برطانوی سامراج کے سیاسی مظالم اور عرب دشمن پالیسیوں کا دلچسپ کرنا اور ان کا جواز تماشے کے لئے فلسطین کانفرنسوں کے انعقاد کو نشاۃ ثانیہ اور تہذیب بنا دیا۔ اس نے الزام لگایا کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ فلسطین کانفرنس منعقد کر کے چندے کھاتا اور نائشی قراردادیں پاس کر دیتا ہے۔ کانفرنسوں کے ٹکٹ فروخت کر کے روپیہ ہضم کر لیا جاتا ہے۔ کلمتہ میں منعقد ہونے والی فلسطین کانفرنس اور اس کی قراردادوں، جن کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے، کو درج کرنے کے بعد الفضل نے لکھا:-

اسان قراردادوں کو عملی جامہ پہنانے کے نام سے چنیدہ طلب کیا جائے گا۔ اور پھر اگر وہ اسی مقصد کے لئے صرف کیا جائے تو بھی یہ بے نتیجہ کام ہو گا۔ بڑی ایک آئٹنیشن میں شنوائی ہوگی دیورین ممالک ہندوستانی مسلمانوں کے وفد کے پہنچنے پر فلسطین کو برطانیہ کے انتداب سے آزاد کرانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ نہ برطانیہ اپنی پالیسی بدلنے کے لئے تیار ہوگا پھر اس ضیاع مال و اوقات سے کیا فائدہ؟ اور اس طرح اپنی بے وقوری کرانے کی کیا ضرورت؟ مگر کوئی نہ کوئی شناخت اس قسم کا کھڑا ہی رہتا ہے اور مسلمانان ہندنا کامیوں اور نامرادیوں کے کچھ ایسے عادی ہو چکے ہیں انہیں ناکامی کا کچھ احساس ہی نہیں ہوتا اور اس طرح روز بروز ان کی قوت عمل سلب ہوتی جا رہی ہے۔

کاش وہ لوگ جو مسلمانوں کے لیڈر بنے ہوئے ہیں اس طرح توجہ کریں اور بے نتیجہ باتوں میں مسکراؤں کو ابھانے اور ان کا مالی اور جانی نقصان کرانے کی بجائے ان کی اندرونی اصلاح و ترقی کے لئے کوشش کریں۔ ان کی تعلیم اور اتحاد کو مضبوط بنائیں تاکہ مسلمان زندہ قوم کہلائیں۔ اور ان کی کسی بات کا کسی پر اثر بھی ہو۔

## قادیانی مجاہد

ہندوستان میں یہ مذموم پروپیگنڈا کیا جا رہا تھا تو فلسطین میں مسلم اتحاد کے خلاف سازش جاری تھی عرب پارٹیوں کے اتحاد اور ان کے مؤثر سیاسی کردار کے پیش

نظر مزاحمہ نے اوائل مئی ۱۹۳۷ء میں ایک قادیانی محمد صدیق مجاہد کو ایک جدید سکیم کے تحت فلسطین روانہ کیا۔ تاکہ وہ قادیانی مبلغ محمد سلیم کا ہاتھ بٹا سکے۔ نئے قادیانی مبلغ نے جیفہ جاتے ہوئے ایک روز قاہرہ میں احمد علی آفندی کے پاس قیام کیا اور پھر حیفہ پہنچے۔ اس سے قبل ایک اور قادیانی ڈاکٹر نذیر احمد حبشہ سے فلسطین مصر و شام کے سیاسی دورے پر آئے ہوئے تھے ان قادیانیوں کی تمام تر توجہ شام میں منعقد ہونے والی عرب ممالک کی کانفرنس پر مرکوز تھی اور جب تک یہ کانفرنس ختم نہ ہوئی یہ لوگ فلسطین ہی میں ٹکے رہے۔ ان امور کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی جس سے آپ اندازہ لگا سکیں گے کہ قادیانی مبلغوں نے کن کن نادیوں سے فلسطین کے مسئلے پر صیہونیوں کے مفادات کا تحفظ کیا اور قادیان کے قصر خلافت کے ٹیکٹیٹرمزنا محمود وزیر نوآبادیات آرمینی گور۔ انڈیا آفس اور جیوش ایجنسی فلسطین کے اکابر کے باہم کس طور پر ربط ضبط پایا جاتا تھا۔

## عرب کانگریس شام

۸ ستمبر ۱۹۳۷ء کو بلووان (شام) میں عرب ممالک کے تقریباً چار سو غیر سرکاری نمائندوں نے ایک کانگریس بلووانی تاکہ فلسطین کی سیاسی صورت حال کا

جائزہ لیں اور آزادی کا ایک نیا لائحہ عمل تیار کریں۔ عرب نمائندوں نے رائل کمیشن کی سفارشات کو مسترد کر دیا۔ اور برطانیہ کی انتہائی حکومت کی سیاسی ریشہ و دوانیوں اور صیہونی عزائم کی تکمیل کے لئے اختیار کی گئی عرب دشمن پالیسی کی مذمت کی۔ شام کانگریس نے مندرجہ ذیل مطالبات پیش کئے۔

① برطانیہ فلسطین پر انداب ختم کرے۔

② فلسطین میں آزادی ریاست قائم کی جائے جو برطانیہ سے برابری اور خود مختاری کی بنیاد پر معاہدہ کرے۔

③ یہود کے قومی وطن کے قیام کی برطانوی پالیسی کو ختم کیا جائے۔ اور ان کی آباد کاری کا سلسلہ

موقوف کیا جائے۔

④ تقسیم فلسطین کسی صورت میں قابل قبول نہ ہوگی۔

⑤ یہود، عرب ریاست میں ایسی اقلیت کے طور پر رہیں جن کے تمام بنیادی حقوق محفوظ رہوں۔

بلوڈان کانگریس نے فلسطین کی ایک مستقل تنظیم (The Jewish Agency) کے قیام

کی ضرورت پر زور دیا تاکہ فلسطینی عربوں کو معاشی امداد بہم پہنچائی جاسکے۔ اور دنیا کو ان کے جائز مطالبات سے روشناس کرایا جائے۔ یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ ابتداً یہودی مال اور تجارتی اداروں کا مقابلہ کیا جائے۔ اور رفتہ رفتہ برطانوی مال اور اداروں کا بھی بائیکاٹ کر دیا جائے۔

شامی حریت پسندوں کے فلسطینیوں سے گہرے روابط تھے۔ ہر کٹھن موقع پر فلسطین کی تحریک آزادی کو تیز کرنے کے لئے شامی مجاہدین کو مدد دینے کے لئے اور اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کرتے تھے۔ شام میں قادیانی مشن کے انچارج منیجر محضی ان شامی مجاہدوں کی سرگرمیوں پر اطلاع رکھتے تھے اور فرانسیسی استعمار کو قوم پرست پارٹیوں کی سیاسی کارروائیوں سے آگاہ کرتے رہتے تھے۔ اس کا نفرنس کے انعقاد کے دوران فلسطین مشن کے مولوی محمد سلیم۔ مجاہد تحریک جدید محمد صدیق، ڈاکٹر ندیر احمد۔ اور شام کے مشن کے انچارج منیجر محضی کانگریس کے نمائندوں سے رابطہ پیدا کر کے خفیہ طور پر یہودیوں کے لئے لابی اٹم کر رہے تھے۔ انہوں نے جیوش ایجنسی اور برطانوی اٹلی جنس کے پہلو پہلو کام کیا۔ فرانسیسی ڈپٹی گورنر شام دین داماتل (Damian de Marcell) نے قادیانی عناصر سے پورا پورا تعاون کیا۔ کیونکہ یہ ان کے اپنے استعماری مفاد میں تھا کہ ایسی رجعت پسند سیاسی تنظیموں کی پشت پناہی کر کے آزادی کی تحریکات کو کچلیں۔

یکم اکتوبر ۱۹۳۷ء کو برطانیہ نے عرب بائیکاٹ کمیٹی کے مقتدر لیکن کو گرفتار کر لیا۔ گرفتار شدگان میں کمیٹی کے سکریٹری فواد سیا ڈاکٹر خالدی، نمبر کمیٹی، عرب بینک کے منیجر، نوجوان فلسطین کی یونین کے صدر یعقوب جمینی اور عرب عالم و

دسیاسی رہنما علامہ صاحبی شامل تھے۔ دنیا سے فلسطین کے مواصلاتی روابط منقطع کر دئے گئے۔ اخبارات پر سخت سنسر شپ عائد کر دی گئی۔ اکثر فلسطینی رہنما جزائر سیسیلی میں جلا وطن کر دئے گئے۔ یہ مفتی اعظم فلسطین امین الحسینی کو سپریم کونسل کی صدارت اور جنرل کمیٹی کی رکنیت سے محروم کر دیا گیا۔ آپ نے مسجد اقصیٰ میں پناہ لی اور قادیانی، برطانوی اور صیہونی اسٹیج جنس کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ایک یادیانی کشتی میں لبنان چلے گئے۔ جہاں سے مجاہدین کی قیادت فرماتے رہے۔

لبنان کے قیام کے دوران آپ نے نومبر ۱۹۳۷ء میں فلسطین میں ایک اور تحریک چلوادی جس کے نتیجے میں برطانیہ کو مارشل لگا کر اس نئی تحریک کو تشدد سے کچلنا پڑا۔ عرب ہائر کمیٹی اور اس سے متعلقہ تمام جماعتوں کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا۔

الفضل قادیان ۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء کے ایشوع میں رقم طراز ہے۔  
 فلسطین میں قتل و غارت اور دہشت انگیزی پھیلانے والے لوگوں کی جماعت اکثر شام کی سرحد کو عبور کر کے فلسطین میں داخل ہوتی تھی۔ اور مقامی دہشت پسندوں سے اتحاد و تعاون کر کے امن کو تباہ کرتی تھی۔ لیکن حکومت نے سرحدات پر کڑی نگرانی بٹھادی ہے۔ اور فرانسسیسی حکومت کا تعاون حاصل کیا جا رہا ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو سرحد فلسطین میں آنے سے روکے۔

**یلودان کا نفرس**  
 یلودان میں انسداد صیہونیت کانگرس نے یہودیوں کے خلاف نہایت ہولناک اور دہشت افزا و شجاذ و برہمنظور کی تھیں۔ لیکن حکومت کی موجودہ حکمت عملی ان شجاذ و برہمنظور کا فائدہ کر دے گی۔ تمام عرب رہنما حراست میں لے لئے گئے ہیں اس لئے ایسی سرگرمیوں کا رونما ہونا اب قرین فیاس نہیں رہا۔

**قادیانی صاحبزادوں کا ورود مصر**  
 برطانوی سامراج کے مظالم اور تحریک آزادی فلسطین کو کچلنے کے غیر معمولی حربوں کے باوجود مجاہدین کے حوصلے پست نہ ہوئے۔ جنوری ۱۹۳۸ء میں برطانیہ نے تقسیم کے منصوبے کو ترک کر کے جان و دھنڈ



کی زیر صداست ایک کمیشن کے تقرر کا اعلان کیا۔ مارچ میں سر آر تھر وانچوپ کی جگہ مرٹریڈ میک  
 بائیکل کو نیا ہائی کمشنر مقرر کیا گیا۔ جس نے ایک سخت پالیسی اپنائی اور فلسطین میں برطانوی فوج  
 کی تعداد ۲۵ ہزار سے بڑھا کر تیس ہزار کر دی۔ جون میں ایک دہشت پسند یہودی سیلمان  
 بن یوسف کے قتل کے واقعہ نے حالات کو بہت خراب کر دیا۔ یہودی یروشلم۔ حیفا اور جافا  
 کے تجارتی مراکز پر حملے کرنے لگے۔ عرب مجاہدین نے مفتی اعظم کی رہنمائی میں زبردست جوانی حملوں  
 کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مفتی موصوف شام سے تحریک آزادی کی قیادت کر رہے تھے۔ بننے  
 ہائی کمشنر کی تمام توجہ اس بات پر مبذول تھی کہ کہیں عرب مجاہدین برطانوی نظم و نسق کو مفلوج کر  
 کے صیہونی دہشت پسندوں کا زور نہ توڑ دیں۔ اور اس طرح یہودی ابھرتی ہوئی طاقت دب  
 نہ جائے۔

فلسطین کے قریب مصر میں برطانوی سامراج کی شدید مخالفت جماعت و فدپارٹی روز بروز  
 تھی۔ نحاس پاشا کی کابینہ ٹوٹ گئی۔ اور محمود پاشا کی لبرل وزارت تشکیل پائی۔ و فدپارٹی  
 فروری ۱۹۳۸ء میں اقتدار سے محروم ہو گئی۔ اور پارلیمنٹ میں اس کی اکثریت کے باوجود پارلیمنٹ  
 کو نوٹریا گیا۔ مئی میں ہونے والے انتخابات میں سرکاری پارٹی نے اکثریت حاصل کر کے اقتدار  
 سنبھال لیا جس سے برطانوی سامراج کو بہت سی توقعات وابستہ تھیں۔  
 مصر اور فلسطین کے ان سیاسی حالات کے پس منظر میں و فدپارٹی صاحب زادوں کے دورہ مصر  
 کی تفصیلات ملاحظہ کریں:-

مرزا محمود نے جون ۱۹۳۸ء میں اپنے بیٹے مرزا مبارک احمد کو مصر میں عربی تعلیم حاصل کرنے اور  
 مصری کپاس کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے بہانے روانہ کیا۔ موجودہ خلیفہ ربوہ مرزا ناصر احمد  
 آکسفورڈ میں تعلیم حاصل کر چکے تھے۔ ان کو لندن پیغام ارسال کیا گیا۔ کہ مصر روانہ ہو جائیں۔ سر ظفر اللہ  
 بھی لندن میں تھے۔ انہوں نے فارن سکریٹری لارڈ ہیل فیکس سے ملاقات کے بعد انہیں مناسب  
 مشورے دے کر لندن سے رخصت کیا۔ اس سیاسی مشن کی غرض و غایت سمجھنے کے لئے مرزا محمود

کے ان نصاب پر غور کرنا چاہئے جو انہوں نے مرزا مبارک احمد کو قادیان سے روانہ کرتے وقت جو نصیحتیں کیں ان میں سے ایک نصیحت یہ تھی:-

تم کو مصر، فلسطین اور شام کے احمدیوں سے ملنا ہوگا۔ ان علاقوں میں احمدیوں کو اور ہے کوشش کرو کہ جب تم لوگ ان ممالک کو چھوڑو تو احمدیوں کو بجاظ تعداد کے زیادہ اور بجاظ نظام کے پہلے سے بہتر ہوں گے۔

مصر پہنچ کر قادیانی صاحب زادے فلسطین کے مبلغ محمد سلیم، شام کے منیر کھنسی اور مصر کے قادیانی مبلغ کی وساطت سے فلسطین میں تحریک آزادی کے خلاف کارروائیاں کرنے لگے۔ انہوں نے سامراج نواز عناصر کی پشت پناہی کی۔ اور فلسطین میں عربوں کی تحریک آزادی کے اُٹتے سیلاب کو روکنے کے پروگرام تیار کئے۔ قادیانی عناصر کی مزید امداد کے لئے ستمبر ۱۹۳۸ء میں مرزا محمود نے فلسطین میں ایک اور مبلغ چوہدری محمد شریعت کو بھیجا دیا۔ حالانکہ گورنمنٹ برطانیہ نے فلسطین میں غیر ملکیوں کے داخلے پر سخت پابندی لگا رکھی تھی۔ چوہدری شریعت اپنی روانگی کے متعلق لکھتے ہیں:-

"ستمبر کے پہلے ہفتے میں وہ احمدی مشن بلا دعر بیہ کے لئے جس کا ہیڈ کوارٹر فلسطین میں تھا روانہ ہوئے اور روانگی کے وقت حضور (مرزا محمود) نے خاص ہدایت فرمائی کہ عرب قوم کے کیرکریٹر کا مطالعہ کریں اور اس کی انہوں نے دو تین مثالیں بھی دیں تھیں۔"

قادیانیوں نے مصر میں تخریب کاری اور مناظرہ بازی کا بازار گرم کیا۔ ساتھ ہی دیگر ممالک کے صیہونی اور برطانوی اداروں سے رابطہ قائم کیا گیا تاکہ فلسطینی مجاہدین کی اس تحریک کو ناکام بنایا جائے۔ جو گذشتہ چند ماہ سے جاری تھی۔ عربوں نے بیت اللحم اور یروشلم کے پرانے شہر پر قبضہ کر رکھا تھا۔ اور یہودی دہشت پسندوں کے حملوں کا موثر مقابلہ کیا جا رہا تھا۔ اوائل اکتوبر میں ۲۰ یہودیوں کو طبریہ کے مقام پر قتل کر دیا گیا۔ اور ان کے کئی مراکز نسیت و نابود کر دیئے گئے۔ قادیانی صاحب زادے فلسطین کے ہائی کمشنر میک مائیکل سے رابطہ رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے مرزا قادیانی دستوں کو فلسطین بھیجا کہ عربوں کی ابھرتی ہوئی تحریک کو سبوتاژ کیا۔ شام کے

قادیانیوں نے مفتی اعظم کی کارروائیوں پر اطلاع رکھی اور ان کے گوریلا دستوں کے تربیتی مراکز کی جاسوسی کی۔

نمبر کے آغاز تک برطانوی حکومت نے فلسطینیوں کی تحریک آزادی کو کافی حد تک دبا دیا۔ بیت اللحم اور یروشلم کے پرانے شہر نپران کے قبضہ کو ختم کر دیا گیا۔ اور ان کے بہت سے فوجی تربیت کے مراکز پامال کر دئے گئے۔ حالات پرسکون ہونے کے بعد نومبر کے اوائل میں قادیانی صاحب زادے واپس قادیان لوٹے۔ انہوں نے بقول مؤلف تاریخ احمدیت نامہ اسلحہ حالات کے باعث خود فلسطین کا دورہ نہ کیا۔

البتہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ان کی زیادہ توجہ فلسطین کے معاملات پر مرکوز رہی۔ قادیانی میضیٰ خیر و عمو کے کرتے ہیں کہ صاحب زادے عربی تعلیم اور کائٹن انڈسٹری کے متعلق معلومات اکٹھی کرنے گئے تھے لیکن اس بات کا کہیں بھی ثبوت نہیں ملتا۔ مؤلف تاریخ احمدیت نے ایسا کوئی واقعہ درج نہیں کیا جس سے عربی تعلیم اور مصری کائٹن کے بارے میں تحقیق ثابت ہوتی ہو۔ اتنا ضرور ہوا کہ فلسطین کے نئے قادیانی مبلغ اور مفتی اعظم کے مجاہدوں میں کشیدگی بڑھ گئی۔ مجاہدین نے اس تخریب کار کا عرصہ حیات تنگ کر دیا اور اس کی گونا گوں سازشوں کو ناکام بنا دیا۔ یہ صاحب زادوں کی جارحانہ سرگرمیوں کی سرپرستی ہی کا شاخسانہ تھا کہ چوہدری شریف پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ لیکن وہ بچ گئے مؤلف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں:-

چوہدری محمد شریف کا دورہ تبلیغ نہایت صبر آزمات حالات میں گزرا۔ عربوں اور یہودیوں کی کشمکش پہلے سے زیادہ نازک صورت اختیار کر گئی۔ اس دوران آپ کے قتل کا منصوبہ بھی بنایا گیا جو ناکام ہو گیا۔

فلسطین کا نفرس لندن ۱۹۳۹ء

پیل کمیشن کی ناکامی کے بعد فروری مارچ ۱۹۳۹ء میں برطانیہ نے سینٹ جیمز پلس لندن میں عرب زعماء کی

ایک کانفرنس بلوائی اس میں مصر، عراق، سعودی عرب، یمن، شرق اردن اور جیوش ایجنسی کے نمائندوں کو شرکت کی دعوت دی۔ شام کے فرانسیسی انتداب میں ہونے کی وجہ سے اسے نمائندگی کا حق نہ ملا۔ یہودی وفد فلسطین کے صیہونی یہود اور عالمی صیہونیت کے نمائندوں اور امریکہ کی یہودی تنظیموں پر مشتمل تھا جس کا سربراہ ویزمان تھا۔ مفتی اعظم فلسطین کو برطانیہ نے کسی قیمت پر شرکت کی اجازت نہ دی اور نہ ہی ان کے کسی نامزد آدمی کی بطور سرکاری نمائندہ شرکت قبول کی گئی۔

فلسطینی مجاہدین کا موقف فلسطینی رہنما سید عبدالرزاق کے اس مہموزندہ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے جو انہوں نے مصر کے وفد کے نام بھیجا اس یادداشت کے مندرجہ ذیل نکات تھے:-

- ① مفتی اعظم کی شرکت کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھایا جائے۔
  - ② اعلان بالفور کے ماتحت برطانیہ کے ساتھ کوئی گفت و شنید نہ کی جائے۔
  - ③ برطانیہ عربوں کے جن نمائندوں کو بلانا چاہے ان کے انتخاب کا حق مجاہدین کو دیا جائے۔
- کسی یہودی کو کانفرنس میں شریک نہ کیا جائے کیونکہ انہیں اول تو فلسطین میں کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ ثانیاً فلسطینیوں کا بنیادی اختلاف ان سے نہیں بلکہ برطانوی حکومت سے ہے۔
- یادداشت میں مزید کہا گیا کہ حکومت انگلستان پر یہ واضح کر دیا جائے کہ فلسطین کے مجاہدین کو جو مظالم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اس کے لئے وہ سر سے کفن باندھے کھڑے ہیں لیکن فلسطین کی غیر مصفاہ آبادی اور خاص کر عورتوں، معصوم بچوں اور بوڑھوں پر جو مظالم ڈھائے گئے وہ سخت ظالمانہ اور قابل نفرت ہیں۔ ایسے مظالم تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔

کانفرنس کے انعقاد سے قبل لندن میں ۳۱ جولائی ۱۹۳۹ء کو عید قربان تھی۔ شمس نے لندن مسجد رضرا میں ایک جلسہ منعقد کیا جس کی صدارت ۳۱ جنوری ۱۹۳۹ء کو عید قربان تھی۔ شمس نے لندن مسجد رضرا میں ایک جلسہ منعقد کیا جس کی صدارت کے فرانسز کرنل سر فرانسس بیگ بسنڈ نے انجام دئے۔ شمس نے اپنی تقریر کے دوران "قیام امن کی کوششوں کے لئے برطانوی وزیر اعظم برطانیہ کو خراج تحسین ادا کیا اور اجلاس کے نمائندگان اور

حکومت کو اخص اور غیر جانبدارانہ رنگ میں مسئلہ فلسطین کا حل تلاش کرنے کا مشورہ دیا۔ اس جلسہ میں  
 صیہونی نمائندے کے طور پر سابق یہودی ہائی کمشنر فلسطین آرتھر واوکوپ نے شرکت کی۔ مولف تاریخ  
 احمدیت نے سر واوکوپ کی شرکت کا ذکر کیا ہے۔

شمس قادیانی نے برطانوی دفتر نوآبادیات کے سربراہ میکوم میکڈانلڈ (Macdonald) کے مشورے سے اپنے سیاسی مرکز لندن مسجد میں بعض مندوبین کا نفرنس کی ایک میٹنگ کا بھی اہتمام  
 کیا۔ عرب مندوبین سخت رویہ اختیار کئے ہوئے تھے۔ اور برطانوی راج کی سرپرستی میں کی جانے  
 والی صیہونی سازشوں اور چہرہ دستیوں کے زبردست شاک تھے۔ جب کہ صیہونی یہود کے سیاسی حاشیہ  
 نشین شمس صاحب عربوں اور یہود کو ایک پلیٹ فارم پر لانے اور ایسا متفقہ حل تلاش کرنے کی  
 فکر میں تھے جو مفتی اعظم فلسطین اور فلسطینی عربوں کے نمائندگی کا سوال اٹھائے بغیر بالابالائے تیار  
 کر کے ان کے سر تھوپ دیا جائے۔ مسلم نمائندوں نے اس میز پر بیٹھنے سے انکار کر دیا جہاں یہود  
 موجود ہوں۔ عملی طور پر دو کانفرنسیں ہوئیں۔ قادیانیوں نے کانفرنس کے تعطل کو ختم کرنے کے  
 لئے اپنی تمام توجہ عراق کے ارفیصل پر مرکوز کر رکھی تھی۔ جو برطانیہ نواز پالیسی کے باعث عربوں کے  
 نزدیک ان کے نمائندے کہلانے کے قابل نہ تھے۔ مرزا محمود نے قادیان سے ان کے نام تار ارسال  
 کیے تھے۔

کانفرنس ناکام ہو گئی۔ عربوں نے صیہونیوں سے کسی قسم کا معاہدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ کانفرنس  
 کی ناکامی کے بعد برطانیہ نے اپنا تین نکاتی فادو لاپیش کیا جس کے تحت تقسیم فلسطین پر عمل درآمد  
 موقوف کرنا۔ یہود کی مزید آباد کاری کی رفتار کم کرنا اور دس سال میں فلسطین میں محدود آزادی کی بنیاد  
 پر آئینی حکومت قائم کرنا تھا۔

یہودیوں نے ان تجاویز کے خلاف مظاہرے کئے اور ان کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ مئی  
 ۱۹۳۹ء میں برطانیہ نے قرطاس امیض شائع کر دیا۔

۱۷ تاریخ احمدیت جلد ہفتم ص ۵۵۶ لکھ پارکس، اے ہٹری آف پبلسٹن ۱۹۳۵ء لکھ تاریخ احمدیت جلد ۸

ص ۵۵۷ لکھ بن ہالپرین، دی آئیڈیا آف جیوش سیٹ مار ڈورڈ ۱۹۶۱ء

لندن میں یہ سیاسی جوڑ توڑ ہو رہا تھا اور فلسطین میں قادیانی گماشتے یہودی دہشت پسند تنظیموں سے مل کر ظلم و بربریت کا از رکاب کر رہے تھے ان کی مسلسل جارحانہ سرگرمیوں کے باعث فلسطینی مجاہدوں نے قادیانیوں کو صیہونیوں کا ہرا دل دستہ قرار دے رکھا تھا۔ قادیانی عربوں کو سامراجی ائنداب میں پھلنے پھولنے والی یہودی ریاست کے وفادار شہری اور صیہونیت کے دست و بازو بنانا چاہتے تھے۔ قادیانی مبلغ چوہدری محمد شریعت کی مذہبی فساد انگیزی اور سیاسی شرانگیزیوں سے تنگ آ کر فلسطینی مجاہدوں نے قادیانی مرتدوں کے قتل کا فتویٰ جاری کیا اور ان کی تخریب کاریوں کا سختی سے جواب دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اپنے یہودی آقاؤں اور برطانوی محسنوں کی مدد سے حریت پسند مسلمان رہنماؤں کو قتل کرانے کا سلسلہ شروع کر دیا اور ایک نہایت اہم سیاسی لیڈر کو شہید کر دیا۔

مؤلف تاریخ احمدیت ان واقعات کو اپنے انداز میں پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہے :-

اس سال (۱۹۳۹ء) فلسطین کے دہشت انگیزوں (ٹوارس) نے بعض فلسطینی احمدیوں کے قتل کا فتویٰ جاری کر دیا۔ مگر چند ایام ہی گزرے تھے کہ ان ظالموں کا لیڈر قتل کر دیا گیا۔  
 ستمبر ۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم کے سیاہ بادل دنیا کے افق پر منڈلانے لگے یہ مہیب سامنے تقریباً چھ سال تک پھیلتے رہے۔ ان ایام میں قادیانیوں نے مشرق وسطیٰ اور دنیا کے تمام بڑے بڑے ممالک میں تبلیغ کے نام پر جو کل کھلائے اور سامراجی صیہونی سرپرستوں کے اشاروں پر جس طور سے کام کیا اس کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

## فصل نہم

# عالمی استعمار کے گماشتے

دوسری جنگ عظیم کے دوران (۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء) قادیانیوں کی بین الاقوامی سطح پر سازشیں جاری رہیں۔ مناسب معلوم دیتا ہے کہ ہم ان کی بعض شرمناک کارروائیوں کو بیان کر دیں تاکہ اس سیاسی جماعت کے کردار سے کما حقہ شناسائی حاصل ہو۔ ان سرگرمیوں کو ہم تحریر یک جدید کے

پینٹس میں بیان کریں گے کیونکہ یہی وہ استعمالاتی تحریک ہے جسے مرزا محمود احمد نے خدا کی وحی کے تحت شروع کرنے کا کھڑا لگ رچایا۔ اور دنیا کے طول و عرض میں مبلغوں کے روپ میں استعماری گمانتے اور عیسوئی حاشیہ بردار روانہ کئے جنہوں نے کھلے بندوں انگریز اور یہودی ذلیل خدمات انجام دیں اور بڑے فخر سے ان کا رتا سول کو بیان کیا۔ اس داستان کو سننے سے پہلے آپ مرزا محمود کا ایک اعتراض ملاحظہ کریں اور اس کے بین السطور ان کی پست ذہنیت کا اندازہ لگائیں۔

آپ خطبہ جمعہ ۲۸ اگست ۱۹۳۵ء میں فرماتے ہیں :-

## برطانیہ کے لئے جوش و فدا داری

پھر جانے دو ان خدمات کو جو ہم نے حکومت کی ہندوستان میں کیں وہ خدمات لے لے جو حکومت

برطانیہ کے باہر ہماری جماعت کرتی رہی ہے میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ حضرت صاحب زادہ عبداللطیف صاحب شہید کی شہادت کی وجہ کیا تھی۔ ان کے متعلق ہم نے مختلف افواہیں سنیں مگر کوئی یقینی اطلاع نہ ملی تھی۔ ایک عرصہ دراز کے بعد اتفاقاً ایک لائبریری میں ایک کتاب ملی جو چھپ کر نیا پ ہو گئی تھی۔ اس کتاب کا مصنف ایک اطالوی انجینئر ہے جو افغانستان میں ایک ذمہ دار عہدے پر فائز تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ صاحب زادہ عبداللطیف صاحب کو اس لئے شہید کیا گیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دیتے تھے اور حکومت افغانستان کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ اس سے افغانوں کا جذبہ حریت کمزور ہو جائے گا۔ اور ان پر انگریزوں کا اقتدار چھا جائے گا۔ یہ امر پائیہ ثبوت تک پہنچتا ہے کہ اگر صاحب زادہ عبداللطیف صاحب شہید خاموشی سے بیٹھے رہتے اور جہاد کے خلاف کوئی لفظ بھی نہ کہتے تو حکومت افغانستان کو انہیں شہید کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔ اس واقعہ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت صاحب زادہ عبداللطیف صاحب کا جوش دینی اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ وہ اس تعلیم کے اخفاء کو برداشت نہ کر سکے اور انہوں نے اس بات کی کوئی پرواہ نہ کی کہ اس کا نتیجہ ان کے حق میں کیا نکلے گا ورنہ مذہب ہمیں یہ کب تعلیم دیتا ہے کہ ہم جہاد کے متعلق ان لوگوں کے خیالات سمجھی درست کرتے پھر میں جو ہمارے مذہب میں

شامل نہیں جو ہمارے مذہب میں شامل ہوگا آپ ہی آپ اس کے خیالات بھی درست ہو جائیں گے  
 .... پس اس تعلیم کے ماتحت اگر ہمارے آدمی افغانستان میں خاموش رہتے اور وہ جہاد کے باب  
 میں جماعت احمدیہ کے مسلک کو بیان نہ کرتے تو شرعی طور پر ان پر کوئی اعتراض نہ تھا۔ مگر وہ  
 اس بڑھے ہوئے جوش کا شکار ہو گئے جو انہیں حکومت برطانیہ سے متعلق تھا۔ اور وہ اس جوش  
 کی وجہ سے سزاکے مستحق سمجھے گئے۔ جو قادیان سے لے کر گئے تھے جب انہوں نے قادیان میں آکر دیکھا  
 کہ جماعت احمدیہ سلطنت برطانیہ کی تعریف کرتی، اسے منصف قرار دیتی اور شرائط کے نپائے جاتے  
 کی وجہ سے اس کے خلاف جہاد کو ناجائز سمجھتی ہے تو اپنے ملک میں جا کر وہ بھی انگریزوں کی تعریف  
 کرنے لگ گئے۔ اور انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ جہاد جائز نہیں۔ اس وجہ سے انہیں جان دینی پڑی۔  
 سب سے اہم اعتراض جو احرار کی طرف سے ہماری جماعت پر کیا جاتا ہے یہ ہے کہ جماعت جہاد  
 کو حرام قرار دیتی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر سراقبال نے بھی یہی اعتراض کیا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ نے ملت  
 اسلامیہ کی طاقت کو زور دیا ہے۔ چونکہ یہ جہاد کے خلاف تعلیم دیتی ہے وہ چونکہ شاعر ہیں اس لئے  
 وہ اپنے خیالات کو اکثر شعروں میں ظاہر کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے اپنی ایک نظم میں بھی لکھا ہے کہ بہائی  
 اور احمدی دونوں اسلام کے لئے مصیبت ہیں۔ بہائیوں نے حج منسوخ کر کے اسلام کو تباہ کر دیا۔ اور  
 احمدیوں نے جہاد منسوخ کر کے اسلام کو تباہ کر دیا۔ پس پنجاب گورنمنٹ کے نئے دوست و احرار  
 کی طرف اشارہ ہے۔ (مؤلف) ہم پر اس وجہ سے ناراض ہیں کہ ہم جہاد کے خلاف تعلیم دیتے ہیں اور  
 بے شک ہم جہاد کے مخالف ہیں اور رہیں گے۔ کیونکہ موجودہ زمانہ میں وہ شرائط مفقود ہیں جن کے  
 ماتحت جہاد جائز ہوتا ہے۔ لیکن گورنمنٹ کے موجودہ طرز عمل کے ماتحت آئندہ صرف یہی ہو  
 گا کہ جو احمدی ہوگا ہم اسے بتادیں گے کہ جہاد کے متعلق فلاں شرط ہیں اور چونکہ اب وہ  
 شرائط نہیں پائی جاتیں۔ اس لئے جہاد جائز نہیں۔ یہ نہیں ہوگا کہ لوگوں کے ان خیالات کی ان  
 کے گھر جا کر اصلاح کی جائے۔ اس طرح گورنمنٹ بہت بڑے فائدہ سے محروم ہو گئی ہے۔  
 اس کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی ہمارے ہزاروں کی تعداد میں افراد ہیں۔ مثلاً دو غیر ممالک  
 تو ایسے ہیں جن میں خصوصیت سے ہماری جماعت پھیلی ہوئی ہے ایک یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ  
 جس میں ۲۵-۳۰ کے قریب جماعتیں ہیں اور ان جماعتوں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں



احمدی ہیں۔ دوسرا ڈچ انڈیز یعنی سماٹرا اور جاوا۔ ان ممالک میں بھی ہزاروں احمدی ہیں بلکہ ڈچ انڈیز میں خصوصیت سے ایسے احمدی ہوئے ہیں جو بالمشوکیک ازم کے پیرو تھے مگر اب احمدیت کے ذریعے وہ اپنے پہلے خیالات سے توبہ کر کے لوگوں کو امن پسندی کی تعلیم دے رہے ہیں جن کی وجہ سے وہاں کی حکومت انہیں نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

پھر یہ قدرتی بات ہے کہ ہمارے مظلوم لیکچرز میں کتابوں، اخباروں اور رسالوں میں چونکہ بار بار

## بین الاقوامی سطح پر سیاسی خدمات

یہ ذکر آتا ہے۔ کہ انگریز عادل و منصف ہیں وہ اپنی رعایا کے تمام فرقوں سے حسن سلوک کرتے اور امن قائم کرتے ہیں۔ اس لئے غیر ممالک کے احمدی بھی ہمارے لٹریچر سے متاثر ہو کر کہتے ہیں کہ گو ہم انگریزوں کے ماتحت نہیں لیکن چونکہ ہمارا مرکز ان کی تعریف کرتا ہے اس لئے وہ بُرے نہیں بلکہ منصف مزاج حکمران ہیں۔ اس ذریعے سے ہزاروں آدمی امریکہ میں۔ ہزاروں آدمی ڈچ میں اور ہزاروں آدمی باقی غیر ممالک میں ایسے تھے جو گوانی اپنی حکومتوں کے وفادار تھے مگر انگریزوں کے متعلق بھی کلمہ خیر کہا کرتے تھے امریکہ جسے کسی وقت جرمن ایجنٹوں نے انگریزی گورنمنٹ کے خلاف کرنے کے لئے اپنی تمام کوششیں صرف کر دی تھیں وہاں احمدی ہی تھے جو اپنی جماعت کا لٹریچر پڑھنے سے جس میں انگریزوں کی تعریف ہوتی ہے آپ ہی آپ ان خیالات کا انارہ کرتے تھے۔ اسی طرح ڈچ انڈیز جاپان کے قرب کی وجہ سے جسے اس وقت ایشیائی آزادی کا خیال گدگدار رہا ہے۔ اور اس میں صرف برطانوی حکومت کو وہ حائل سمجھتا ہے وہاں بھی انگریزوں کے خلاف جب اس قسم کی کوئی تحریک اٹھتی تو وہاں کے رہنے والے احمدی جہاں ڈچ حکومت کی وفاداری کی تعلیم دیتے وہاں کہتے کہ انگریزوں کو بھی برمانہ کہو۔ وہ بھی نیک مزاج اور انصاف پسند ہیں۔

غیر حکومتوں کے باشندے اور غیر قوموں کے افراد بھلا اتنی ہمدردی انگریزی قوم سے کہاں رکھ سکتے ہیں۔ کہ وہ اس کی غلطیوں کی بھی تاویل کریں اور انہیں بھی حسن ظن سے دیکھیں۔ وہ تو اس آواز کی گونج سے متاثر ہوا کرتے تھے جو قادیان سے اٹھتی اور دنیا کے تمام ممالک میں پھیل جایا کرتی تھی۔ اور ان کی زبانیں طوطے کی طرح رٹنا شروع کر دیتیں جو ہم کہتے ہیں۔

## انگریزوں کے ایجنٹ

چوتھی بات جو مسکو (مراغموو) لٹے نہایت ہی اہم ہے اور جسے ہم کسی صورت میں نظر انداز نہیں کر سکتے یہ ہے کہ ایشیا کا ایک بہت بڑا حصہ ایسا ہے جس میں آزادی کی روح پیدا ہو چکی ہے اور جو اپنی آزادی کے راستے میں سب سے نیا وہ عمل انگریزوں کو سمجھتا ہے۔ تم سمجھنا چاہو کہ اخبارات میں یہ کلمات جتنا ہے کہ ترکی حکومت انگریزوں کی خیر خواہ ہے یا افغانی حکومت کے انگریزوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات ہیں یا جاپانی یا چینی حکومت انگریزوں سے دوستی رکھتی ہے۔ ان اخباری اطلاعات سے دھوکہ مست کھاؤ ہم اپنی رپورٹوں سے جانتے ہیں کہ بیشتر حصہ تعلیم یافتہ طبقہ کا ایسا ہے جو خواہ ایران کا ہو خواہ عرب کا۔ خواہ جاپان کا ہو خواہ ترکستان کا۔ انگریزی حکومت کا خطرناک دشمن ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ انگریزی حکومت ہی اس کے راستے میں رکاوٹ ڈالی ہوئی ہے۔ جاپان کا تعلیم یافتہ طبقہ سمجھتا ہے کہ اگر انگریز نہ ہوتے تو سارے ایشیا پر ہم حاکم ہوتے۔ چین کے لوگ سمجھتے ہیں کہ کئی حکومتیں جو جاپان کے مقابلہ میں ہماری مدد کے لئے تیار ہو سکتی تھیں محض انگریزوں کی وجہ سے مدد کرنے سے رکی ہوئی ہیں۔ افغانستان کے اندرونی حالات اور انگریزوں سے متعلق ان کی رائے کا پتہ حضرت صاحب زادہ عبداللطیف صاحب شہید کے واقعہ سے لگ سکتا ہے۔ یہی حال ایران اور عرب کا ہے۔

ایسی حالت میں جب کہ لوگوں پر یہ اثر تھا کہ احمدی انگریزی قوم کے ایجنٹ ہیں تو تعلیم یافتہ طبقے کی اکثریت ہماری باتیں سننے کے لئے تیار نہیں تھی وہ سمجھتے تھے گویا مذہب کے نام سے تبلیغ کرتے ہیں مگر دراصل انگریزوں کے ایجنٹ ہیں یا اثر اتنا وسیع تھا کہ جرمنی میں جب ہماری مسجد بنی تو وہاں کی وزارت کا ایک افسر اعلیٰ بھی ہماری مسجد میں آیا یا اس لئے آنے کی اطلاع دی۔ اس وقت مصریوں اور ہندوستانوں نے مل کر جرمنی حکومت سے شکایت کی کہ احمدی حکومت انگریزی کے ایجنٹ ہیں۔ اور یہاں اس لئے آئے ہیں کہ انگریزوں کی بنیاد مضبوط کریں۔ ایسے لوگوں کی ایک تقریب میں ایک وزیر کا شامل ہونا تعجب انگیز ہے۔ اس شکایت کا اتنا اثر پڑا کہ جرمنی حکومت نے اس وزیر سے جواب طلبی کی کہ احمدی جماعت کے کام میں تم نے کیوں حصہ لیا۔

پھر یہ خیال کہ جماعت احمدیہ انگریزوں کی ایجنٹ ہے لوگوں کے دلوں میں اس قدر راسخ تھا

کہ بعض بڑے بڑے سیاسی لیڈروں نے مجھ سے سوال کیا کہ ہم علیحدگی میں آپ سے پوچھتے ہیں کہ یہ صحیح ہے کہ آپ کا انگریزی حکومت سے اس قسم کا تعلق ہے۔ ڈاکٹر سید محمود جو اس وقت کانگریس کے سکریٹری ہیں ایک دفعہ تقابلاً آئے اور انہوں نے بتایا کہ پنڈت جواہر لال صاحب جب یورپ کے سفر سے واپس آئے تو انہوں نے سٹیشن سے اتر کر جو باتیں سب سے پہلے کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے اس سفر یورپ سے یہ سبق حاصل کیا ہے کہ انگریزی حکومت کو ہم کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے احمدیہ جماعت کو کمزور کیا جائے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کا یہ خیال تھا کہ احمدی جماعت انگریزوں کی نمائندہ اور ان کی بیعت ہے لہذا اس اعتراض حقیقت کے بعد ہم جنگ عظیم کے وقت (۱۹۳۹ء) قادیانی مبلغوں کی جاسوسی کے واقعات اور سیاسی سازشوں کو مرزا محمود بھی کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں تاکہ آپ اندازہ لگا سکیں کہ سلما جی طاقتیں کس طور پر قادیانیت کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کرتی رہی تھیں۔

مرزا محمود احمد فرماتے ہیں:-

## تخریب کار مبلغ

۱۰۔ اگر ہم اسلام اور احمدیت کے نقطہ نظر سے دیکھیں اور ہم غور کریں کہ کس کے جینے میں احمدیت کو فائدہ ہے تو اس صورت میں بھی یقیناً یہی نظر آئے گا کہ انگریزوں کی فتح اسلام و احمدیت کے لئے مفید ہے۔۔۔۔ حکومت انگریزی کو ایک بہت بڑی مہم درپیش ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اس معاملہ میں حکومت کی امداد کریں کیونکہ اس حکومت کے ساتھ اسلام اور احمدیت کی تبلیغ وابستہ ہے اگر یہ حکومت جاتی رہنی تو یہ تمام فوائد بھی ہمارے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ ہمارا یہ پچاس سالہ تجربہ ہے کہ دنیوی حکومتوں میں سے بہتر حکومت برطانیہ ہے۔ دوسرے نمبر پر ہالینڈ کی حکومت ہے۔ کیونکہ ہم نے جاوا اور سماٹرا میں تبلیغ کی اور ہم نے دیکھا کہ وہ لوگ ہماری راہ میں روک نہیں بنے بلکہ انہوں نے ہمارے مبلغوں کے ساتھ انصاف کی حد تک تعاون کیا۔ اور ان دونوں سے اتر کر بعض اور حکومتیں بھی ہیں جن میں یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ بھی شامل ہے۔۔۔۔ ہم یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ کے نمونہ احسان بھی ہیں کہ انہوں نے ہمارے بعض پرانے مبلغوں کو اپنے ملک

میں رہنے کی اجازت دے دی ہوئی ہے۔

دوسرے نمبر پر ہالیوڈ کی حکومت ہے۔ ساٹھ اور جاوا میں بیسیوں جگہ احمدیہ جماعتیں قائم ہیں اور حکومت کے افسران سے تعاون کرتے ہیں بلکہ ان کے دو قونصل مجھے ملنے کے لئے قادیان بھی آئے تھے اور انہوں نے مجھے کہا تھا کہ چونکہ آپ کی جماعت کے کئی لوگ ہمارے ملک میں آباد ہیں اس لئے میں نے چاہا کہ آپ کے مرکز کو بھی دیکھ لیا جائے ایک تو خصوصیت سے حکومت ہالینڈ نے یہاں بھیجا تھا تاکہ وہ مرکز کے متعلق براہ راست معلومات حاصل کرے۔

غرض یہ کہ دو حکومتیں تو صاف طور پر نظر آتی ہیں باقی حکومتوں کا یہ حال ہے کہ ان کے ملک میں ہمارا مبلغ چار مہینے رہتا ہے تو وہ اسے پکڑ کر باہر نکال دیتی ہیں پھر وہ اگلی حکومت کے علاقے میں جاتا ہے اور وہاں سے دو چار ماہ کے بعد سے نکلنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ پھر وہ اگلی حکومت میں جاتا ہے اور وہاں بھی اسے یہی کہا جاتا ہے کہ نکل جاؤ ہمارے ملک سے یا کیا تم چاہتے ہو کہ دنیا میں ان قوموں کی حکومت ہو جو احمدی مبلغین کو لان پکڑ پکڑ کر اپنے ملک سے باہر نکال دیں اور اسلام اور حمایت کی اشاعت کا دروازہ بند ہو جائے؟

لاہوری مرزا ٹی ڈاکٹر بشارت احمد لکھتے ہیں:-

دنیا کے اکثر ممالک میں یہ قادیانی لوگ جاسوس سمجھے جانے لگے۔ خواجہ کمال الدین مرحوم فرماتے تھے کہ جس ملک میں میں گیا۔ وہاں کے لوگوں کو یہی کہتے سننا کہ یہ قادیانی لوگ گورنمنٹ کے خفیہ جاسوس ہیں۔ یہ بات غلط ہو یا صحیح، مگر لوگوں کے قلوب پر یہ اثر کیوں پڑا۔ اس لئے کہ میاں صاحب (مرزا محمود)

گورنمنٹ کی خاطر ایسی خفیہ کارروائیاں کیا کرتے تھے جن کا انہوں نے خود اپنی تقریر میں اعتراف کیا ہے۔

مئی ۱۹۳۵ء میں مرزا محمود نے تحریک جدید کے ماتحت مولوی غلام حسین ایاز کو سنگاپور۔ صوفی عبدالغفور کو چین اور صوفی عبدالقادر نیاز کو جاپان روانہ کیا۔ یہ ایک دلچسپ امر ہے کہ ان ممالک میں قادیانی مبغضوں کو بھیجنے میں کیا کیا سیاسی

۱۔ تحریک جدید کا اخبار فاروق قادیان جلد ۲۴ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۳۹ء

۲۔ ڈاکٹر بشارت احمد، مرآة الاخلاق، پار اول ۱۹۳۸ء، ص ۶۲ سے تاریخ احمدیت جلد ہفتم ص ۲۱

اغراض پوشیدہ تھیں اور برطانوی انٹلی جنس کے تعینات کردہ گماشتے کن کن طریقوں سے خفیہ کارروائیاں کرتے رہے۔ ہم ان ممالک کے سیاسی حالات کی روشنی میں قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کو بیان کریں گے۔ اور جہاں کہیں ضرورت پڑی سیاسی پس منظر کو زیادہ اجاگر کریں گے۔ ان واقعات سے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ تحریک جدید کے نام نہاد احمدی مجاہد بلا کسی شک و شبہ کے برطانوی اور یہودی انٹلی جنس کے ہراول دستے تھے۔ یہ لوگ جن جن ممالک میں جاتے وہاں کے برطانوی قونصل خانوں اور خفیہ سیاسی مراکز کی معرفت دیگر سامراجی تنظیموں کے شانہ بشانہ کام کرتے آنا دی کی تحریکات کو نقصان پہنچاتے اور تشدد پسندانہ کارروائیوں اور خفیہ سرگرمیوں میں ملوث ہوتے تھے۔

۱۹۳۵ء میں غلام حسین ایاز سنگا پور پنہنچا۔ ایک شخص حاجی جعفر کو اپنا

## خدا کی وحی کی رو سے برطانیہ کے لئے خدمت

ہم خیال بنایا اور نام نہاد تبلیغ کرنے لگا۔ لیکن جمعیت دعوت الاسلامیہ سنگا پور نے قادیانی مبلغ کی سازشوں کا پردہ چاک کیا تو اسے ملایا فرار ہونا پڑا جہاں اسے مولانا عبد العظیم صدیقی (والد گرامی مولانا شاہ احمد نورانی) نے چمکنے نہ دیا۔ اس کے علاوہ اخبار دلت ملایا کے زبردست سیاسی اور دینی احتساب سے قادیانیت کی قلعی کھل گئی۔ اور یہ تحریک ملایا میں ابھرنہ سکی۔ البتہ اندر ہی اندر ایشیا کا سلسلہ جاری رہا جو جنگ کے زمانے میں شدت پکڑ گیا۔

یکم ستمبر ۱۹۳۹ء کو جب جنگ عظیم چھٹی تو جاپان نے مانچوکو۔ فلپائن۔ ملایا۔ سنگا پور وغیرہ کے جزائر پر تسلط حاصل کیا۔ اس نے ایشیا میں ہندوستان کی طرف پیش قدمی بھی کی۔ جنگ کے دوران جاپانیوں کی توجہ ہندوستانی افواج کو اپنا ہم نوا بنانے پر مرکوز رہی۔

موہن سنگھ اور بابو سبھاش چندر بوس نے انڈین نیشنل آرمی N.A.A بنانے کی کوششوں کو انگریزوں کے خلاف لڑنے کے لئے تیار کیا۔ تاکہ برطانیہ کو ہندوستان سے نکالا جاسکے۔ ان حالات میں قادیانی مبلغ ایاز نے جو کارنامے انجام دئے ان کی تفصیل افضل قادیاں کے الفاظ میں سنئے:

۱۹۴۲ء کے شروع میں جب جاپانی سنگا پور آئے تو پروپیگنڈا شروع ہوا کہ ہندوستانی فوجوں کی ایک فوج بنائی جائے اور جاپانیوں سے امداد لی جائے۔ ماہ مئی کے قریب موہن سنگھ نے N.A.A

بنائی اور ریگ بنائی۔ جو فوج اس کے مخالفت تھے انہوں نے کیمپوں کو چھوڑ کر اندرون شہر میں پناہ یعنی شروع کی۔ اور کئی دوست مولوی داماد صاحب سے امداد کے طالب ہوئے مختلف اوقات میں مولوی صاحب نے قریباً بیس فوجیوں کو مختلف مکانوں میں چھپا رکھا تھا جو لوگ شامل نہیں ہوتے تھے ان پر بہت ظلم و ستم کیا جاتا تھا۔ کئی فوجیوں سے جبراً دستخط لئے گئے۔ جب مولوی صاحب کو معلوم ہوا تو ان کے کیمپ میں جا کر انہیں سمجھایا اور مولوی صاحب کے کہنے پر انہوں نے درخواست دی کہ ہم اس سحر یک سے بیزار ہیں اور ہڈ ہباً اس میں شامل نہیں ہو سکتے جو مخالفت کرتا اس کو فوراً کنٹریشن (منسلکہ) کیمپ میں بھیج دیا جاتا تھا نخلان احمدیوں کو بھی وہاں بھیج دیا گیا۔ ان کیوں میں جو جو ظلم کئے جاتے تھے سن کر روکنے کمرے ہوتے تھے۔

چونکہ مکرم مولوی صاحب کو حضرت مسیح موعود کے الہامات اور حضور کے رویا و کشوف کی بنا پر پورا یقین تھا اور اللہ تعالیٰ نے خود مولوی صاحب کو بھی اس سحر یک کے شروع ہونے، پھیلنے، اس کے منہ اشرا ت اور ناکام انجام کی خبر دے دی تھی اس لئے آپ نے اس کی سبب مخالفت شروع کر دی۔ اس پر حامیان آئی این اے اور چابانی جناب مولوی صاحب کے درپے آزار ہو گئے۔ تمام افراد جماعت کو طرح طرح سے تنگ کیا گیا۔ ایک دفعہ مولوی صاحب کو ایک کیمپ میں مخالفانہ پروپیگنڈہ کرنے کی وجہ سے گرفتار کر لیا گیا۔ کافی دن مقدمہ چلتا رہا لیکن جب تک کوئی خلاف فیصلہ ہوا اللہ تعالیٰ نے موہن سنگھ کا ہی فیصلہ کر دیا۔ اور آئی این اے کے ریکارڈ جلائے گئے۔ چابانیوں نے دوبارہ فوجیوں کو پی او ڈبلیو (POW) کیمپوں میں بھیج دیا۔ سوئین منسٹر کر دئے گئے۔ اس کے بعد جب راش بہاری بوس اور سبھاش چندر بوس کی کوششوں سے آئی این اے جی اور اس سحر یک نے بہت قدم پھیلا لئے تو مولوی صاحب موصوف نے بھی اپنی مخالفت کو تیز کر دیا۔ کونسل تک میں سوال اٹھایا گیا کہ علام حسین ایاز جو سخت خلاف پروپیگنڈہ کر رہا ہے اور اتنا مخالفت ہے کیا وجہ ہے ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا؟ ... مولوی صاحب نے POW کی سامان خوراک کپڑوں اور نقدی کے ساتھ مقدر بھرا داد کی جو چابانیوں کی نظر میں خطرناک جرم تھا اور آئی این اے کے ایک سرگرم ممبر اور انسر کو اپنے ساتھ ملا کر (NA) کے اندر مخالفین کا جتہ تیار کیا۔ ایک کیمپ میں تین سو جوانوں کا اور ایک اور کیمپ میں بیس آدمیوں کی ٹولی بنائی گئی تھی ان کے علاوہ سوئین بھی

۲۰۰ کے قریب ہوں گے۔ سنگاپور میں آئی این اے کے ایگزیکٹو ڈپو اسی پارٹی کے قبضہ میں تھا۔ اگر موقع آجاتا اور سنگاپور پر حملہ ہوتا تو دنیا کو معلوم ہو جاتا کہ یہ کتنی طاقت تھی۔ اس لئے کیا کچھ کیا۔ ۱۹۴۵ء کے شروع میں برٹش گورنمنٹوں سے تعلق پیدا کرنے کے لئے ایک سرسبز مہینہ کو لاسمبر بھیجا اور ان کا ایک نمائندہ بھی ملنے کے لئے آیا۔ جسے جاپانی ڈیفنس اور اپنی تیاری کی تفصیلات دی گئیں اس نے ایک تجویز پیش کی کہ جب سنگاپور پر متوقع حملہ ہو تو آپ کمیونسٹ جھنڈا لے کر باہر آئیں مگر اس کا فوراً انکار کر دیا گیا۔ اور کہا گیا کہ ہم تو (برطانیہ کا جھنڈا) یونین جیک لے کر نکلیں گے آخر نمائندہ نے یہ بات مان لی۔ یہ نمائندہ چینی تھا اور کمیونسٹ خیالات سے متاثر معلوم ہوتا تھا۔ جاپانیوں نے سنگاپور میں داخل ہوتے ہی سب مذہبی سیاسی اور تجارتی سوسائٹیوں کو بند کر دیا۔ انجمن احمدیہ جسٹریٹ ہونے کی وجہ سے بچ گئی۔ مختلف پارٹیوں کے چیدہ اور سرغنا آدمی گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دئے گئے۔ لیکن جب انگریزوں نے اس علاقے پر دوبارہ تسلط بحال کیا تو قادیانی عناصر اپنے بلوں سے نکل کر زندانے لگے۔

مؤلف تاریخ احمدیت ایک قادیانی جنگی قیدی کے حوالے سے رقم طراز ہے کہ مولوی ایانہ کے لئے یہ انتہائی صبر آزما دور تھا۔ خصوصاً جاپانیوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کی وجہ سے آپ پر بہت سختیاں کی گئیں۔ پولیس نے گورنمنٹ کے ریکارڈ میں ان کا نام بیک شیٹ میں سب سے اوپر لکھوایا ہوا تھا۔ ایک اور قادیانی کی شہادت درج کرتے ہوئے مؤلف مذکور نے انکشاف کیا ہے کہ مولوی صاحب کے خلاف ہر روز رپورٹیں پہنچتی رہتی تھیں اور ہر وقت جاپان طہری پولیس اور سی آئی ڈی مولوی صاحب کے پیچھے لگی رہتی تھی۔

مشرق بعید میں ۱۹۳۶ء سے آنجنابی ابوالعطاء جالندہری کے بھائی مولوی عنایت اللہ جالندہری اور مولوی شاہ محمد ہاروی نام نہاد تبلیغ کر رہے تھے جنگ عظیم کے خاتمے پر ۱۹۴۶ء میں امام دین ملتانی وغیرہ کو مشرق بعید بھیجا گیا انہوں نے بھی اسی نوع کی سیاسی سرگرمیاں اور سازشیں کیں۔

## جاپان میں جاسوسی

تحریک جدید کا دوسرا مجاہد صوفی عبدالقدیر نیاز جون ۱۹۳۵ء میں قادیان سے جاپان گیا۔ جاپانی حلقوں میں اثر و نفوذ پیدا کیا اور نام نہاد تبلیغ شروع کی۔ مولف تاریخ احمدیت لکھتا ہے کہ حکومت جاپان کو آپ کی نسبت شروع ہی سے بعض سیاسی شکوک تھے۔ جاپان پولیس کی طرف سے آپ کی کڑی نگرانی کی گئی۔ آپ زیر حراست لے گئے۔

الفضل قادیان نے ۲۰ نومبر ۱۹۳۶ء کی اشاعت میں لکھا کہ صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز احمدی مجاہد کو حکومت جاپان نے جاسوسی کے الزام میں گرفتار کر لیا تھا۔ آپ رہا کر دئے گئے ہیں۔

۱۹۳۷ء ہی میں مرزا محمود نے اس قادیانی جاسوس کی اعانت کے لئے آنجنابی مولوی ابوالعطاء جالندہری کے چھوٹے بھائی عبدالغفور جالندہری کو جاپان بھیجا یا۔ صوفی نیاز جولائی ۱۹۳۸ء میں اللہ قادیان آگئے۔ ان کی جگہ کام کرنے والے مولوی عبدالغفور کی سرگرمیوں کے متعلق ان کی تحریر کردہ ۱۱ جولائی ۱۹۳۹ء کی رپورٹ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:-

بعض نئے دوستوں کو تبلیغی خط لکھے جاپانی زبان کی تعلیم جاری ہے۔ مسٹر ٹومیتا (TOMITA) آنے (علاقہ) کو بے میں انگریزوں کے خلاف مظاہروں کا حل بیان کیا۔ بتلاتے تھے کہ جلوس میں دس لاکھ آدمی شامل تھائے۔

## جاوا میں انگریزوں کے جاسوس

جاوا میں مولوی عبدالواحد مبلغ مقرر ہوئے ان کے علاوہ عبد السمیع - محمد سحیحی - مولوی رحمت علی - شاہ محمد - ملک عزیز احمد وغیرہ پہلے سے سرگرم کار تھے۔ مارچ ۱۹۴۲ء میں جاپانیوں نے جزائر شرقی اہند پر قبضہ کر لیا۔ قبضہ کے دوران جاپانیوں نے ان تمام افراد کو جاسوسی - سازش وغیرہ کے جرائم کی پاداش میں گرفتار کر لیا۔ قادیانی مبلغ عبدالواحد نے مرزا محمود کو ۲۲ فروری ۱۹۴۶ء کو جو خط لکھا اس کے مطالعے سے ان کی کارگزاریوں کی تفصیل معلوم ہوتی ہے فرماتے ہیں:-

جاپانیوں کے غلبہ کے زمانے میں اس شبہ کی بنا پر کہ جماعت احمدیہ انگریزوں کی جاسوس ہے مورخ ۸ مارچ ۱۹۴۴ء کو بندہ (عبدالواحد) اور عبد السمیع صاحب اور محمد سحیحی صاحب جو جماعت



احمدیہ گاروت کے پرنیڈنٹ تھے ہم تینوں کو ۲ بجے رات کے جاپانیوں نے پکڑ کر بیڈنگ کے حراسٹ خانہ میں ڈال دیا۔ اس واقعہ کے چار روز بعد جماعت احمدیہ تاسک ٹلایا کے چھ مہدیاران اسی حراسٹ خانہ میں لائے گئے۔ پھر بارہ روز کے بعد برارم سید شاہ محمد صاحب جلد اور برارم ملک عزیز احمد خان صاحب جلد بھی کبوس سے پکڑ کر اسی میں ڈالے گئے۔۔۔ جاپانی کن پٹیائی (Kenpeitai) یعنی جاسوسی پولیس نے ہم سے مندرجہ ذیل امور کے متعلق کئی کئی رنگ میں سوالات کئے:-

- ① جماعت احمدیہ کے بانی کون ہیں ؟
- ② جماعت احمدیہ کی غرض و غایت کیا ہے ؟
- ③ جماعت احمدیہ کے عقائد کیا ہیں ؟
- ④ صدر انجمن احمدیہ کے نظم و نسق کے مفصل حالات کیا ہیں ؟
- ⑤ بیعت کا کیا مفہوم ہے ؟
- ⑥ چندہ کا کیا مطلب ہے ؟
- ⑦ انڈیشیا کی جماعتوں کا قادیان سے کیا تعلق ہے ؟

آخر کن پٹیائی کے اعلیٰ افسر نے کہا تمہاری جماعت کا نظام بنانے والا دنیا کے بہترین و ماخ کا مالک ہے مگر تمہارا نام لوگوں کو معلوم نہ ہو اس کے پیچھے انگریزوں کے ہاتھ ہیں۔ اگرچہ پہلی طرف سے بار بار کہا گیا کہ انگریزوں کا اس میں کوئی دخل نہیں مگر وہ اس بات پر اڑا رہا کہ صدر انجمن احمدیہ کے اوپر برطانوی ماتھو کام کر رہا ہے۔ ۲۳ روز قید رکھنے کے بعد میں چھوڑ دیا گیا۔ جاوا کے ایک اور قادیانی مبلغ مولوی محی الدین کے پاس رفاغاب کر دئے جانے کے بارے میں مرزا محمود فرماتے ہیں:-

پہلے ساٹھ اور جاوا پر جاپان نے قبضہ کر لیا پھر انڈونیشین کی خود مختار حکومت قائم ہوئی پھر انگریزوں نے ملچ کو داخل کرنے کی کوشش کی۔ اب وہاں ری پبلکن حکومت قائم ہے۔ بہت سے اتلا بھی

ہماری جماعت پر آئے۔ جاپانی قبضہ کے زمانے میں احمدیوں کے ساتھ سختی بھی کی گئی۔ پہلے تو اس طرف  
 توجہ نہیں کی گئی لیکن آہستہ آہستہ جب جاپانیوں کا ڈر دور ہوا۔ اور ان کے پاس شکانتیں پہنچنے لگیں تو  
 احمدیوں کی پکڑ دھکڑ شروع ہو گئی۔ لیکن جب وہ اپنے ارادوں کو جماعت احمدیہ کے خلاف پوری مضبوطی  
 سے قائم کیے تو یک دم اللہ تعالیٰ نے ان کی حکومت کو تباہ کر دیا۔ اور انڈونیشیا میں ری پبلی کن  
 حکومت قائم ہو گئی۔ اس ری پبلی کن حکومت کے زمانہ اور اس سے پہلے زمانہ میں بھی جب کہ افراد محض  
 انفرادی طور پر اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے کوشش کرتے تھے ہماری جماعت نے ری پبلی کن تحریک  
 کا ساتھ دیا تھا۔ اور ملک کی آزادی کے لئے اس نے ہر رنگ میں کوشش کی تھی اس لئے جاپانی حکومت  
 کے جانے کے بعد جب ری پبلی کن حکومت قائم ہوئی تو علم طور پر ہماری جماعت کے ساتھ اچھا  
 سلوک کیا گیا۔ انسرول کا رویہ ہماری جماعت کے ساتھ بہت بہتر رہا اور انہوں نے ہم سے اپنے تعلقات  
 قائم رکھے۔ یہی وجہ ہے کہ جاوا میں اب بھی ہمارے مبلغین کام کر رہے ہیں۔ گو انہیں آہستگی سے  
 کام کرنا پڑتا ہے لیکن بہر حال ان کے کام میں کوئی خاص روک نہیں پائی جاتی اور جیسا کہ ان کے خطوط  
 سے معلوم ہوتا ہے بعض اعلیٰ حکام حتیٰ کہ بعض وزراء تک بھی ہمارے مبلغوں سے ملتے ہیں ان سے  
 مشورہ بھی کرتے ہیں اور ان کے ذمے بھے ہندوستان پیغام بھی بھجوانے میں وہاں ہماری جماعت  
 کے ایک معزز دوست مولوی محی الدین صاحب بہت اعزاز رکھتے ہیں۔ اور ری پبلی کن حکام  
 میں بھی ان کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے مگر اب مولوی رحمت علی صاحب اور بعض دوستوں  
 دوستوں کی چٹھیوں سے معلوم ہوا ہے کہ رات کو چھاپہ مار کر ان کو کوئی قید کر کے لے گیا ہے ابھی  
 تک یہ پتہ نہیں لگ سکا۔ کہ ان کو کون قید کر کے لے گیا ہے۔ ایک ماہ بلکہ ڈیڑھ ماہ کے قریب عرصہ  
 ہو گیا ہے ابھی تک ان کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئیں۔ اور یہ معلوم نہیں ہو سکا  
 کہ ان کو کس نے پکڑا ہے۔

جاپانیوں نے ایک اور قادیانی محمد صادق کو بھی برطانیہ کے لئے جاسوسی کے الزام میں گرفتار کیا  
 اور جرم ثابت ہونے پر انہیں موت کی سزا کا حکم سنایا۔ مولف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ ان کا نام

بنیک لسٹ میں درج تھا۔ جاپانی حکومت کا حاتمہ ہوا تو ڈاکٹر سوئیکار نو مرحوم نے ۱۹۴۵ء اگست ۱۹ء کو انڈونیشیا کی آزادی کا اعلان کر دیا اور ڈچوں کے خلاف تحریک آزادی کا آغاز کیا۔

## انڈونیشیا کی آزادی اور قادیانی موقف

۱۹۴۶ء میں انڈونیشیا آزادی کی جنگ لڑ رہا تھا۔ پہلے پانچ ماہ کی حکومت تھی پھر جاپانی حکومت قائم ہوئی چونکہ اتحادی فوجوں نے ہالینڈ کو دوبارہ مستط کرنا چاہا اور برطانیہ اس سازش میں پیشین پیش تھا اس لئے مرحوم سوئیکار نو نے نہایت ثابت قدمی سے سامراجی قوتوں کا مقابلہ کیا اور آخر کار سامراج کو شکست ہوئی۔ انڈونیشیا کے متعلق قادیانی مبلغ مولوی محمد صادق مبلغ پیڈاگانگ (سماٹرا) نے مورخہ ۴ جنوری ۱۹۴۶ء کو مرزا محمود کو چار سوال لکھے کہ جیسے جن کے میں السطور قادیانی موقف ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

سوال :- پہلے انڈونیشیا میں ڈچ حکومت تھی۔ اس کے بعد جاپانی حکومت قائم ہوئی۔ پھر جاپانی حکومت بھی ختم ہو گئی۔ چونکہ اتحادی فوجوں کے آنے میں دیر ہوئی اس لئے انڈونیشیا کے لوگوں نے اپنی آزادی کا اعلان کر کے اپنی حکومت قائم کر لی۔ آزادی کا اعلان اور حکومت کا قیام اتحادیوں کے مشورہ کے بغیر ہوا۔ اس لئے اتحادیوں نے آج تک انڈونیشن آزادی اور حکومت کو تسلیم نہیں کیا۔ اس صورت میں کیا اسلام کی رو سے انڈونیشیا واقعی آزاد قرار پاتا ہے اور کیا انڈونیشن حکومت واقعی وہ حکومت ہے جس کی اطاعت رعیت پر فرض ہے یا کہ باغی جمعیت ہے۔

جواب :- واقعی حکومت تو وہی ہوگی جس کو ملک کی اکثریت قبول کرے گی۔ باقی اگر ملک کی اکثریت آزاد حکومت بنائے تو شرعاً باغی نہیں کہلائے گی بلکہ حق پر سمجھی جائے گی۔ کیونکہ ملک کو کلی طور پر فتح کر کے سابق حکومت کے قبضہ سے نکال لیا گیا تھا۔ باقی رہا سوال مصالحت اور حکومت کا اسے وہاں کے لوگ خود سمجھ سکتے ہیں۔ ہمارے نزدیک مغربی حکومت کلی آزاد حکومت نہیں بننے دے گی۔ اس لئے سمجھوتہ کرنا مفید ہے۔

سوال :- آزادی کی تحریک اور دوسرے سیاسی امور میں احمدی حصہ لے سکتے ہیں یا نہیں۔ مثلاً

انڈونیشن حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر ڈرچ لوگ دفاتروں اور کارخانوں پر قابض ہو گئے تو ہم ان سے بائیکاٹ اور سٹریمک کریں گے کیا ایسے بائیکاٹ اور سٹریمک میں شریک ہونا چاہیے۔  
**جواب ہے:** اگر انڈونیشن حکومت واقعی اکثریت کی حکومت ہے تو اوپر لکھا جا چکا ہے کہ وہ جائز ہے اس صورت میں اس کے احکام کی تعمیل شرعاً جائز ہی نہیں بلکہ پسندیدہ ہے۔

**سوال ۱:** اگر ڈرچ لوگ اس علاقے میں داخل ہوں اور انڈونیشن ان کا مقابلہ کریں تو جماعت احمدیہ کو کس طرف ہونا چاہئے۔

**جواب ہے:** میں کہہ چکا ہوں کہ مصلحت اسی میں ہے کہ زیادہ سے زیادہ حقوق حاصل کر کے صلح کر لی جائے کیونکہ سب مغربی حکومتیں منہ سے کچھ بھی کہیں ڈرچ کے ساتھ ہوں گی۔ لیکن اگر فی الواقعہ ملک میں اکثریت کی حکومت قائم ہو چکی ہے تو چونکہ وہ جائز حکومت ہے۔ احمدیوں کا اس کا ساتھ دینا جائز ہی نہیں پسندیدہ ہو گا مگر فیصلہ انڈونیشن کا ہو گا خلاف حکمت ہے۔

**جلسہ میں جاسوس ڈاکٹر** | **اگست ۱۹۳۵ء میں مرزا محمود نے تحریک جدید کے تحت ڈاکٹر**

نذیر کو جلسہ (ابن سینا) روانہ کیا۔ ان ایام میں اٹلی اور حبشہ کے درمیان جنگ جاری تھی۔ برطانوی انٹلی جنس کے یہ کارکن ڈاکٹر کے روپ میں وہاں پہنچے اطلاع سامراج نے مئی ۱۹۳۶ء میں جب حبشہ پر قبضہ کیا اور شاہ ہیل سلاسی انگلستان فرار ہو گیا تو یہ استعماری گماشتہ مرکز کی ہدایت پر فلسطین، مصر اور شام کے ممالک میں چلا گیا۔ اس کا ذکر ہم گذشتہ صفحات میں کر چکے ہیں۔ ۱۹۴۰ء میں ڈاکٹر موصوف مکہ پہنچے جہاں سے اونے پونے راز اٹھا کر قادیاں آئے۔ ۱۹۴۳ء میں جنگ کے زمانے میں مرزا محمود نے انہیں دوبارہ حبشہ اور عدن میں نام نہاد تبلیغ کے لئے روانہ کیا۔

عدن میں برطانوی تسلط کے خلاف تحریک جاری تھی۔ قادیانی ڈاکٹر نے نبوت کافرہ کی تبلیغ اور فضیلت تحریکوں کی انٹلی جنس کرنے کا فریضہ انجام دیا۔ ایک دن قادیانی مبلغ ایک مسجد میں موجود تھا کہ عربوں اور سوماہیوں نے مسجد کو گھیرے میں لے لیا۔ تاکہ اس قادیانی جاسوس کا کام

تمام کر دیا جائے لیکن کسی آئی ڈی نے مداخلت کر کے اسے بچایا۔ مؤلف تاریخ احمدیت ڈاکٹر موصوف کی ایک رپورٹ درج کرتا ہے جس میں آپ نے تحریر کیا ہے:-

ایک دن عربوں اور سونالیوں نے مسجد کو گھیرے میں لے لیا تاکہ خاکسار (ڈاکٹر نذیر) کو کالعدم کر دیا جائے۔ اسی اثنا میں سی۔ آئی۔ ڈی کا ایک آدمی میرے پاس آکر گھبراہو گیا۔ اور انگریزی میں کہنے لگا۔ ہم کو حکم ہوا ہے کہ آپ کو گھر سلامتی کے ساتھ پہرے کے اندر پہنچادیں۔ کیونکہ پیبلک مسجد کے اندر جو ریپرنٹڈے اور چاقو لٹنے کھڑی ہے۔ ان کی نیت آج آپ کے متعلق خطرناک ہے۔ میں نے کہا گورنمنٹ کی حکم مدد ملی میں نہیں کر سکتا۔ بہت اچھا! لہٰذا عدل کے علاوہ گورنر کو قادیانی مبلغ کی خطرناک سرگرمیوں پر مشتمل کئی میموزنڈم ارسال کئے اور اس کو فی الفور ملک سے نکلانے کا مطالبہ کیا۔

## مشرقی یورپ میں یہودیوں کی امداد

جنوری ۱۹۳۶ء میں تحریک جدید کے تحت مرزا محمود نے حاجی احمد خان ایاز کو بوڈا پیسٹ (ہنگری) بھیجا۔ مشرقی یورپ کے تمام علاقوں ہنگری پولینڈ وغیرہ میں نازیوں کی یہود مخالفت سرگرمیاں شروع پر تھیں قادیانیوں نے ان پر کڑی نگاہ رکھی۔ اور بہت سے یہودیوں کو ان ممالک سے بحفاظت نکلنے اور فلسطین پہنچنے میں مدد دی۔ قادیانی مبلغ نے وزیر اعظم ہنگری گباس (۱۹۳۵ء) کے مرنے کے بعد اس کے جانشین کے دوران بی (K. Bartonvi) اور گریمن پارٹی (Avarian Party) کے اراکین کی نازی پارٹی سے ساز باز پر اطلاع رکھی۔ قادیانی مبلغ محمد ابراہیم ناصر کو جسے بعض سیاسی وجوہ کی بنیاد پر امریکی حکومت نے امریکہ میں داخل نہ ہونے دیا۔ فروری ۱۹۳۶ء میں ہنگری مشن کا اسپانچ مقرر کیا گیا ایسے ہی حاجی ایاز کو حکم روانہ کیا گیا کہ وہ پولینڈ پہنچ جائے۔ مارچ ۱۹۳۶ء کے نازی پلاٹ میں جس کا مقصد حکومت کا تختہ الٹنا تھا۔ اور جس کے سربراہ فرینک زلاسی (Ferenc Szalasi) تھے۔ مولوی ناصر نے برطانوی انٹلی جنس کے لئے کام کیا انہوں نے نازی عناصر کے خفیہ منصوبے اور ان کی یہود مخالفت

سرگرمیوں کی اطلاعات فراہم کیں۔

حاجی ایاز پولیسند میں برطانوی اور یہودی مفادات کے تحفظ کے کارروائیاں کر رہا تھا۔ پولینڈ کی انٹلی جنس نے اس کی تخریبی کارروائیوں کی اطلاع پاکر حکومت کو رپورٹیں روانہ کیں۔ اسی دوران اس کا ویٹا ختم ہو گیا۔ قادیانی مبلغ کچھ روز اور ٹھہرنا چاہتا تھا لیکن حکومت نے اس کے ویزے میں مزید توسیع کرنے سے انکار کر دیا۔ اور حکم دیا کہ اسے ملک سے نکال دیا جائے۔ جنوری ۱۹۳۸ء میں یہ صیہونی گمراہی چیکو سلوواکیہ چلا گیا۔ جہاں یہ صیہونی عالمی تنظیم ٹی بی پی کے پر یہودیوں کو نکالنے اور فلسطین بھجانے کی تدابیر کر رہی تھی۔ قادیانی مبلغ نے اس علاقے میں حکمت کی پوری کوشش کی۔ لیکن وارسا کی انٹلی جنس نے اس کو ٹھہرنے نہ دیا مجبوراً اس نے قادیان کی راہ لی۔

یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی کہ قادیانیوں نے خفیہ اور اعلانیہ طور پر اٹلی کی فسطائی حکومت اور تازی حکومت کے خلاف سازشیں کیں۔ اٹلی جنس یہودی جلاوطن ہستے اور قادیانی مبلغین برطانوی سامراج کے تسلط و اقتدار کے قیام کیلئے ایک دوسرے کے دست و بازو تھے اور مل جل کر کام کرتے تھے۔ یہ لوگ ہر ملک میں جا کر اپنے انداز سے وہاں کے حالات کا گہرا مشاہدہ کرنے کے بعد بخوبی سرگرمیوں کا آغاز کرتے تھے۔ برطانوی نو فصل خانے سفراتی مراکز خفیہ یہودی تنظیموں کے اڈے اور قادیانی مشنوں نے ایک ایسا جال بچھا رکھا تھا جس میں آزادی کے متوالوں کو پھانسا جاتا اور بھرتی ہوئی تحریکوں کا قلع قمع کیا جاتا تھا۔

اپریل ۱۹۳۶ء میں مرزا محمود نے مولوی محی الدین کو البانیہ روانہ کیا۔ اس زمانہ میں اٹلی اور البانیہ کے تعلقات مستحکم ہو رہے تھے لیکن مسلمان احمد روغوبے کی حکمرانی کے خلاف نفرت کا اظہار کر رہے

البانیہ اور یوگوسلاویہ  
میں سازشیں

تھے۔ البانیہ کی جنوبی ریاستوں میں مسلم رہنماؤں کی ایسی تحریکات جاری تھیں جن کا مقصد سیاسی حقوق کا تحفظ تھا۔ قادیانی مبلغ محی الدین نے مسلمانوں کی اجتماعیت کو توڑنے اور اس علاقے کو سامراجی

تسلط میں لانے کے لئے جہاد کی تیئخ اور برطانیہ کی اطاعت پر مشتمل کچھ مواد شائع کر یا جس کی پاداش میں اسے ملک سے نکال دیا گیا۔ جہاں سے یہ پہلے بلگرام (ریگولسلاویہ) اور پھر البانیہ چلا گیا۔ البانیہ میں اس نے سرحدی عوام کو برطانوی سامراج کے اقتدار کی خوبیوں سے روشناس کرانے کا سلسلہ شروع کیا اس نے بوڈاپسٹ (دارالحکومت ہنگری) کے ایک سامراجی جاسوس شریف (دوتسا کو ساتھ ملا کر جولائی ۱۹۳۷ء میں البانیہ کے قریبی علاقے کو سوا میں استعماری اڈا جرایا۔ یہ علاقہ ریگولسلاویہ کے ماتحت تھا۔ ریگولسلاویہ کی حکومت کو قادیانیوں کی سرگرمیوں کی اطلاع ہوئی تو اس نے ۵ جون ۱۹۳۸ء کو انہیں ملک سے نکل جانے کا حکم دیا۔ جہاں سے یہ بلخاریہ چلا گیا۔ شہر صوفیہ میں ایک ماہ رہنے کے بعد اٹلی کے لئے روانہ ہوا۔ اور جب دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی تو مصر پہنچ گیا۔

مولف تاریخ احمدیت قادیانی مبلغ کی نام نہاد تبلیغی سرگرمیوں کے بارے میں رقم طراز ہیں:-

”مولوی محمد دین حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (مرزا محمود) کی آواز پر ۱۹۳۵ء میں البانیہ گئے جہاں کے فرماں روا احمد زرعوا اور علاقے سرحدی پٹھانوں کی ماتحت تھے۔ ۱۹۳۶ء میں لوگوں نے پولیس میں رپورٹ کر دی۔ کہ نوآر جہاد ویلف کا قائل نہیں اور لوگوں میں اس کے خلاف خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ اچانک ایک روز پولیس نے مولوی صاحب کو مہراہ لے کر طویل گفتگو کی اور نقل و حرکت پر پابندی لگا دی اور کہا کہ افسران بالا کے احکام کا انتظام کریں۔ چند دنوں بعد پولیس نے مولوی صاحب کو البانیہ سے ریگولسلاویہ کی سرحد میں داخل کر دیا۔ آپ سرحد کی ہدایت پر البانیہ اور ریگولسلاویہ کے خط فاضل کے علاقے میں تبلیغ کرتے رہے۔ ہنگری کے شریف دوتسا کے مشورے سے ایک شخص سے شراکت کر کے چائے کی دکان کھول لی جو تبلیغی اڈے کے طور پر استعمال کی گئی۔ شریف دوتسا بلگرام میں نیشنل کمیٹی کے ممبر تھے۔ اور ان کا چھوٹا بھائی فوج میں لفٹیننٹ تھا۔“

قادیانی مولف مزید فرماتے ہیں کہ ”حالات نے ایک دم یوں پٹیا کھایا کہ البانیہ کی پولیس کے کاغذ بلگرام پولیس کے پاس پہنچ گئے۔ مولوی صاحب اس وقت مرکز سے باہر تھے۔ پولیس کے شبہ کو تقویت کی گنجائش نکل آئی۔ اور انہوں نے بار بار چکر لگانے شروع کئے۔ اور آخر کار گرفتار کر کے ۲۴ گھنٹے

کے اندر اندر بلغراد سے نکل جانے کا حکم دیا۔ شریف دو تہا اور اس کا بھائی اس سیاسی معاملہ میں کچھ مدد نہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ مولوی صاحب نے ان کو الگ رہنے کی ہدایت کی۔ اور صرف یہ کہا: "اگر آپ میرے شریک کار سے میری رقم نکلوا دیں تو سفر کی آسانی رہے گی۔" ہوا یہ کہ وہ شخص پولیس کی آمد دیکھ کر سب کچھ فروخت کر کے دکان بند کر کے بھاگ گیا۔ پولیس نے مولوی صاحب کو یونان کی سرحد میں داخل کر دیا جہاں سے وہ اٹلی میں ملک محمد شریف کے پاس چلے گئے۔

شریف دو تہا کو جولائی ۱۹۳۶ء میں البانیہ کی کمیونسٹ حکومت نے ان کے خاندان سمیت قتل کر دیا۔ البتہ اس کا لڑکا بہرام بعض قادیانی فوجیوں کی مدد سے سامراجی غلبہ و تسلط کے قیام کے لئے البانوی حکومت سے برسرِ پیکار رہا۔ اس کا ذکر مرزا محمود نے ایک خطبہ میں کیا ہے۔

یکم فروری ۱۹۳۶ء کو تو سحر یکب جدید کا مبلغ محمد شریف گجراتی سپین کے لئے روانہ ہوا۔ ۱۹۳۴ء میں سپین کے علاقہ بارسیلونا میں عام ہڑتال کی گئی اور سوئٹسلٹ عناصر نے میڈرڈ میں فسادات کرائے۔ ستمبر

## سپین اور اٹلی میں جاسوس مبلغ

۱۹۳۵ء میں لورو (۱۹۰۶-۲۰۰۰) کی کابینہ کے ختمی کے بعد سپین میں خانہ جنگی شروع تھی عین اسی زمانے میں قادیانی مبلغ میڈرڈ پہنچا۔ جنرل فرانکو اقتدار حاصل کرنے کے لئے نبرد آزما تھے۔ اطالوی جرمن اور برطانوی سامراج اس سول وار سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔

مولف ناریخ احمدیت لکھتے ہیں کہ "حالات زیادہ مخدوش ہو گئے۔ تو برطانوی سفیر میڈرڈ نے آپ کو سفارت خانہ بلایا اور برٹش رعایا کے ساتھ آپ کو بھی حکماً دار الحکومت میڈرڈ سے لندن بھجوا یا۔" ایک ہفتہ لندن گزارنے اور تازہ ہدایات حاصل کر کے ملک شریف جبرالٹر روانہ ہوئے۔ جہاں حکومت کی خاص پابندیوں کے باعث اسی جہاز میں فرانس کی ایک بندرگاہ میں اتارے گئے۔ آپ نے مرزا محمود سے قادیانی رابطہ قائم کیا۔ مرزا صاحب نے حکم دیا کہ اٹلی چلے جائیں۔

سپین میں قادیانی مبلغ نے میڈرڈ بار ایسیوسی ایشن کے صدر کو قادیانی بنایا اور لان کا نام



کونٹ غلام احمد رکھا۔ قادیانی کونٹ نے ایک یوں عرصہ تک کیونسٹوں کی تحریکات پر نظر رکھی اور برطانوی سفارت خانے کے آدکاسکے طور پر کام کیا۔ اور پھر سپین سے فرار ہو کر البانیہ چلا گیا۔ قادیانی مبلغ ملک شریف لکھتے ہیں۔

”کونٹ غلام احمد کو سپین سے نکلنا پڑا عرصہ کے بعد البانیہ پہنچے جہاں اپنی عمر کا باقی ماندہ حصہ بسر کر کے یمن اس وقت آپ کی وفات ہوئی جب کہ میں جنگ عالم گیر ثانی کے دوران دشمن کے قیدی کیمپوں میں بے کسی کے ساتھ زندگی بسر کر رہا تھا۔ آپ کی اہلیہ آمنہ کو میڈرڈ پولیس نے گرفتار کر کے ہر روز ڈراؤ و صہکاؤ کے ساتھ گوئی سے اڑا دینے کی دھمکیاں دیں اور یہی بتایا جاتا رہا کہ اگلی صبح آپ کو گوئی مار کر اڑا دیا جائے گا یہ سنا

جنگ عظیم کے دوران قادیانی مبلغ اپنی شرمناک سرگرمیوں کے باعث اٹلی کی قید میں رہا۔ جب اتحادیوں کو فتح حاصل ہوئی اور ان کی فوج اٹلی کے شہر فلارن میں داخل ہوئی تو مبلغ مذکور نے ایک ہندوستانی کمانڈر سے رابطہ پیدا کر کے رہائی حاصل کی۔ اس کی قادیانی بیوی سلیمہ ناتون بھی قید میں تھی اسے بھی رہا کر دیا گیا۔ بعد میں یہ دونوں انڈین آرمی ایجوکیشن کے تحت فلارن یونیورسٹی میں لیکچرار مقرر ہوئے۔

قادیانی مبلغ اپنی خدمات اور کارکردگی کی بدولت اٹلی میں کام کرنے والے اتحادی کمیشن کے ساتھ اپریل ۱۹۴۷ء تک کام کرتا رہا۔ اس دوران مرزا محمود نے دو نئے مجاہد امیر محمد ابراہیم خلیل اور موادی محمد عثمان اٹلی روانہ کئے اور ملک شریف نے کو دوبارہ اٹلی کا امیر مقرر کر دیا گیا۔ یہ دو مجاہد سسلی کے مخصوص سیاسی حالات کے باعث میسینہ (Messina) بھیجے گئے۔ لیکن وہاں کی حکومت نے ۲۴ گھنٹے کے اندر انہیں ملک چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ بعد ازاں اس حکم کو مقامی حکام اعلیٰ سے مل کر منسوخ کر لیا گیا اور جلد ہی اٹلی مشن بند کر دیا گیا۔

قادیانی مبلغ کی ایک رپورٹ ملاحظہ کریں جس سے حقیقت تبلیغ آشکار ہوتی ہے۔ ناظم تحریک جدید کو اٹلی سے لکھتے ہیں۔ کہ عیسائی فرقے سینا کے ذریعہ تبلیغ کرتے ہیں۔ ”میرا ارادہ ہے کہ تجھ پر یہ تقریر

اور نالٹھی ذرائع سے احمیت کی تبلیغ کی جائے۔ زمانہ گزشتہ کے مذاہب اور ان کے لیڈرز تمام نالٹش میں آجائیں (سینا کے رنگ میں معلوم ہوتا ہے) تحفہ پرنس آف ویلز پڑھنے پر مجھے ایک کتاب فلم کے اصول پر لکھنے کا خیال ہے اس کا نام

(British Empire in 1947)

برطانوی حکومت ہمیشہ کے لئے، ہوگا اس میں حکومت انگلشیہ کی رعایت کو نظر رکھتے ہوئے لوگوں پر یہ ظاہر کرنا ہے کہ موجودہ زمانہ میں بین الاقوامی تمدن اور اخلاق صرف احمیت کی پیروی میں ہے۔

جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ مارچ ۱۹۳۶ء میں سپین کا قادیانی مشن بند ہو چکا تھا اور مبلغ سپین ملک محمد شریف گجراتی اٹلی میں مقیم تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد مزاحموند نے لندن سے وسط ۱۹۴۶ء میں سحر یک جدید کے دو مبلغ مولوی کرم الہی ظفر اور مولوی محمد اسحاق کو سپین کے دار الحکومت میڈرڈ روانہ کیا۔ تاکہ اس مشن کو دوبارہ کھولیں لیکن یہ مشن خاص پولیس کی نگرانی میں کام کرتا رہا۔ مؤلف تاریخ احمدیت لکھتے ہیں:-

” ۱۹۴۵ء میں جرمنی کی شکست کے بعد جب بین الاقوامی سیاست نے پلٹا کھایا تو اس ملک سپین کی خارجہ پالیسی میں کسی قدر پچک پیدا ہو گئی۔ اور اس نے اسلام کے نام سے انتہائی نفرت کے باوجود شام، شرق اردن، سعودی عرب اور ترکی وغیرہ مسلم ممالک سے سفارتی تعلقات قائم کر لئے اس طرح خدا کے فضل و کرم سے اگرچہ مبلغین احمیت کو بھی سپین میں داخلہ کی اجازت مل گئی مگر خفیہ پولیس مشن کی خاص نگرانی پر متعین کر دی گئی تھی۔“

قادیانی مبلغ محمد الدین البانیہ اور بلگرڈ میں سامراج کی مہات کو پروان چڑھانے کی پاداش میں وہاں سے نکالے

## مکہ مکرمہ میں قادیانی جاسوس

گئے اور اٹلی میں ملک شریف کے پاس قیام پذیر ہوئے۔ اٹلی میں انہیں شریف دوست ملا۔ جس کے متعلق ہم بتا چکے ہیں کہ ۱۹۴۷ء میں اسے تمام خاندان سمیت البانوی حکومت نے قتل کروا دیا تھا۔ شریف دوستانہ انہیں معقول رقم دے کر اٹلی سے بلا کر ایہ مکہ جانے والے جہاز میں حجاز بھجوا دیا۔ مکہ میں

انہوں نے ایک مکان کرایہ پر لیا اور چپکے چپکے برطانوی سفارت خانے کے اشارے پر کام کرنے لگے۔ انہوں نے اعلیٰ حکام تک رسائی حاصل کی جتنی کہ جلالتہ الملک شاہ سعود کے ہندوستانی ملاقاتیوں کے ترجمان بن گئے۔ اور کئی خفیہ لائبریریوں کو سمجھواتے رہے۔ یہ قادیانیوں کی بڑی جسارت تھی۔ بہر حال ایک طرف تو یہ قادیانی شاہ سعود کے ترجمان ہونے کے فرائض ادا کر رہے تھے اور دوسری طرف قادیانی عناصر ایک عرصے سے سعودی حکومت کے خلاف مکروہ پروپیگنڈا کر رہے تھے۔ یہ سلسلہ ۱۹۲۶ء سے شروع ہوا تھا۔ جب قادیانیوں نے ابن سعود کے مقتدر صاحب زادے امیر فیصل کو انگلستان میں قادیانی مسجد خرابی کے افتتاح کی دعوت دی جسے آپ نے مسترد کر دیا۔ اس کو بنیاد بنا کر سعودی حکومت کے خلاف زہر اگلا جاتا رہا۔ مرزا محمود نے کئی قادیانی مکہ و مدینہ میں سازشوں کے لئے تعینات کر رکھے تھے۔ بعض کو حج کے مواقع پر انگریزوں سے ساز باز کر کے روانہ کیا جاتا۔ ۱۹۲۹ء میں مرزا محمود نے جامعہ احمدیہ پاڈونگ (سائٹرا) کے ایک قادیانی ڈمنگ ڈالو کو مولوی رحمت علی قادیانی کے ہمراہ مکہ بھیجوا دیا۔ جہاں ارتداد کی تبلیغ اور مذموم سیاسی کارروائیوں کی بنا پر مکہ کی حکومت نے اسے جیل میں ڈال دیا۔ اسی طرح کئی اور قادیانیوں کو بھی سعودی حکومت ان کی سازشوں اور نبوت کا ذریعہ کی تبلیغ کی بنا پر گرفتار کر کے جیل بھیجتی رہی۔

قادیانی مبلغ محمد الدین نے رفتہ رفتہ پُر پُر نکلے۔ اور قادیانیت کی تبلیغ شروع کی لیکن اسی دوران اس کی سرگرمیوں کی اطلاع پاکستان کو جاسوسی کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا مولف تاریخ احمدی لکھتے ہیں:-

”ایک روز کسی نے پولیس کو اطلاع دے دی کہ ہندی اور عرب لوگ اکثر اس ہندی مولوی کے پاس آتے ہیں۔ یہ انگریزوں کا جاسوس معلوم ہوتا ہے۔ پھر کیا تھا پولیس نے فوراً مولوی صاحب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ یہ جیل حیوانوں کے لئے بھی موزوں نہ تھی۔ چہ جائے کہ اس میں انسانوں کی بسواؤں ہوتی تھی۔ کھانا کم اور ردی ملتا تھا۔ اور وہ بھی بے قاعدہ۔ جیل کے قیدیوں کو کوڑے بھی نکلے بدن پر مارے جاتے تھے۔ اور لوگوں کے چلانے کی آواز جیل کے کونوں تک سنائی دیتی تھی۔ مولوی صاحب نے

لکھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے تصرف سے اس بار اور برہنگی سے محفوظ رکھا ایک ہفتہ بعد ہندوستانی  
تو نسل سیدول شاہ صاحب مقیم جدہ کی کوشش سے رہائی حاصل ہوئی۔

برطانوی مداخلت سے رہا ہونے کے بعد ۱۹۲۲ء میں مولوی قادیان آئے۔ اس سال کے اواخر میں جب  
جنگ عظیم دوم جاری تھی۔ مرزا محمود نے نہیں کو ڈربن (جنوبی افریقہ) جانے کا حکم دیا۔ یہ شخص برطانیہ کے  
نیول اٹلی جنس جہاز میں جا رہا تھا۔ جسے جرمن کی آبدوزوں نے غرق کر دیا۔ اس طرح یہ قادیانی مبلغ مزید  
سازشوں کی انجام دہی سے پہلے ہی ڈوب مرا۔

**افغانی جاسوس** | یورپ کے علاوہ ایشیا کے کئی علاقوں خصوصاً افغانستان میں جنگ عظیم  
کے دوران قادیانیوں کی سرگرمیاں تیز ہو گئیں۔

۱۵ فروری ۱۹۳۹ء کو قادیان سے ایک تربیت یافتہ جاسوس ولی داد کو کابل روانہ کیا گیا۔ لیکن ان کے  
خاندان کو اس تخریب کاری کا علم ہو گیا انہوں نے غیرت ایمانی کے تحت اس کو قتل کر کے اس کی بے گور و کفن  
لاش کہیں پھینک دی۔

**برطانیہ کے وقادار** | افریقہ میں قادیانیوں نے استعماری طاقتوں کی شہ پر پہلی جنگ عظیم کے  
زمانے ہی سے کام شروع کر دیا تھا چونکہ یہ علاقہ کئی سالوں سے استعماری

کی سیاسی ریشہ دانیوں کا مرکز تھا اس لئے انہیں پھلتے پھولنے کے خوب مواقع میسر آئے۔ ۱۹۲۱ء میں  
افریقہ میں باقاعدہ مشن قائم کیا گیا اور لندن سے مولوی عبدالرحیم نیر کو نائبیجیر یا روانہ کیا گیا۔ قادیانی مشنوں  
کی غرض و غایت ایک نہایت مستند تاریخہ دی کیمبرج ہسٹری آف اسلام، مولفہ پولٹ، ایمپٹن انڈی  
لیوس، لندن نے بڑی عمدگی سے بیان کی ہے۔ مولفین رقم طراز ہیں:-

”پہلی جنگ عظیم کے دوران احمدی فرقہ کے لوگ مغربی افریقہ کے ساحل لیبیا تک پہنچے جہاں لیبیوں  
اور فری ٹائون کے چند نوجوان ان تک پہنچے۔ ۱۹۲۱ء میں پہلی بار ہندوستانی مشنری وہاں آئی۔ اگرچہ یہ لوگ  
کسی عقیدے کا پرچار نہیں کر سکے۔ لیکن ان کا ارادہ مسلم آبادی کے اندرونی علاقوں میں قدم جمانا تھا۔

یہ لوگ زیادہ تر جنوبی۔ تاجخیر یا۔ جنوبی گولڈ کوسٹ اور سیرالیون میں سرگرم عمل ہے۔ ان لوگوں نے ان مسلمانوں کے دستوں کو مضبوط کیا۔ جو کہ مملکت برطانیہ کے حدود جبہ و فادار تھے۔ اور ان علاقوں میں اسلام کو جدید تقاضوں سے ہم کنار کرتے رہے (۱۸۵۰ء ترجمہ)

ایشیا اور افریقہ میں جہاں جہاں برطانوی نوآبادیات تھیں وہیں قادیانیوں نے اپنے مشن قائم کئے اور برطانوی حکام نے ان کی ہمہ طو مدد کی۔ بیرون ملک کے مسلمان اس بات پر حیران ہوتے ہیں کہ قادیانی مشن انہی علاقوں میں کیوں نہیں جہاں انگریزوں کا نوآبادیاتی پرچم لہرایا کرتا تھا۔ فرانسیزیوں یا دوسرے علاقوں میں کیوں نہیں؟ (مذکورہ افریقہ ازبرگیڈیر گلزار احمد ص ۲۸) ان نوآبادیات میں قادیانیوں کی سرپرستی کا جو عالم تھا اس کا اجمالی ذکر اسلام ان افریقہ کے مصنف جے پینٹر ٹرننگھم کے الفاظ میں سنئے :-

احمدیہ مشنری مرزا مبارک احمد کے زیر قیادت ۱۹۳۴ء میں ممباسہ پہنچا۔ سال کی فضا کو اپنے پروپیگنڈے کے لئے انتہائی موزوں پا کر انہوں نے اگلے بتورہ میں اپنا مرکز بنایا۔ ۱۹۳۷ء میں بتورہ میں ایک سکول قائم ہو گیا۔ اور ۱۹۳۸ء میں (انگریزوں کی نوآبادیاتی حکومت) نے گرانٹ دینی شروع کی لیکن اس آبادی پر یہ مسجد کھل چکا تھا کہ یہ لوگ شریعت اسلامی سے منحرف ہو چکے ہیں اس نے ان کی سرگرمیوں کی زبردست مزاحمت کی۔ یہاں تک کہ انہیں اپنا سکول بند کرنا پڑا (ص ۱۰۹)

۴۰۰ کیمبرج ہسٹری آف اسلام ص ۴۰۰

۲۷ اردو ڈائجسٹ لاہور۔ جولائی ۱۹۷۴ء مقالہ: سیاست کی غصیہ غریبی تنظیم۔ ادوآباد شاہ پوری

# جنگِ عظیم دوم اور قادیانی تخریب کار

ستمبر ۱۹۳۹ء میں جنگِ عظیم دوم چھڑ گئی۔ جرمنی کی نازی حکومت یہودیوں کو ملک سے نکالنے کی پالیسی پر سختی سے عمل پیرا تھی۔ صیہونیزم کے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جرمن یہود کو فلسطین میں بسانے کا ایک جامع منصوبہ تیار کیا۔ سابق وزیر اعظم اسرائیل لیوی ایشکول جرمنی جانا اور بعض نازی افسروں سے ساز باز کر کے یہودیوں کو نکال لانا۔ یہودی مصنفین ڈیوڈ اینڈ کمپ (David-Kimel) اپنی کتاب خفیہ راہوں (Secret Roads) میں انکشاف کرتے ہیں کہ یہودی وفد جرمنی میں یہودیوں کو بچانے کے لئے نہیں جاتے تھے بلکہ وہ ان نوجوانوں اور عورتوں کی تلاش میں سرگرداں رہتے جو فلسطین جانے پر آمادہ ہوں اور فلسطین میں یہود کی جدوجہد اور معرکہ آرائیوں میں ان کی مدد کریں اور انہیں قیادت مہیا کرنے کے اہل ہوں۔

فلسطین میں دہشت پسند یہودی تنظیموں ہگانہ اور سٹرن نے ظلم و بربریت کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ جنگ کے آغاز ہی میں ان کی سرگرمیاں بام عروج کو پہنچ گئیں۔ یہودی ایجنسی کی مجلس عاملہ نے برطانیہ پر دباؤ ڈالا کہ ایک خالص یہودی فوج تیار کرے جس کا الگ جھنڈا ہو تاکہ یاد رہے اسی زمانے میں مرزا محمود نے نیم فوجی قادیانی تنظیم شیئل لیگ کو منظم کیا۔ جس کا جھنڈا 'لوائے احمدیت' تھا۔ یہودی چاہتے تھے کہ وہ اپنی الگ برطانیہ تیار کر کے برطانیہ کی طرف سے لڑیں۔ اس کے برعکس عربوں کی اکثریت انگریز اور اس کے اتحادیوں کی سخت مخالفت اور محوری طاقتوں کی حامی تھی۔ جو عرب انگریزی فوج میں بھرتی تھے ان کی بڑی تعداد اسلحہ، رائفلیں اور دیگر سامان لے کر فرار ہوتی رہی اور اکثر

مواقع پر متحد ہو کر انگریزی فوج کے خلاف صحت آرائی ہوئی۔ یہودیوں نے ۲۱ ہزار سے زائد آدمی فوج میں بھرتی کر لئے۔ جنگ کی افرائفری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے فلسطین پر گرفت مضبوط کر لی۔ برطانوی انتظامیہ کی کمزوریوں سے بھی پورا پورا فائدہ اٹھایا گیا۔ جیوش ایجنسی نے جنگ کے آخری سالوں میں ہنگامہ کے پانچ ہزار فضا کار دستوں نے مدرسے سے ایک متوازی شیڈ ڈوگورنٹ قائم کر لی

## قادیانی خدمات

جنگ عظیم کے آغاز سے ہی جہاد کی مخالفت، برطانوی صیہونی آل کار جماعت احمدیہ نے انگریزوں کو اپنی ہر نوع کی حمایت کا یقین دلایا۔ جنگ عظیم اول کی طرح کئی قادیانی برطانوی کمپنیوں کے ساتھ جاسوسی اور خفیہ خبر رسانی کے لئے تعینات کر دئے گئے۔ کچھ مبلغوں کے ہمیں اتحادیوں کے مخالف مالک اور کیونسٹ علاقوں میں چلے گئے۔ تاریخ احمدیہ کے لہفہ لکھتے ہیں کہ مرزا شریف احمد نے سندوستان کے طول و عرض سے بھرتی کے لئے قادیانیوں کو جمع کیا اور جنگی اعتراض کے لئے چندہ اکٹھا کیا۔ ۱۶ ہزار آدمیوں کی بھرتی دی گئی۔ جن کا سالانہ چندہ ایک لاکھ کے قریب پہنچ گیا۔ مولف مذکور رقم طراز ہے کہ احمدی سپاہیوں نے اندرون اور ملک کے باہر مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید میں فوج شناسی، شجاعت اور بہادری کے خوب جوہر دکھائے۔ اس ضمن انہیں ہانگ کانگ وغیرہ علاقوں میں ہندوستانی فوجیوں کی مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ اور جاپان کی قید و بند کی صعوبتیں بھی جھیلنا پڑیں۔ بابو سہاش چندر بوس کی آئی۔ این۔ اے کے خلاف قادیانی سازشوں کا ذکر گذشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔

## سیاسی جوڑ توڑ کا مرکز

جنگ عظیم کے ایک سال بعد (۱۹۲۰ء) قادیان میں جو سیاسی جوڑ توڑ جاری تھا اور سامراج کے لئے جو خدمات انجام دی جا رہی تھیں لاہوری مرزائیوں کے اخبار پیغام صلح لاہور نے ان پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر کیا۔ قادیانی جماعت کی ترقی اور قادیان کی موجودہ شان و شوکت کی حقیقت ہمیں خوب اچھی طرح معلوم ہے۔ اس میں شک نہیں قادیانی جماعت تعداد کے لحاظ سے بہت ترقی کر رہی ہے۔

اور اس کی تنظیم کا غلغلہ بہت بلند کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس ترقی و تنظیم کی حیثیت ہمارے نزدیک کیا ہو سکتی ہے۔ جب کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ کثرت تعداد کے باوجود قادیانی جماعت خدمت دین اور اشاعت قرآن کی سعادت سے روز بروز محروم اور دور ہوتی جا رہی ہے۔ اس کی بجائے سیاستا کا شوق ترقی کر رہا ہے۔ خدمت دین کے جنوں اور شوق کی بجائے اس جماعت کو سیاسی فتنوں اور الجھنوں نے پوری طاقت سے جکڑ لیا ہے۔ قادیان کی شان و شوکت کا خلاصہ یہ ہے کہ اس میں قصر خلافت کی عمارت کھڑی کر لی گئی ہے جناب خلیفہ صاحب اور دوسرے لوگوں کی شاندار کوششیں تعمیر ہو گئی ہیں۔ اس کی آبادی بڑھ گئی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی جناب خلیفہ صاحب اور ان کے مصاحبوں کی افسوسناک روش کی بدولت اس کی نیک شہرت برباد ہو رہی ہے اس بستی کے ماحول پر روحانی پاکیزگی اور اسلامی سادگی کی بجائے قادیانی نظام حکومت کا نوابی تشدد مسلط ہے۔ اب قادیان میں تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کے وسائل اور طریقوں کی بجائے سیاسی جوڑ توڑ اور مقدمہ بازی کی سیکمیں سوچی جاتی ہیں۔ اس شان و شوکت اور ان سر بلبلاک عمارتوں کو کیا کیا جانے جن میں غلبہ اسلام کے کسی کام کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔

## مفتی اعظم کے خلاف جاسوسی

جنگ عظیم دوم کے دوران ۱۹۴۱ء میں محوری طاقتوں کا دباؤ مشرق وسطیٰ کی طرف بڑھ گیا تھا۔ جرمن افواج جنرل رو میل کی زیر کمان ۲۱ جون ۱۹۴۱ء کو طبرون کے قلعہ پر برطانوی افواج کو شکست فاش دے کر مصر کے اندر العالمین تک پہنچ گئیں۔ جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں عربوں نے زیادہ تر محوری طاقتوں (جرمنی، اٹلی وغیرہ) کا ساتھ دیا۔ اور برطانیہ اور اس کے اہل بقول کی مخالفت کی۔ مفتی اعظم فلسطین لبنان میں جلا وطنی کی زندگی گزار رہے تھے اور وہاں سے فلسطین کی آزادی کی جدوجہد کی قیادت فرما رہے تھے۔ برطانیہ نے فرانس پر دباؤ ڈالا کہ وہ مفتی اعظم کو ان کے حوالے کر دے۔ کیونکہ ان کی سرگرمیاں جنگ کے ایام میں تشویشناک حد تک بڑھ گئی ہیں۔ فرانس اس بات پر رضامند ہو گیا۔ کہ وہ آپ کو اپنے زیر انتداب علاقے لبنان سے گرفتار کر کے انگریز



کے حوالے کر دے۔ مفتی اعظم کو کسی طرح سے بیخبر پہنچ گئی۔ آپ فرانسسیسی حکام کی آنکھوں میں دھول  
 جھونک کر عراق پہنچ گئے۔ عراق کا وزیر اعظم نوری السعید انگریز کا حامی تھا۔ اس نے بظاہر تو آپ  
 کو خوش آمدید کہا۔ لیکن دل ہی دل میں بہت گھبرایا۔ البتہ عراق کے فوجی کمانڈر رشید الگیلانی انگریز  
 کے سخت دشمن تھے۔ مفتی اعظم سے ان کے گہرے تعلقات تھے۔ آپ نے جنگ کے ایام میں عراق  
 میں فلسطینی مجاہدین کی عسکری تربیت کا انتظام کیا اور انہیں ایک خاص زبردست فوجی دستے میں  
 تبدیل کر دیا۔ اپریل ۱۹۴۱ء میں رشید الگیلانی نے عراقی حکومت کا تخت الٹ کر برطانوی سامراج  
 کے اقتدار و تسلط کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اس واقعے سے برطانیہ کو سخت تشویش لاحق  
 ہوئی۔ اس نے فوراً اپنی فوج کی ایک خاصی تعداد سے عراق پر پہلہ بول دیا۔ قادیانی اعظم کے  
 پیچھے سامنے کی طرح گھمے ہوئے تھے عراق کا قادیانی مشن جنگ کے دوران پوری مستعدی  
 کے ساتھ اتحادیوں کے لئے کام کر رہا تھا۔ مفتی اعظم نے جب رشید الگیلانی کی حمایت کا اعلان  
 کیا تو برطانوی آلہ کاروں نے ان کے خلاف وہ طوفان بدتمیزی اٹھایا جس کی مثال ملنی مشکل ہے  
 شام میں منیر الحسینی اور فلسطین میں چوہدری تریب نے برطانیہ نواز عرب پریس میں مفتی اعظم کے  
 خلاف مہم چلائی۔ ہندوستان میں قادیانی پرچوں نے بڑے محتاط انداز میں مفتی اعظم اور رشید  
 الگیلانی کے خلاف سبب و شتم اور کردار کشی کی تحریک جاری رکھی۔ مرزا محمود نے آل انڈیا ریڈیو  
 سے اس موضوع پر ایک تقریر کی اور مقدس مقامات مکہ مدینہ کے تحفظ کی آڑ لے کر اتحادیوں کی  
 مخالفت عرب ممالک کی باغیانہ سرگرمیوں اور تحریکوں کی مذمت کی اور ان کی روک تھام پر زور دیا  
 ۲۱ مئی ۱۹۴۱ء کو بغداد نے ہتھیار ڈال دیے۔

اندرون عراق انگریز مفتی اعظم کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے کے لئے باڈو لاہور بلا سکا۔ قادیانی،  
 صیہونی اور برطانوی اٹالی جنس سامنے کی طرح آپ کے پیچھے لگی ہوئی تھی۔ اور ہر طرح سے

۱۵ تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں 'سامی خدادی کی تصنیف'، بیٹر ہاروسٹ، نیویارک، ۱۹۶۷ء

۱۵ تاریخ احمدیت جلد نہم ص ۲۲۷

آپ کو زک پہنچانا چاہتی تھی۔ مفتی اعظم اسپی۔ یادیں اور تاثرات۔ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انگریز کے جاسوس اور مخبران کے چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔ جوان کی ہر ایک بات اور نقل و حرکت پیکل نظر رکھتے تھے۔ عراق کی وزارت داخلہ میں برطانوی مشیر ایڈناس (Adnan) آپ کو اچک لے جانے کی سازش کر رہا تھا۔ یہودی دہشت پسند تنظیم ارگون کے رضا کار دستہ کا کمانڈر سائیل خاص طور پر اغوا کی نیت سے عراق آیا۔ لیکن آپ ۱۹۴۱ء کے اواخر میں ایران چلے گئے۔ ایران میں برطانوی روسی اثرات بڑھنے لگے تو افغانستان کی حکومت نے ایران میں مقیم اپنے سفیر کی معرفت کابل میں قیام کی دعوت دی۔ افغانستان کے وزیر خارجہ فیض محمد خان سے آپ کی پرانی دوستی تھی۔ یوں بھی مفتی اعظم افغانستان کے جذبہ جہاد و حریت کے بڑے مداح تھے۔ افغانستان میں قیام کے زمانے میں آپ نے فیض محمد خان کے کہنے پر افغانستان اور عراق اور افغانستان اور مصر کے باہمی سفارتی تعلقات استوار کرائے۔ افغانستان میں مرزا محمود نے قادیانی انتہی جنس کو مفتی اعظم کے پیچھے لگا دیا۔ اور کابل کے برطانوی سفارت خانے میں ملازم ایک قادیانی آپ کی گرفتاری کے لئے سازش کرنے لگا۔ زین العابدین ولی اللہ شاہ اور اللہ دتہ جالندھری نے اس ہم کو بڑی سرگرمی سے جاری کیا اور محمد یوسف پشاوری امیر جماعت سرحد کو اس کا نگران مقرر کیا گیا مفتی اعظم نے اس قادیانی سازش کے بارے میں خود بھی انکشاف فرمایا ہے جب آپ کو پوری طرح سے معلوم ہو گیا کہ ایک ہندی الاصل قادیانی برطانوی سامراج کے اشارے پر آپ کو پکڑنے اور ہندوستان میں قید کرنے کے لئے کام کر رہا ہے۔ جو افغانستان کے برطانوی سفارت خانے میں ملازم ہے تو آپ نے قادیانی سازش کے باعث بادلِ نحواستہ افغانستان کو چھوڑا اور استنبول شریف لے گئے۔ اور پھر صوفیہ بلغاریہ۔ رومانیہ اور ہنگری ہوتے ہوئے اٹلی پہنچے۔ اٹلی میں مسولینی نے آپ کا استقبال کیا۔

۱۹۴۲ء میں امریکی سینٹ کے ۶۳ ممبروں اور کانگریس

سرفر اللہ کی لندن میں تقریر

کے ۱۸۱، اراکین نے امریکہ کے صدر روز ویلٹ سے ملاقات کی اور مطالبہ کیا کہ آزاد یہودی ریاست قائم کرنے کے لئے برطانیہ پر دباؤ ڈالا جائے۔ مئی ۱۹۴۲ء میں امریکی صیہونیوں نے بلٹ مور پروگرام تیار کیا جس کی رُو سے طے پایا کہ برطانیہ جنگ عظیم کے خاتمے پر فلسطین میں آزاد یہودی ریاست کے قیام کا اعلان کرے۔ اور فلسطین میں صیہونی دہشت پسندوں اور سگانه، ارگون اور سٹرن کے نیم فوجی دستوں نے برطانوی انتظامیہ کو بری طرح سے مفلوج کر دیا۔ کئی سرٹیکس اڑا دیں۔ ریلوے کا انتظام درہم برہم کر دیا۔ تیل صاف کرنے کے کارخانوں پر حملے کئے گئے۔ اور بہت سے عربوں کو قتل کر کے ان کی زمینوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ جنگ کے دوران کئی یہودی کمپنیوں کے پاس اسلحہ تیار کرنے کے کارخانے تھے۔ یہودی تاجروں نے لاکھوں روپیہ کی مالیت کا جٹی سامان اور اسلحہ صیہونی دستوں کو دیا۔ تاکہ وہ عربوں کے قتل عام میں بھرپور حصہ لے سکیں۔ ۱۹۴۲ء میں سر فطرت اللہ نے لندن میں فلسطین کے مسئلے پر رائل انسٹی ٹیوٹ آف انٹرنیشنل آئیرز کے زیر اہتمام چھٹھ ماہوں میں ایک تقریر کی۔ آپ نے فلسطینی فونڈیشن کمپنی کے صدر لارڈ لٹن کے اس خیال کی تردید کی کہ صیہونیوں اور عربوں میں سمجھوتے کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ اس موقع پر آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک منقولہ کو دہرایا جو عیسائی مذہب میں میاں بیوی کی علیحدگی بذریعہ طلاق کے خلاف تھا۔ یعنی 'وہ جنہیں خدا نے اکٹھا کر دیا ہے انہیں کوئی آدمی الگ نہ کرے'۔ آپ نے اس میں تبدیلی کر کے کہا کہ فلسطین میں جو صورت پیدا ہو گئی ہے ان کا صحیح نقشہ ان الفاظ میں پیش کیا جا سکتا ہے کہ "جن کو خدا نے الگ کر دیا ہے انہیں کوئی آدمی اکٹھا نہ کرے"۔ آپ لکھتے ہیں کہ ان الفاظ سے ہل قبہوں سے گونج اٹھا اور اس موضوع پر سنجیدہ بحث کا امکان ہی نہ رہا۔

عرب ممالک میں سامراج کے خلاف بغاوتوں نے برطانیہ کو چوکنا کر دیا تھا۔ اس باس کا بھی خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ اگر محوری طاقتوں نے یونان فتح کر لیا تو وہ ترکی پر حملہ کر دیں گی۔ اور شام پر جرمن قابض ہے تو ترکی محصور ہو جائے گا۔ چنانچہ ۸ جون کو شام اور لبنان پر برطانوی افواج نے حملہ کر دیا گوکہ ۱۱ جولائی ۱۹۴۱ء کو ایک معاہدہ طے پا گیا۔ لیکن ان

تبلیغی گھاتیں

۱۰۰ واقعات کے بعد اتحادیوں کو مشرق وسطیٰ پر پہلے سے کہیں زیادہ توجہ مرکوز کرنا پڑی جرمنی نے جب روس پر حملہ کیا تو جنگی سامان پہلے حیفا (فلسطین) کی بندرگاہ پر آنے لگا۔ جہاں سے صحرا کے راستے بغداد اور پھر ایران بھیجا جاتا ہے۔ اس سامان کی حفاظت شد ضروری تھی۔ اس لئے اتحادیوں نے فلسطین اور مشرق وسطیٰ میں اپنے جاسوسوں کا ایک جلال بچھا دیا۔ جو جنگی سامان کی ترسیل پر نگاہ رکھتے تھے۔

فلسطین میں قادیانی مبلغ چوہدری شریف نے میہونی دہشت پسندوں اور قادیانی رضا کاروں کے دستے تیار کئے جو اتحادیوں کے لئے کام کرتے تھے وہ فلسطین کے طول و عرض میں دورے کرتے اور جہاں ضرورت پڑتی اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتے۔ ان ایم میں چوہدری شریف نے قادیاں جو رپورٹ ارسال کی اس سے قادیانی سرگرمیوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ لکھتے ہیں:-

”ماہ مئی میں حسب ہدایت نظارت دعوت و تبلیغ غیر مسلموں میں یوم تبلیغ منایا گیا۔ اس روز اجاب کیا بیر وحیفا کے حسب سابق وفد بنائے گئے۔ اور فلسطین کے مندرجہ ذیل مشہور مقامات ناصرہ یا قاتل ابیب۔ بیت المقدس۔ بیت اللحم خلیل حیفا۔ لصیہ۔ کفرنا میں اسلام کا پیغام پہنچایا اور اس موقع پر سات ہزار کے قریب مختلف اشتہارات و کتب تقسیم کیں۔۔۔۔۔ جبل ریتون پر بھی وفات مسیح کے متعلق ایک اجتماع میں گفتگو کی گئی۔۔۔۔۔ اگرچہ ایک غنڈے دحریت پسند فلسطینی مولف نے وہاں شرارت کرنی چاہی مگر محمد لٹڈ کہ وہ اپنے مکر میں کامیاب نہ ہو سکا۔

آتے وقت خاکسار نے نابلس میں بھی قیام کیا اور دعوت حق پہنچائی۔ وہاں پر حال ہی میں دو نوجوانوں نے بیعت کی ہے انہوں نے خاکسار کی دعوت اور اپنے دیگر اعزہ کو پیغام حق پہنچایا ابالی نابلس کی ذہنیت عجیب واقعہ ہوئی ہے۔ تورہ میں فتنہ پردازی کا یہی شہر اور اس کے نواحی دیہات مرکزی نقطہ تھے خاکسار کے آنے جانے کے بعد وہاں کے علماء کی طرف سے احمدی احباب کو قتل وغیرہ کی دھمکیاں دی گئیں اور اب بھی ان کی مخالفت زوروں پر ہے اللہ تعالیٰ ہمارے احمدی احباب کا حافظ و ناصر ہو اور ان کو ہر قسم کے مکر و بات سے محفوظ رکھے۔ الغرض

یہ سفر خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر لحاظ سے بہتر رہا ہے

## سفر طغر اللہ کا دورہ فلسطین

۱۹۴۲ء میں جنگ کا پانسوا اتحادیوں کے حق میں پلٹ گیا۔

مصر کے قریب العالمین میں برطانوی فوجوں نے جرمن

حملہ پسپا کر دیا گیا۔ شمالی افریقہ میں امریکی افواج آگئیں۔ مرزا محمود کی وحی کے مجموعے المبشرات کے مطالعے سے جنگ کے زمانے میں قادیانیوں کے طرز عمل ان کی دعاؤں اور برطانیہ کی فتح کی پیش گوئیوں کے بڑے دلچسپ واقعات کا انکشاف ہوتا ہے۔ جنگ کے خاتمہ پر امریکہ نے مشرق وسطیٰ میں اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے یہودی مسئلہ کے حل کے لئے ٹانگ دو تو تیز کر دی۔ اور برطانوی حکومت کو جو مالی اتیری کا شکار اور اس کی رہنمائی میں منت تھی مجبور کیا کہ وہ یہودی ریاست کے قیام پر سنجیدگی سے غور کرے۔ ویسے بھی یہودی عملی طور پر فلسطین میں اقتدار جانے کی راہ ہموار کر چکے تھے۔ اور انتدابی حکومت کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ بلکہ ان انگریز افسروں کو عبرت ناک سوائس دیتے تھے جو ان کی راہ میں حائل ہونے کی جسارت کرتے۔

ان پر آشوب ایام میں سفر طغر اللہ نے فلسطین کا رخ کیا۔ آپ قاہرہ اور بیروت سے ہوتے ہوئے دمشق پہنچے۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ شام کے مبلغ کے عزیز محی الدین الحضی تھے۔ دمشق میں آپ نے بدنام زمانہ قادیانی شیخ عبدالقادر مغربی سے ملاقات کر کے بعض سیاسی مسائل پر بات چیت کی۔ اور پھر الحضی خاندان کے دوسرے افراد کو ساتھ لے کر فلسطین پہنچے۔ جبل کرمل اور کباہیر میں قادیانی مبلغ اور ان کے ورکروں سے ملاقاتیں کیں۔ اور فلسطین کی سیاسی صورت حال کا جائزہ لیا اس کے بعد صیہونی یہودی کا نابینہ جماعت حیوش اچنسی کے سربراہ ڈاکٹر کوہن سے طویل مذاکرات کئے۔ اور اس تاثر کا اظہار کیا کہ اسرائیلی سرگرمیوں کے نتیجے میں عربوں کو آخر کار پسپائی ہوگی۔ اس دورہ کے حالات سفر طغر اللہ کے قلم سے ملاحظہ ہوں اپنی سوانح تحریث نعمت میں لکھتے ہیں:

کباہیر سے مغرب کی طرف سمندر ہی سمندر نظر آتا ہے۔ درمیان میں پہاڑ کی گولائی کی وجہ سے حیفاف کا شہر نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ مسجد احمدیہ میں جو قطعات آویزاں ہیں ان میں سے دو پر حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الہامات درج ہیں۔

یہ دعویٰ لک ابدال الشام۔ اور میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔  
اس مسجد کا جائے وقوع زبانِ حال سے اس الہام کی تصدیق کرتا ہے۔

کباہیر سے ہم یروشلم گئے۔ ایڈن ہوٹل میں قیام ہوا۔ ایسڈی الیڈن الیڈن دو تین عرب زعماء کو محمد سے ملنے کے لئے ایڈن ہوٹل لائے۔ ان حضرات نے مشورہ دیا کہ میں اپنا قیام ولاروز میری (villaroz miry) میں جو ایک عرب ہوٹل ہے منتقل کروں۔ کہا ایڈن ہوٹل میں آزادی سے بات چیت نہ ہو سکے گی۔ اور ولاروز میری میں ہمارے لوگ بلا تعلق تمہیں مل سکیں گے اور آزادی سے بات چیت کر سکیں گے۔ چنانچہ میں ولاروز میری میں منتقل ہو گیا۔ تین دن وہاں ٹھہرا۔ اس طرح زعماء سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اور مسئلہ فلسطین کے مختلف پہلوؤں کے متعلق عرب نقطہ نگاہ سے واقفیت ہوئی۔ عرب اداروں کے دیکھنے کا موقع بھی ملا۔ عرب نقطہ نگاہ کو تفصیلی اور واضح طور پر مسٹر مہنری کیتان نے بیان کیا۔ جو فلسطین کے وکلاء میں بہت متاثر و رعب رکھتے تھے۔ ان کے ساتھ بعد میں بھی ہیرت اور دمشق میں ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ کباہیر سے یروشلم آتے ہوئے راستے میں کچھ یہودی بستیاں پڑتی تھیں۔ ان کو بھی دیکھا۔ یروشلم میں یہودی ادارے بھی دیکھے۔ یروشلم سے کوئی پندرہ میل کے فاصلے پر ایک روسی اشتراکی بستی تھی۔ اس کے دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا۔ یہودی ایجنسی کے ڈاکٹر کوہن سے بھی ملاقات اور تبادلہ خیالات ہوا۔ اسرائیل سرگرمیوں کو دیکھ کر میرا تاثر یہ تھا کہ جس سرعت سے یہ لوگ اپنے پاؤں جمار ہے ہیں اس کا نتیجہ عربوں کی پسپائی ہو گا۔

۱۹۴۵ء میں برطانیہ کی سیر حکومت پر امریکی صدر ٹرومین نے مسلسل زور دیا کہ وہ یہودی مسئلے کو حل کرے۔ کیونکہ نازی پارٹی کے یہود کے قتل عام اور جرمنی سے ان کے اخراج کے بعد یہ سوال نازک صورت اختیار کر گیا ہے۔ جس کا جلد تصفیہ ہونا چاہئے۔ برطانوی وزیر اعظم ایٹلی نے امریکہ کے تعاون سے ایک کمیٹی کی تشکیل سے اتفاق کر لیا۔ تاکہ اس مسئلے کا جائزہ لینے کے بعد یہودی ریاست کا قیام عمل میں لایا جائے۔ فلسطینی مسلمانوں کی تحریک آزادی

انگلوا امریکن کمیٹی

کو صیہونی غنڈوں نے مفلوج کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ انتہائی نامساعد حالات اور بے سرو سامانی کا شکار تھے۔ عرب لیگ وقتاً فوقتاً ان کے حق میں آواز اٹھا رہی تھی۔ اینگلو امریکی کمیٹی کے قیام کی سازش کے موقع پر عرب لیگ کی کمیٹی نے فلسطینیوں کی جدوجہد آزادی کی مکمل حمایت اور فلسطین کو آزاد عرب ریاست کا درجہ دینے کا مطالبہ کیا اور جس پر برطانیہ کے ترکی کے ساتھ کئے گئے معاہدہ لوزان (۱۹۲۵ء) کو نیا دہ بنایا گیا۔ کمیٹی نے فلسطین کی کالعدم عرب ہائیر کمیٹی کے عرب لیگ کے تحت از سر نو احیاء کا اعلان کیا اور اس کی صدارت کی کرسی مفتی اعظم کے لئے خالی رکھی۔ جو اس وقت فرانس کی قید میں تھے۔

جنوری ۱۹۷۷ء کے اوائل میں برطانیہ نے ۳۰ سالہ پرانی سرکاری **خفیہ دستاویزات** کے حوالے کر دیا۔ یہ دستاویزات ۱۹۴۶ء کی اٹلی حکومت کے خفیہ وزارت مشاورت و مذاکرات پر مشتمل ہیں۔ البتہ تیس سال پہلے کی بعض خفیہ دستاویزات جن کا تعلق فلسطین میں برطانوی انتداب اور اینگلو امریکن اور اینگلو صیہونی روابط سے ہے۔ ابھی تک منظر عام پر نہیں آئیں اور انہیں بدستور 'حساس' قرار دے کر آئندہ بیس سالوں کے لئے صیغہ راز میں رکھ دیا گیا ہے۔ جو ریکارڈ منظر عام پر آیا ہے اس کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران جرمنی سے فرار ہونے والے متمول یہودی خاندانوں کی کثیر تعداد امریکہ میں آباد ہو گئی تھی۔ امریکہ کے یہودی مملکت کی تشکیل کے حامی اور مؤید ہونے میں ان کے دباؤ کو خاصا دخل تھا۔ برطانیہ اپنے جنگ کے حلیف امریکہ کو اپنی معاشی کمزوریوں کے باعث ناراض کرنے کی پوزیشن میں نہ تھا۔

دراصل ۱۹۴۶ء ہی وہ سال ہے جب امریکہ برطانیہ اور ان کے حلیف ممالک نے وہ تمام اقدامات مکمل کئے جو برطانوی انتداب کے خاتمے اور صیہونی ریاست اسرائیل کی تشکیل کا موجب بنے۔ اگر برطانیہ اس سلسلے کی ساری دستاویزات سامنے لے آتا تو صیہونی تاریخ اور قادیانی روابط کے کئی گوشوں کی نقاب کشائی ہو جاتی۔

## قادیانی میمورنڈم

نومبر ۱۹۴۵ء میں کمیٹی نے فلسطین میں کام شروع کیا۔ اس کے چھ امریکی اور چھ برطانوی ممبر تھے۔ کمیٹی کے کام شروع کرنے سے تھوڑا عرصہ قبل

مرزا محمود احمد نے اکتوبر ۱۹۴۵ء میں ایک قادیانی شیخ نور احمد منیر کو فلسطین بھجوا دیا۔ تاکہ چوہدری شریف کا ماتھ بٹا سکے۔ قادیانیوں نے کمیٹی کے ممبران سے ملاقاتیں کیں اور جماعت کے سیاسی حقوق کے تحفظ کے بارے میں میمورنڈم پیش کئے کمیٹی کے دو ممبر قادیانیوں کے پرانے ہی خواہ تھے۔ ان میں ایک

برطانیہ کے لیبر ایم۔ پی۔ رچرڈ کراس مین اور دوسرے اٹلی میں مقیم امریکہ کے سابق سفیر ولیم فلپ تھے چوہدری شریف اپنی رپورٹیں لکھتے ہیں کہ انہوں نے کمیٹی کے پریزیڈنٹوں کو مرزا محمود احمد کا وہ خطبہ پیش کیا جس میں آپ نے انگلستان اور ہندوستان کو صلح و اتحاد کی دعوت دی تھی۔ یہ خطبہ انہوں نے ۱۲ جنوری ۱۹۴۵ء کو دیا تھا۔ اس موقع پر صلح موصوت نے ایک رسالہ آیتہ من آیات ربنا الکبریٰ شائع

کیا جو مرزا محمود کی ان پیش گوئیوں پر مشتمل تھا۔ جو انہوں نے اتحادیوں کی فتح کے لئے کی تھیں۔ آپ کی تالیف تحفہ شاہزادہ ویلز (۱۹۲۱ء) کا ترجمہ بھی شائع کیا گیا۔ یاد رہے شاہزادہ ویلز (ڈیوک

آف وڈسر) دسمبر ۱۹۲۱ء میں ہندوستان آئے۔ مرزا محمود نے ان کی آمد کی خوشی میں ۳۲۲۰۱ قادیانیوں سے ایک ایک آنہ چندہ لے کر یہ کتاب تالیف کر کے طبع کرائی اور ان کو پیش کی۔ اس میں

انظہار و فاداری اور ان خدمات جلیلہ کا تذکرہ ہے جو قادیانی جماعت نے سامراج کے لئے ادا کیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ پرنس آف ویلز عرب ممالک میں برطانوی سیاسی حکمت عملی کے نتیجے پر غور کرنے

اور اردن کے شاہ عبداللہ سے جو کہ مشرق وسطیٰ گئے تھے۔ اتحادیوں کی منشار کے مطابق معاہدات طے کرانے ہندوستان

## اینگلو امریکی رپورٹ

۲۹ اپریل ۱۹۴۶ء کو امریکی برطانوی رپورٹ منظر عام پر آئی۔ اس میں سفارش کی گئی تھی کہ فلسطین میں برطانوی انتداب برقرار

رکھا جائے اور ایک ایسی آزاد ریاست تشکیل دی جائے جو صوبائی خود مختاری کی حامل ہو۔ اس



کے علاوہ ایک لاکھ یہود کے فلسطین میں داخلے اور ان کے زمین خریدنے کے حق کو تسلیم کیا گیا تھا۔ عربوں نے اسے مسترد کر دیا اور رسول نافرمانی کی تحریک چلائی۔ ہندوستان کے مسلم زعماء نے بھی رپورٹ کی مذمت کی۔

الفضل قادیان نے رپورٹ کی سفارشات پر ایک ادارہ تہ تحریر کیا۔ اس میں برطانیہ کو غلطی سے مشورہ دیا گیا کہ یہود کو زبردستی فلسطین میں بسانے کے مقدمات پر غور کرے وگرنہ اس کا یہ اقدام بقول الفضل :-

”مسلمانوں کے لئے ایک چنگاری ثابت ہوگی۔ اور ہر طرف سے اسے ہوا دینے والے کھڑے ہو جائیں گے اور ممکن ہے کہ اس طرح جو شعلے بلند ہوں وہ ساری دنیا کو بالکل جھلس کر رکھ دیں اگر امریکہ کو مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی کوئی پروا نہیں تو برطانیہ کو ضرور پروا کرنی چاہئے۔ کیونکہ اس کے بہت سے مفادات مسلمانوں سے وابستہ ہیں۔“

امریکی صدر ٹرومین نے یہودی ووٹوں کے حصول کے لئے ایک لاکھ یہود کے فلسطین میں آباد کرنے عمل کو تیز کرنے کی اپیلیں کیں۔ برطانیہ اس سازش میں شریک تھا لیکن نام نہاد غیر جانبداری کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ صیہونی لیڈر بن گوریان نے صاف طور پر اعلان کیا کہ برطانیہ یہود کو دشمن نہیں ہے۔ اور وہ صیہونی ریاست کے قیام میں پس پیش کر رہا ہے۔ اس اعلان کے بعد برطانوی افسران پر قاتلانہ حملوں اور دہشت گردی کا سلسلہ تیز کر دیا گیا۔

سرت تبلیغ | ایٹکلو امریکی کمیٹی کو میوزنڈم پیش کرنے کے ساتھ ساتھ قادیانیوں نے تبلیغ کے نام پر تخریب کے عمل کو جاری رکھا۔ تخریب آزادی فلسطین کے اس نازک مرحلے پر قادیانی سرگرمیوں کا اندازہ لگانے کے لئے ہم قادیانی مبلغ محمد شریعت کی ایک رپورٹ درج کرتے ہیں جس کے بنی اسطور ایک تو آپ کو قادیانی تحریک کے خلاف فلسطینی عربوں کے رد عمل کا اظہار ملے گا دوسرے حکم میں ان کی تخریب کاریوں سے شناسائی ہوگی۔ جو ایک عرصے سے ان کی سیاسی آماجگاہ بن چکا تھا۔ قادیانی مبلغ لکھتے ہیں :-

توجہ ہڑتال عالم یہاں، ۲۲ اپریل کو یوم التبلیغ منایا گیا۔ اس روز ہمارے احمدی احباب نے بصورت  
 ونور فلسطین کے مندرجہ ذیل شہروں حیفہ۔ ناصرہ۔ عکہ۔ طبریا۔ بیسان۔ شفاعرو۔ صفدیا۔ فاجیت اللحم۔  
 بیت المقدس۔ تل ابیب۔ ترشحا میں تبلیغ اسلام کی اور پانچہزار کے قریب اشتہارات و کتب تقسیم  
 کئے۔ اس دفعہ خدا تعالیٰ کے فضل سے کوئی خاص ناگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔

اواخر دسمبر میں خاکسار (چوہدری محمد شریف) اور برادر ام شیخ نور احمد صاحب بیت المقدس گئے  
 ہیں۔ چار پانچ روز تک برادر ام موصوف کا بیت المقدس کے احباب سے تعارف کر کے ضروری کاموں  
 کی وجہ سے واپس آگیا۔ برادر عزیز وہاں اور ایک ہفتہ مقیم رہے اور بیت المقدس اور خلیل کے  
 بڑے بڑے علماء کو سلسلہ کا پیغام پہنچایا۔ جن میں محمد علی العجری پریذیڈنٹ خلیل نیو سپلٹی، شیخ  
 عبداللہ طہوب، مفتی خلیل اور جملہ مشائخ صحرہ و مسجد اقصیٰ بیت المقدس اور مسٹر سی ایل سیکنگ  
 پروفیسر جیوش یونیورسٹی (جس نے کوئی مرمومہ کتبہ متعلقہ صلیب مسیح دریافت کیا ہے) خاص طور پر  
 قابل ذکر ہیں۔ خلیل میں ایک دوست السید عبدالرزاق المجتہب باللہ نے آپ کے ذریعہ جمعیت بھی  
 کی۔

دوسرا سفر آپ کا عکہ کا تھا جہاں آپ کو ایک ضروری کام کے لئے بھیجا گیا۔ وہاں کے اوباش  
 لوگوں (یعنی مجاہدین آزادی اور مفتی اعظم کے جاں بازوں) — مولف نے آپ کا محاصرہ کر لیا۔ مگر اللہ  
 آپ بخیریت حیفہ پہنچ گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو عکہ کے شہریوں سے محفوظ رکھا۔  
 رپورٹ میں آگے کہا گیا ہے کہ بلا دعر بیہ کی جماعتوں میں عہدہ داروں کے نئے انتخابات کرائے گئے  
 اور جملہ جماعت ہائے بلا دعر بیہ سے باقاعدہ مابوار رپورٹیں طلب کی جاتی رہیں۔

سال ۱۹۴۶ء کے وسط سے فلسطین کے سیاسی اتق پر جو تبدیلیاں  
 رونما ہو رہی تھیں انہیں صیہونیت کی تاریخ میں اہم مقام حاصل ہے  
 قادیانیوں نے اس نازک مرحلے پر اپنی تمام تر توجہ فلسطین پر مرکوز کر  
 دی۔ اگرچہ ہندوستان میں تحریک آزادی آخر مراحل میں داخل ہو چکی تھی۔ لیکن مرزا محمود احمد کے نزدیک

ظفر اللہ اور شمس کی  
 صیہونیت نوازیوں

فلسطین کے مسئلہ کو کہیں زیادہ اہمیت حاصل تھی۔

فلسطین میں آزادی کی تحریک اس وقت زور پکڑنے لگی جب مفتی اعظم فلسطین فرانس کی قید سے ڈرامائی طور پر ایک قوم پرست شامی کا بھیس بدل کر قاہرہ پہنچ گئے۔ صیہونی دہشت پسند نئی صورت حال سے نمٹنے کے لئے اپنی رضا کار تنظیموں اور نیم فوجی دستوں کو منظم کرنے لگے۔ بین الاقوامی سطح پر یہود کے لئے لابی انگ ہو رہی تھی۔ امریکہ برطانوی مدیروں کو اس مسئلے پر اپنا ہم خیال بنانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا تھا۔ کئی متبادل تجاویز، پلان اور سکیمن پیش کی جاتی رہیں۔ جن کا مقصد یہودی مفادات کا تحفظ تھا۔ لیکن یہودی آزاد اسرائیلی ریاست سے کم کسی تجویز پر صنادنہ کرتے تھے۔ اور فلسطینی مسلمانوں کو ان کی غالب اکثریت کے باوجود خاطر میں نہ لاتے تھے۔

۱۹۴۶ء کے اواخر میں مشرق وسطیٰ اور عالمی سطح پر جو حالات رونما ہوئے ان کے پس منظر میں قادیانی کردار کا مطالعہ کرنے سے بعض حیرت انگیز انکشافات ہوتے ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی یہودی ریاست کے قیام میں کس درجہ دلچسپی رکھتے تھے۔ پروگرام کے ابتدائی مرحلے میں مرزا محمود احمد نے لندن مشن میں نئے مبلغ کا تقرر کر کے صیہونیت کے پرانے گماشتے جلال الدین شمس کو مشرق وسطیٰ مشن پر روانہ کیا اور سر ظفر اللہ کو امریکہ بھیجا۔ جہاں انہوں نے بعض عرب رہنماؤں اور صیہونی اکابر سے بعض سیاسی امور پر تبادلہ خیالات کیا۔ ۱۵ جولائی ۱۹۴۶ء کو راسٹر کی اطلاع کے مطابق شمس کی جگہ لندن میں چوہدری مشتاق احمد باجوه کو مبلغ مقرر کیا گیا۔ ۲۰ جولائی کو شمس کو الوداعی پارٹی دی گئی جس کی صدارت کے فرائض سر ظفر اللہ نے ادا کئے۔ پارٹی میں برطانوی سول سروس کے سابق افسر اور بعض صیہونیت نواز مدیروں نے شرکت کی۔ جن میں سر ایڈورڈ میکلیگن (سابق لفٹیننٹ گورنر پنجاب) سرفرنیک بیون۔ آرنیبل ہفت لائینز۔ ڈیڈ ممبر پارلیمنٹ، لارڈ زٹیلینڈ۔ لیڈی واٹسن، مسٹر فلیٹی اور روٹری کلب کے چار (یہودی) ممبر شامل تھے۔

۱۰ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا۔ زیر لفظ زیونزم ۱۰۰

۱۱ الفضل قادیان ۱۸ جولائی ۱۹۴۶ء

۱۲ الفضل قادیان ۲۲ جولائی ۱۹۴۶ء

## ظفر اللہ کی امریکہ میں سرگرمیاں

لندن میں سیاسی پخت و پز کے بعد ۸ اگست ۱۹۴۶ء کو ظفر اللہ امریکہ روانہ ہو گئے۔ اور جلال الدین شمس مشرق وسطیٰ کی طرف چل پڑے۔

امریکہ میں قادیانیوں کے کئی مضبوط مراکز تھے جنہیں صیہونی تنظیموں کی پوری حمایت حاصل تھی۔ واشنگٹن، فلاڈلفیا، انڈیاپولس، کلیولینڈ، پٹس برگ، ڈیٹن، بالٹی مور وغیرہ میں قادیانی مبلغ چوہدری غلیل احمد ناصر۔ صوفی مطیع الرحمن بنگالی۔ اور مرزا منورا احمد اکثر دورے کرتے رہتے تھے اور ان سیاسی اجلاسوں میں شرکت کرتے تھے جو یہود نواز تنظیمیں منعقد کرتی رہتی تھیں۔ تاکہ فلسطین کے یہود کی نام نہاد جدوجہد کو تقویت بہم پہنچائی جائے۔

چوہدری غلیل احمد ماہ اگست کی تبلیغی رپورٹ میں لکھتے ہیں:-

"فلاڈلفیا میں پہلی دفعہ دورہ کیا گیا اور یہاں کے احباب کی تنظیم کی گئی۔ واشنگٹن میں صوفی صاحب کا سفر مشن کے سلسلے میں بعض ضروری معاملات کی سرانجام دہی کے لئے تھا۔"

سرفظ اللہ نے امریکہ میں صیہونی تنظیم کے رہنما ڈاکٹر سٹیفن واٹرز سے ملاقات کی اور امریکہ میں مقیم عرب زعماء سے تبادلہ خیالات کیا اس دورے کی اصل غرض رعایت نہ تو سرمصوموں نے اپنی خود نوشت میں تحریر کی ہے اور نہ ہی افضل قادیاں نے اس کے متعلق کچھ روشنی ڈالی ہے۔ البتہ قادیانی مبلغ چوہدری ناصر کے دورے کی تفصیل جن الفاظ میں بیان کی ہے ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے یہ دورہ فلسطینی مسئلے کے سلسلے میں کیا ہے لکھتے ہیں:-

"اس ماہ چوہدری سرفظ اللہ خاں صاحب کی آمد جماعت ہائے امریکہ کے لئے بہت مسرت انگیز خبر تھی شکاگو میں آپ ۱۴ اگست کو نشرعیت لائے..... اسی روز شام، شام مگر ریٹوران میں آپ کے اعزاز میں احمدی مشن کی طرف سے دعوت کا انتظام کیا گیا۔ جس میں معززین کو بلا یا گیا تھا۔ مدعوین میں دو وکلاء پروفیسر اور اخباری نمائندے بھی موجود تھے اور شکاگو کے عرب بھی کافی تعداد میں شرکت ہوئے تھے۔"

۱۶ اگست کو شکاگو میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں امریکہ کے کئی علاقوں سے قادیانیوں نے

شرکت کی۔ چار روز امریکہ میں قیام اور سیاسی امور طے کرنے کے بعد ۱۹ اگست کو آپ کینیڈا چلے گئے جہاں سے برطانیہ کے لئے روانہ ہوئے۔

**شمس فلسطین میں** شمس کے فلسطین پہنچنے سے کچھ عرصہ قبل مفتی اعظم کے فرانس سے قاہرہ پہنچنے اور فلسطینی مسلمانوں کی تحریک کی رہنمائی کرنے کے نتیجہ میں حالات ایک نیا

رخ اختیار کر گئے تھے۔ مجاہدین آزادی کی سرگرمیوں کا بڑا مرکز بیت المقدس تھا۔ اور سید جمال حسینی کی سربراہی میں رضا کار دستہ چھوڑی دہشت پسندوں سے نبرد آزما تھے۔ شمس نے فلسطین پہنچ کر ان علاقوں کا دورہ کیا۔ اور اپنے آلہ کاروں کو ہدایات دیں۔ الفضل قادیان ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو قادیانی مبلغ فلسطین کی رپورٹ سے شمس کی سرگرمیوں کا سراغ ملتا ہے۔ لکھتے ہیں:-

"مکرم مولوی شمس صاحب ۳۱ اگست کو قاہرہ سے حیفا تشریف لائے مقامی حالات کے مطابق جماعت حیفا اور کیاہیر نے استقبال کیا۔ ۳۰ ستمبر کو مکرم شمس صاحب مکرم چوہدری محمد شریف صاحب فاضل اور خاکسار شیخ نور احمد منیر، بیت المقدس ایک اہم مقصد کے پیش نظر روانہ ہوئے اس سے قبل عاجز (نور احمد) ایک مہینہ بیت المقدس میں گزار کر اس اہم مقصد کے حالات اور تفصیلات معلوم کر چکا تھا۔ القدس میں مکرم الحاج علم دین صاحب سیالکوٹی نے ہماری رہنمائی کی۔ جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ مولوی صاحب نے یہاں سید عوفی عبد اہادی بے سے بھی ملاقات کی اور تفسیر فلسطین کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ان کو بعض اہم مشورے دئے۔"

قادیانی مبلغ شیخ نور احمد آگے لکھتے ہیں کہ حیفا سے شمس صاحب شام گئے۔ وزیر خارجہ شام سے ملاقات کی۔ عراق کے ایک سابق وزیر اعظم سید سیدی سے بغداد میں گفتگو کی۔ اور قادیانی تنظیم الجمیۃ الہندیہ کے افراد سے بعض امور پر تبادلہ خیالات کیا ان واقعات کو مبلغ مذکور کے قلم سے ملاحظہ کریں:-

"۶ اکتوبر کو صبح کے وقت مکرم شمس صاحب السید منیر الحسنی صاحب اور خاکسار دمشق کے لئے روانہ ہوئے۔ حکومت کی وزارت خارجہ نے مجھے (نور احمد) تین مہینے کی تحقیق کے بعد صرف ایک ماہ کے

لئے شام میں ٹھہرنے کی اجازت دی۔ چونکہ اہل شام کو حال ہی میں آزادی ملی ہے اور یہاں کے مقامی سیاسی حالات دگرگوں ہیں۔ اس لئے اجنبی آدمی پر خاص نگرانی کی جاتی ہے۔۔۔۔۔ یہاں کئی ایک سیاسی پارٹیاں ہیں جو اپنا کام کر رہی ہیں حال ہی میں تیس جاسوسوں کو گرفتار بھی کیا گیا ہے مگر شمس صاحب نے مختصر قیام میں وزیراعظم شام اور وزیر خارجہ سے ملاقات کی۔

بغداد کی آمدہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ مگر شمس صاحب کو سید توفیق سیدی سابق وزیراعظم عراق سے ملاقات کا موقع ملا۔ اور ریجنٹ سمو لائیں عبداللہ سے بھی آپ نے ملاقات کی۔

الجمعیۃ الہندیہ نے آپ کے اعزاز میں ٹی پارٹی دی ہے۔  
 ۱۶ اکتوبر کو شام کے قادیانی مبلغ امیر الحسنی کو ساتھ لے کر شمس قادیان کے لئے روانہ ہوئے تاکہ مرزا محمود احمد سے تازہ ہدایات حاصل کر سکیں۔ سر ظفر اللہ کے دورے کی روشنی میں قادیان میں ایک لائحہ عمل زیر غور تھا جسے ان قادیانیوں کی آمد کے بعد حتمی صورت دی گئی اور اس کی تکمیل کے لئے امیر الحسنی کو واپس شام روانہ کیا گیا۔

لاہور پہنچنے پر ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ کے نامہ نگار نے شمس صاحب سے ملاقات کی اور فلسطین کے مسئلہ پر آپ کے تاثرات معلوم کئے۔ آپ نے بتایا کہ اس مسئلے کا حل کنفیڈریشن کے قیام میں مضمر ہے۔ یہ منصوبہ اس سے قبل یہودی لارڈ پریذیڈنٹ آف کونسل مسٹر مارلین (Morrison)

پیش کر چکے تھے۔ لیکن صیہونی تنظیم نے اسے مسترد کر دیا تھا۔ شمس صاحب نے یہ گمراہ کن تاثر بھی دیا کہ بقول ان کے "انگریز مسئلہ فلسطین کے بارے میں مسلمانوں کے حق میں نظر آتے ہیں۔ یہ دعویٰ حقائق کے منہ پر طمانچہ رسید کرنے کے مترادف تھا۔ یہود کی کھلی جارحیت اور سامراج کی شرمناک چیرہ دستیوں کے باوجود صفا ایسا بیان ایک فریب کار کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا۔

شمس اور منیر الحسنی سے ملاقات کے بعد مرزا محمود نے فوراً ایک نئے قادیانی مبلغ رشید احمد چغتائی کو فلسطین روانہ کیا تاکہ صیہونی سازش کی تکمیل میں کوئی کسر باقی نہ رہے۔

۱۵ الفضل قادیان ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۶ء ۱۵ جارج لیس زووا سکی، دی ٹیل ایٹ ان ورلڈ آفیسرز: نیویارک ۳۸۵

۱۶ الفضل قادیان ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۶ء

## روسی املاؤ کی روایا

اینگلو امریکن کمیٹی کی ناکامی کے بعد برطانیہ نے عرب ریاستوں کے نمائندوں اور یہودیوں کو لندن بلایا تاکہ وہاں وہ کسی نتیجے پر پہنچ سکیں۔ لیکن کوئی تصفیہ نہ ہو سکا۔ بلکہ دونوں فریق ایک دوسرے سے ملنے اور ایک میز پر بیٹھنے کو تیار نہ تھے۔ تاہم وہ ایک پرتفق ہو گئے وہ یہ کہ برطانوی افواج فلسطین سے نکل جائیں۔ اور عرب اور یہودی آپس میں نبٹ لیں۔ اور ہر یکہ اور روس دونوں برطانوی انتداب پر بدستور حملے کر رہے تھے۔

مشرقی یورپ کے یہودی، عالمی صیہونی تنظیمیں اور خود روس میں اعلیٰ عہدوں پر فائز یہودی افسر روسی سربراہ مارشل سٹالن اور کمیونسٹ پارٹی پرمسلسل دباؤ ڈال رہے تھے۔ کہ وہ فلسطین میں آزاد یہودی ریاست کے قیام کے مطالبے کی حمایت کا واضح اعلان کرے۔ مارشل سٹالن بذات خود یہودی تھا اور اس امر کا غالب امکان تھا کہ وہ یہودی مفاد کے خلاف قدم نہیں اٹھائے گا۔

مئی ۱۹۴۷ء میں مرزا محمود نے ایک دلچسپ سیاسی روایا شائع کیا۔ جس میں یہود کو متوقع روسی کالینین دلایا گیا تھا اس میں آپ نے یہ اشارہ دیا کہ روس اور برطانیہ میں اتفاق رائے ہو جائے گا۔ جس سے عرب ممالک میں تشویش بڑھ جائے گی۔ برطانوی صیہونی سامراج کے سیاسی کاہن مرزا غلام احمد کے پس مرزا محمود احمد فرماتے ہیں:-

"پرسوں یا ترسوں رات کے وقت جب میری آنکھ کھلی تو بڑے زور کے ساتھ میرے قلب پر یہ مضمون نازل ہوا تھا کہ برطانیہ اور روس کے درمیان ایک ماڈی ٹائیڈ ٹریٹی (Treaty) منعقد ہو گئی ہے جس کی وجہ سے مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک میں بڑی بے چینی اور تشویش پھیل گئی فرمایا ماڈی ٹائیڈ کے معنی ہوتے ہیں سمویا ہوا وسطی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ الفاظ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ غالباً بیرونی دباؤ اور بعض خطرات کی وجہ سے برطانیہ مخفی طور پر روس کے ساتھ کوئی ایسا سمجھوتہ کرے گا

جسکی وجہ روسی دباؤ مشرق وسطیٰ پر بڑھ جائیگا اس ویر ذہن میں عراق فلسطین اور شام کے ممالک تھے یعنی ان ممالک کے اندر روس انگریزوں کے سچوتہ کہ لینے کی وجہ سے گھبرائے اور تشویش پیدا ہو گئی کہ انگریز جو سختی لیتے تھے روس کی مخالفت کر رہے انہوں نے سچوتہ اسے کسنا پر کیل ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ اور امریکہ جو ہمیشہ روس کے مفاد کرتے چل رہے تھے اب بعض سیاسی حالات یا اعتراضات تحت اسکی مخالفت چھوڑ دیں اور ہر دوں جو بعض باتوں میں برطانیہ اور امریکہ کے حلیے پیش رکھتا تھا اب اسکی مخالفت ترک کر دینا یا دیکھنا کہ ۱۹۴۸ء میں اسرائیل کے ظالم قیام کے موقع پر افضل لاہوری اس روایا کو مرزا محمود کے خدائی ماسوا اور سچے ہم نگو کے ثبوت میں پیش کیا :-

# تحریک پاکستان اور قادیانی

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو برصغیر کی تقسیم عمل میں آئی اور اسی ماہ کے آخری ہفتے میں مرزا محمود احمد پاکستان آئے۔ تحریک پاکستان میں قادیانی کردار کو تفصیل سے بیان کرنا ممکن نہیں البتہ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ قادیانیوں نے آنادہ ہند کے ہر اہم موڑ پر سازش اور غدارمی کی مسجد کانپور کی شہادت، تحریک خلافت، جلیانوالہ برخ کا خونین حادثہ، سائمن کمیشن، اکی آمد ہند گول میز کانفرنس، نرمنیکہ ہر موقع پر انہوں نے شرمناک سازشیں کیں۔ پہلی گول میز کانفرنس میں مر فضل حسین ممبر اسٹراٹے کونسل نے سر ظفر اللہ کو محض اس لئے لندن بھجوایا کہ وہ کانگریسی زعماء کی عدم موجودگی میں محمد علی جناح کو دو بدو جواب دے سکے۔ یو۔ پی کے گورنر سر سلیم ہیلی کو ۱۰ مئی ۱۹۳۰ء کو ایک خط میں مر فضل حسین نے لکھا۔

میں نہیں چاہتا کہ کانفرنس میں صرف جناح تقریریں کرے اور اسے کوئی ٹوکنے والا نہ ہو۔ ایسا نڈراڈمی کانفرنس میں ضرور ہو جو جناح کے دو بدو جواب دے اور یہ کہہ سکے کہ جناح کے خیالات ہندوستانی مسلمانوں کے خیالات نہیں ہیں۔ بلاشبہ یہ کام مشکل بھی ہے اور ناگوار بھی۔ بالخصوص ایسی حالت میں جب کہ اس نمائندے کی جس کے خیالات کی تردید منظور ہے حیثیت بہت بلند ہو۔ مجھے یقین ہے شفاعت احمد اور ظفر اللہ اس فرض کی بجائے اور سی میں قطعاً دریغ نہیں کریں گے۔ شفیع کے متعلق مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اس نے جناح کی مخالفت میں کچھ کہا تو مبادا اسے ذاتی زفاہت پر محمول کیا جائے۔

پہلی کانفرنس کے بعد قادیانیوں نے مسلم لیگ پر چھاپہ مارا۔ اور ظفر اللہ نے دسمبر ۱۹۳۱ء میں دلی میں ہونے والے اجلاس کی صدارت کا پروانہ حاصل کر لیا۔ لیکن مسلم زعماء نے قادیانی سازش کو ناکام بنا دیا۔ اس کے باوجود قادیانیوں نے دلی میں نواب علی کی کوششی میں نام نہاد اجلاس بلا کر اس کی کارروائی اخبارات میں



برطانوی خراج تحسین

تیسری گول میز کانفرنس کے موقع پر جب چوہدری رحمت علی کے پمفلٹ "اب یا کبھی نہیں" پر بحث ہو رہی تھی تو سلفظ اللہ نے لفظ پاکستان

اور اس سکیم کو طلیا، کی سکیم اور ایک ناقابل عمل اور باطل خیال قرار دیا یہ

گول میز کانفرنسوں میں آپ کی خدمات جلیلہ کی بنا پر وزیر ہند سر سیمونیل ہور نے آپ کو ایک تقریب کے موقعہ پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یقین دلایا کہ ہندوستان میں ان کا مستقبل نہایت شاندار ہے اور امید ظاہر کی کہ آپ دولت برطانیہ کے ہمیشہ مخلص رہیں گے یہ

ریاستوں میں تخریب کاریاں

۱۹۳۱ء میں قادیانیوں نے ریاستوں میں گونا گوں سازشیں کیں۔ کشمیر پر ان کی قدیم سے نظر تھی اور اسے قادیانی سٹیٹ بنانے کی زبردست خواہش اس کے دل میں چمکیاں لے رہی تھی مگر عاموں نے برطانوی مفادات کے تحفظ کے لئے کشمیر کے طول و عرض میں مشنوں کا جال بچھایا اور کشمیر کمیٹی کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کیا۔ قادیانی سازشوں کو مجلس سرار اسلام نے ناکام بنا دیا۔ اور ان کے سیاسی عزائم کی فلعی کھول دی یہ علامہ اقبال نے اول کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ کے بعد اور پھر سٹیٹ نہرو کے سوالات کے جواب میں قادیانی تحریک کی مذہبی اور سیاسی غرض و غایت اور سامراج کے لئے اس کے گھناؤنے کردار پر مقالات تصنیف کئے۔ اور مسلمانوں کو اس عظیم خطرے سے آگاہ کیا۔

قادیانیوں نے شمال مغربی سرحدی ریاست ادب کے جغرافیائی حیثیت کے پیش نظر اسے اکا جمعیتہ العلماء ہند صوبہ سرحد نے قادیانی دخل اندازیوں پر ایک قرارداد مذمت پاس کی اور اخبار مدینہ بجنور نے لکھا: قادیان ایک خطرناک سیاست کا مرکز ہے۔ قادیان کے مذہبی فتنہ دنیا نے اسلام کا سب سے بڑا مذہبی فتنہ ہے قادیان اپنے ظاہر و باطن کے اعتبار سے دو جہدگانہ حیثیتوں کا مظہر ہے اور ہر حیثیت اسلام کے لئے مضر ہے۔ مذہبی ریاکاریوں، سیاسی فریب کاریوں اور اخلاقی بد عملوں کی ایک جماعت ہے جو اپنے عیش و

نشاط اور انگریزی حکومت کے مقاصد کے لئے نہایت ہی عیاری کے ساتھ مصروف کار ہے اس  
جماعت کا سرحدی پروگرام بہت خطرناک ہے۔ اتنا خطرناک کہ اگر دنیا بھر کے مسلمانوں نے اس پروگرام کی عملی صورت  
اختیار کرنے کی اجازت دے دی تو مسلمانوں کو چنگیز خان کے فتنے سے بڑا فتنہ دیکھنا پڑے گا۔ اس میں  
شک نہیں کہ دنیا میں فتنہ انگیز عناصر انجام کار اپنے ہی فتنوں میں مبتلا ہو کر فنا ہو جاتے ہیں۔ لیکن محض  
اس خیال سے فتنہ کو بڑھنے کی اجازت نہیں دینی چاہئے۔

## کانگریس کی آغوش میں

۱۹۳۶ء میں قادیانیوں نے کانگریس سے سنگین بڑھائی شروع کر دیں۔ حالانکہ  
قادیانی ہمیشہ سے کانگریس کی تحریکات کو ناکام بنانے میں ایٹری چوٹی کا زور  
صرت کرتے رہے تھے۔ لاہور میں پنڈت نہرو کا نیم فوجی قادیانی تنظیم  
نیشنل لیگ نے شاندار استقبال کیا۔ اور محرومن وطن زندہ باد کے نعرے لگائے۔ لاہوری مرزا میوں کے  
اخبار پیغام صلح لاہور نے قادیانی منافقت کا پرچہ چاک کرتے ہوئے اپنے مقالہ افتخار میں مرزا محمود احمد  
کے متعدد خطبات کے اقتباسات درج کرنے کے بعد تحریر کیا۔

جناب خلیفہ صاحب کے ان ارشادات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ حکومت انگریزی کی اندھی اور  
غیر مشروط و فاداری اور کانگریس کی مخالفت میں کس حد تک آگے جا چکے ہیں۔ انہوں نے اپنے بیان کے  
مطابق انگریزی حکومت کی حمایت اور کانگریس کی تخریب میں لاکھوں روپے خرچ کئے۔ گراں قدر مشاہرہ  
یعنے والے افسروں سے زیادہ تندی کے ساتھ گورنمنٹ کی مخالفت تحریکات کا مقابلہ کیا جن سے اول  
نمبر کانگریس کی تحریکات ہیں۔ قادیانی حضرات نے جانیں دے کر فاداری کی سندھ اور تھے حاصل  
کئے۔ کانگریس کی سول نافرمانی کے ایام میں بقول الفضل سب سے پہلے جناب خلیفہ صاحب نے کانگریس کے خلاف  
اٹھائی اور مسلمانوں کو اس میں شرکت سے روکا۔ جناب میاں صاحب (محمود احمد) کے مندرجہ بالا  
ارشادات و خیالات کی موجودگی میں کوئی شخص تصور نہیں کر سکتا۔ وہ ایک دن کانگریس کی قصیدہ  
خوانی فرمائیں گے۔ قادیانی جماعت اس میں شمولیت کے مشا پر غور کرے گی اور الفضل کانگریس  
کی مسلمانوں کے مقابل پر کی ہوئی کامیابیوں پر (جن کے تحت ۱۹۳۶ء میں کانگریس وزارتیں بنیں۔)

جوشِ مسرت سے بے خود ہو کر شادی بانی بجاٹے گایے

اکھنڈ بھارت  
کے موئید

قرارداد پاکستان (۱۹۴۰ء) کے بعد قادیانیوں نے تحریکِ آزادی کے خلاف  
جدوجہد تیز کر دی۔ سر ظفر اللہ نے مختلف مواقع پر تحریکِ پاکستان کو نقصان  
پہنچانے کے علاوہ ۱۹۴۷ء میں ایک پمفلٹ تالیف کیا۔ اس وقت آپ

نیٹزل کورٹ آف انڈیا کے جج تھے۔ یہ پمفلٹ مرزا محمود احمد کے خیالات اور ان کی شخصیت کے بارے  
میں تھا۔ اس کا نام "دی بیڈ آف احمدیہ موومنٹ" تھا۔ اس میں آپ نے لکھا کہ مرزا محمود احمد اکھنڈ بھارت  
کے موئید ہیں اور پاکستان جیسی علاقائی تحریک کے خلاف ہیں۔ لندن مشن نے اس پمفلٹ کی وسیع  
پیمانے پر شہیر کی۔ قیام پاکستان کے خلاف مرزا محمود احمد کے بیانات میگزین رپورٹ (۱۹۵۳ء) ملاحظہ کئے جاسکتے  
ہیں۔

وشٹکین سٹی

تقسیم ہند کے فیصلے سے قبل مرزا محمود احمد نے لندن مشن کے مبلغ مشتاق احمد باجوہ  
کی معرفت لیبر حکومت کو ایک میمورنڈم روانہ کیا جس میں استدعا کی گئی تھی

کہ قادیان کو روڈن کیتھولک پوپ کے شہر وٹیکینس کا درجہ دیا جائے۔ اور اسے آزاد ریاست کے طور  
پر تسلیم کیا جائے۔ لیبر حکومت کے سیاسی مدبر ہیریڈجے لاسکی نے اس تجویز کو مسترد کر دیا کیونکہ قادیانی  
ریاست کی حیثیت ایک محصور علاقے کی سی بنتی تھی۔ جس کا

آزاد وجود تسلیم نہیں کیا جاسکتا تھا۔ سکھوں نے بھی خالصتان جیسی سیکھیں برطانوی سامراج کو پیش کیں جو  
مسترد کر دی گئیں۔ مرزا بشیر احمد قادیانی (ایم ایم احمد کے والد) نے سکھ لیڈر ورید سنگھ سے آزاد پنجاب  
کے سوال پر گفت و شنید کی اور پنجاب کو تقسیم ہونے سے بچانے اور قادیان کے تحفظ کے لئے کافی ہنگامہ  
دو کی جو کامیاب نہ ہو سکی تھے

برطانوی انتہائی جنس  
سے ساز باز

۱۹۴۵ء کے انتخابات میں جب کہ مسلم لیگ کا ستارہ عروج پر تھا اور لوگ  
پاکستان کے لئے جانیں فدا کر رہے تھے۔ مرزا محمود احمد نے بعض سیاسی  
مقاصد کے پیش نظر ظاہر مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کیا لیکن کئی جگہوں پر

۱۵ پیغامِ سلح لاہور، ۱ نومبر، ۱۹۴۳ء لکھ سر ظفر اللہ، دی بیڈ آف احمدیہ موومنٹ، لندن ص ۲۶

۱۶ الفضل قادیان، ۱۲ جون، ۱۹۵۵ء

آزاد امیدواروں اور یونیٹوں کے حق میں ووٹ ڈالے اور انہیں کامیاب بنانے کی کوشش کی گئی۔ انتخابات کے بعد جب تقسیم ناگریز دکھائی دینے لگی تو مرزا محمود احمد ۲۲ ستمبر ۱۹۴۶ء کو دلی روانہ ہوئے آپ کے ہمراہ مرزا بشیر احمد، مولوی عبدالرحیم دروہ۔ مرزا شریف احمد، سید ظفر اللہ کے بھائی اسد اللہ خان اور چوہدری مظفر الدین تھے۔ اس سے پہلے قادیانی مبلغ صوفی عبدالقدیر جو جاپان میں جاسوسی کے الزام میں گرفتار ہو چکے تھے دلی میں سیاسی گفت و شنید کے لئے راہ ہموار کر رہے تھے۔ مرزا محمود احمد نے قائد اعظم، مسٹر گاندھی، مولانا آزاد، نواب بھوپال، خواجہ ناظم الدین، سردار شتر، سرفیروز خان نون نواب چغتاری اور پنڈت نہرو سے ملاقاتیں کیں۔ برطانوی اسٹی جنس کے افسران سے تبادلہ خیالات کیا اور وائسرائے لارڈ ویول سے خط و کتابت کی۔ مولوی دروہ کو خصوصی پیغامات دے کر وائسرائے کے پرائیویٹ سکرٹری کے پاس بھجوایا۔ لندن میں مشتاق احمد باجوہ اور مرزا منصور احمد نے برطانوی دفتر خارجہ سے رابطہ قائم کیا۔ طویل مذاکرات کے بعد مرزا محمود نے ایک سازش تیار کی۔ جسے برطانوی اسٹی جنس کی اشیرادہ حاصل تھی۔ آپ ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۶ء تک دلی میں رہے۔

### ہجرت کا انکشاف

۲۱ اگست کو ملک تقسیم ہوا۔ یاؤنڈر سی کمیشن کے فیصلے تک جس میں قادیانیوں کا شرمناک کردار تھا۔ مرزا محمود قادیان میں ٹکے رہے۔ اس کے بعد دلی منصوبہ کے مطابق ۳۱ اگست کو لاہور آ گئے۔ ایک خطبے میں آپ فرماتے ہیں کہ مرزا غلام احمد کے الہام کی روشنی میں ان پر نیک شفق ہوا کہ ہجرت ضروری ہے اور ایک انگریز کرنل نے آپ کو بتایا کہ ۳۱ اگست کے بعد مسلمانوں سے جو کچھ ہوگا اس کا تصور محال ہے یہ

آپ کا پروگرام ظفر اللہ کے ہم زلف میجر جنرل نذیر احمد کی جیب میں لاہور جانے کا تھا۔ یاد رہے کہ جنرل نذیر وہی صاحب ہیں جنہوں نے پنڈی سازش کمیس میں حصہ لیا۔ ان کی جیب کسی وجہ سے مل نہ سکی اس لئے منصور احمد کی جیب میں کیپٹن عطاء اللہ کے ساتھ لاہور پہنچے۔

دلی منصوبے کی نوعیت اور برطانوی سامراج سے مرزا محمود کی سیاسی سخت و پزیر کا اندازہ لگانے کے لئے ہم ایک اہم واقعہ بیان کرتے ہیں۔ اس کے گواہ غیر منقسم

### دلی منصوبے کی تکمیل

پنجاب سی آئی ڈی کے سب انسپکٹر و بی جی سی رضوی ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ ۸ جولائی ۱۹۴۷ء کو سی آئی ڈی کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل مسٹر جنکین نے آپ کو ایک اہم لغافہ ڈائریکٹریل لاج پہنچانے کے لئے دیا۔ آپ پنجاب سکریٹریٹ سے باہر آئے تو آپ کی ملاقات مس ممتاز شاہ نواز سے ہوئی۔ انہوں نے یہ لغافہ دیکھ لیا جس پر سر جارج ایمل پرائیویٹ سکریٹری کا پتہ درج تھا۔ قومی جذبے سے مغلوب ہو کر آپ نے یہ لغافہ کھولا جس کے اندر ایک اور لغافہ تھا جس پر مسٹر لڈل چیپن آف برٹش سیکرٹ سروس لندن کا پتہ درج تھا۔ اس لغافے کو کھول کر اس کی نقل قائد اعظم کو پہنچائی گئی۔

۴ ستمبر ۱۹۴۷ء کو پاکستان بننے کے بعد پاکستان ٹائمز نے یہ غلط چھاپ دیا۔ اس اخبار نے اسے دوبارہ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۷ء کو شائع کیا۔ خط کا متعلقہ اقتباس درج ذیل ہے :-

خفیہ اور ذاتی

پنجاب کلب۔ لاہور

۸ جولائی - ۱۹۴۷ء — میرے پیارے لڈل

آپ کا خط نمبر ۵۔ ایف ۲۰۵/انڈیا/۵/ڈی اوجی/محررہ ۱۸ جون ۱۹۴۷ء موصول ہوا۔ پاکستان کے بارے میں سب کچھ طے پا چکا ہے تاہم دیگر حالات انتہائی مبہم ہیں۔ پاکستان کی حتمی شکل کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں ہوا اور یہ بھی مسلم نہیں اس میں حکومت کی ہدایت کیا ہوگی یہ تو بدیہی امر ہے کہ مسٹر جناح ایک آمر کی حیثیت اختیار کر جائیں گے۔ اور پوری قوت ایک منتخب ٹولے کے ہاتھ میں مرکوز ہوگی لیکن ان میں سے ہر ایک کا منصب کیا ہوگا اس کا فیصلہ ابھی نہیں ہوا۔ حالات کے پیش نظر ایسا موزوں وقت نہیں آیا جب ان افراد کی نشاندہی کی جاسکے۔ یا ان سے رد الباطن استوار کئے جاسکیں کیونکہ کچھ پتہ نہیں کون لوگ سامنے آنے والے ہیں۔

میرے خیال میں رابطہ افسر لائن پر عمل کرنا درست رہے گا میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بہترین راستہ ہے لیکن احمد کو علم ہے کہ دہلی میں متعلقہ امور پر بحث کے دوران اسی منتظام کے بارے میں اتفاق رائے پایا گیا تھا امید ہے احمد کو پاکستان میں بڑی اہمیت حاصل ہوگی چنانچہ وہ گذشتہ

تصورات و نظریات سے سپاہی کو پسند کرے گا۔۔۔۔۔

آپ کا مخلص

ڈبلیو این پی جیکسن

قرائن سے واضح ہوتا ہے کہ احمد سے مرزا محمود احمد مراد میں اور دلی میں ان کے ساتھ پائے جانے والے امور کا ذکر کیا گیا ہے۔ انگریزوں کو امید تھی کہ پاکستان میں آپ جلد اہم مقام حاصل کر لیں گے اور قادیان کو آزاد ریاست بنانے کے نظریے سے سپاہی کے بعد پاکستان کے کسی حصے میں یہ کھیل کھیلے گے جیسا کہ بعد کے واقعات نے اس امر کا ثبوت بہم پہنچا دیا کہ مرزا محمود احمد نے کشمیر اور بلوچستان کو قادیان میں بنانے کی سازش کی تھی بلوچستان میں مسٹر فیل اور کشمیر میں پاکستان کے سہی ان سہی مسر گلانس نے قادیانوں کی پشت پناہی کی۔

فصل دوازدہم

## اقوام متحدہ اور مسئلہ فلسطین

گذشتہ اوراق میں ہم نے بتایا کہ مرزا محمود نے تقسیم ہند سے قبل تحریک نئے مبلغوں کا تقریر پاکستان کو سبوتاژ کرنے کے ساتھ ساتھ فلسطین کے معاملات میں گہری نظر رکھی اور صیہونی تحریک کو تیز تر کرنے میں کوئی دقیقہ فرغداشت نہ کیا۔ ۱۹۴۷ء کے اوائل میں فلسطین جل رہا تھا۔ یہودی دہشت پسندوں نے عربوں کا قتل عام شروع کر رکھا تھا۔ یہ مسلمانوں کی قوت، مدافعت کمزور پڑتی جا رہی تھی البتہ مفتی اعظم کی کاوشوں سے آزادی پسند عرب اپنی بے بسرانی کے باوجود برطانوی سامراج اور صیہونی ستم کشیوں کے خلاف صفت آرا تھے۔ ان ایام میں مرزا محمود نے دو قادیانیوں، ولی اللہ شاہ اور جلال الدین قمر کو فلسطین میں صیہونیوں کے پروگرام کی تکمیل کے لئے

۱۔ اردو ماہیگٹ لاہور۔ اپریل ۱۹۷۶ء ص ۳۰ ۲۔ منیر رپورٹ ۱۹۵۳ء

۳۔ اپنی بیٹو، ادبی میسریشن آف اسرائیل نیویارک ۱۹۶۸ء ۴۔ تاریخ احمدیت جلد ہفتم ص ۱۳۔ تاریخ احمدیت جلد ۱۲ ص ۳۷

قادیان سے روانہ کیا۔ فلسطین میں چوہدری شریف کے علاوہ شیخ نور احمد منیر اور رشید چغتائی پہلے سے سرگرم سازش تھے۔ نئے قادیانی گماشتوں نے مشرقی افریقہ میں اٹھ قائم کر کے لندن اور مشرق وسطیٰ سے رابطہ قائم کیا۔ چوہدری شریف برطانوی ہائی کمشنر فلسطین سر کننگھم اور جیکوشس اینجیسی کے فارن پوسٹل ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ مورٹن شرنوک کی عرب دشمنوں پالیسیوں کی تکمیل میں مصروف تھے۔ مشرق اردن شام۔ مصر اور لبنان میں قادیانی آلہ کار صیہونی رہنماؤں کے اشاروں پر کام کر رہے تھے۔ ولی اللہ افقی سے قادیانی مشن فلسطین کی رہنمائی کرتے رہے کیونکہ تقسیم ہند اور مشرق وسطیٰ میں کشمکش کے باعث اس مشن کا قیام سے رابطہ کمزور پڑ چکا تھا۔

۳۱ اگست کو مرزا محمود پاکستان آگئے۔ برطانیہ نے فلسطین پر اپنا انتداب واپس لینے کا اعلان کر دیا۔ اقوام متحدہ نے اس مسئلے کا جائزہ لینے کے لئے ایک خصوصی کمیٹی قائم کی جس نے اگست کے آخر میں اپنی رپورٹ پیش کر دی۔ رپورٹ متفقہ نہ تھی۔ سات ارکان نے تقسیم کی سفارش کی۔ ایک رکن نے لکھا کہ رپورٹ کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے سامنے پیش کیا جائے۔

## پاکستانی وفد اقوام متحدہ میں

اکتوبر میں جب مسئلہ پر بحث کا آغاز ہوا تو پاکستان چند روز قبل اقوام متحدہ کا ممبر بن چکا تھا۔ پاکستانی وفد ظفر اللہ کی قیادت میں نیویارک پہنچا۔ وفد کے اراکین میں مرزا ایچ امجدانی، سفیر پاکستان متعینہ واشنگٹن، میر لائق علی، عیالستار پرزادہ اور بیگم تصدق حسین شامل تھے۔ سکریٹری کے فرائض محمد ایوب نے ادا کئے۔ وفد نے برصغیر ہول میں قیام کیا۔

## خصوصی مشن

اقوام متحدہ میں مسئلہ فلسطین زیر غور تھا مرزا محمود نے ٹائیجریا میں مقیم قادیانی مبلغ حکیم فضل الرحمن کو حکم روا دیا کہ وہ فوری طور پر فلسطین پہنچ جائے۔ ولی اللہ شاہ نے لندن مشن کی ہدایات کے مطابق انہیں بعض امور کی تحقیق کا کام سونپا۔ آپ ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو بیروت پہنچے۔ قادیانی مبلغ فلسطین شیخ نور احمد لکھتے ہیں کہ حکیم صاحب اچانک بیروت داروہوئے اولد میری (نورا احمد) تلاش شروع کر دی۔ میں (نورا احمد) وزیر اعظم لبنان جمیل بک کے چچا زاد بھائی سے

ملاقات کے لئے گیا ہوا تھا۔ واپسی پر ملاقات ہوئی۔ آپ کو چونکہ جلد پاکستان پہنچنا تھا اس لئے فوراً دمشق سے فلسطین جانا چاہتے تھے۔ بہر حال ۴ نومبر کو حیفا (فلسطین) کے لئے روانہ ہوئے۔ جماعت کبار نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ آپ نے بیت المقدس، ناصرہ اور عکا کا دورہ کیا۔ آپ عرب لیگ کمیٹی کے ممبران سے ملاقات کرنا چاہتے تھے۔ مگر وقت کی قلت کے باعث نہ کر سکے۔ آپ نے دس دن فلسطین میں قیام کیا۔ اس کے بعد دمشق آگئے۔

قادیانی مبلغ مرید تقم طراز ہیں۔ کہ اس دوران یہ عاجز (نور احمد) ایک اہم کام کے سلسلے میں بیروت چلا گیا۔ جب کہ حکیم صاحب نے دمشق میں کئی دکانیں کھلائی۔ بیرسٹروں کے علاوہ فوجی افسروں سے ملاقاتیں کیں۔ ۱۲ نومبر ۱۹۴۷ء کو کراچی پہنچ گئے۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے فلسطین رپورٹ کا جائزہ لینے کے لئے ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی جس کے صدر آسٹریلیا کے صدر ڈاکٹر ایوٹ (EVITT) تھے۔ بحث کے دوران اس کمیٹی نے دو ذیلی کمیٹیاں تشکیل دیں جن کو تقسیم فلسطین اور متحدہ فلسطین میں یہود اور عربوں کے حقوق کے تحفظ کے سوالات پر رپورٹ پیش کرنے کا کام سونپا گیا۔ پہلی ذیلی کمیٹی کے صدر پولیسٹڈ کے نامید رہے تھے اور دوسری کے صدر پہلے تو کوئٹہ بیا کے مندر ب تھے بعد میں سرفراز اللہ صدر بنے۔ پہلی کمیٹی نے تقسیم فلسطین کی حمایت کی اور دوسری نے وحدانی حکومت کے قیام اور اقلیتوں کے تحفظ کی سفارش پیش کی۔

## ذیلی کمیٹیوں کی رپورٹ

ان رپورٹوں پر بحث کا آغاز ہوا۔ ۹ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو سر ظفر اللہ نے تقریر کی جس میں تقسیم کے بعض پہلوؤں کے مضمرات بیان کئے۔ ان تقریر کے بعد ایک عمومی تعطیل کی فضا پیدا ہو گئی۔ بڑی طاقتیں واضح موقف اختیار کرنے میں پس و پیش سے کام لے رہی تھیں۔ امریکی نائندہ صدر ٹرومین اور وزیر خارجہ مارشل کی ہدایات کا منتظر تھا۔ عرب نائندوں کی کوشش تھی کہ بڑی طاقتیں کوئی واضح موقف اختیار کریں تاکہ مستقبل کے پروگرام کو تشکیل دیا جاسکے۔ اس موقع پر جب عربوں کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی سر ظفر اللہ نے تجویز پیش کر دی کہ چونکہ بعض سرکردہ ممبران اپنی لائے کے اظہار میں گریز سے کام لے رہے ہیں اس لئے بحث ملتوی



کر دی جائے لیہ

## شام کے ابدال ہمیں بلاتے ہیں

اقوام متحدہ میں فلسطین کا مسئلہ زیر بحث تھا اور فلسطین میں عرب مظلوموں کا قتل عام جاری تھا۔ لاہور میں مرزا محمود احمد اپنی مجلس علم و عرفان ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں مرزا غلام احمد کے اس اہام کی تفسیر میں جو فلسطین میں قادیانی مسجد

محمود کے محراب پر کندہ ہے۔ بدعون لک ابدال۔ شام کے ابدال تیرے لئے دعا کرتے ہیں۔ بڑے درد بھرے انداز میں اپنے مریعوں کو تیار ہے تھے کہ اس اہام کی رو سے جماعت احمدیہ کے ایک حصہ کو شام جانا پڑے گا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے اہام اور مرزا محمود کی تفسیر کے تحت قادیانی کسی وقت تیب کہ پاکستان میں حالات سازگار نہ رہیں اسرائیل چلے جائیں گے۔

الفضل لاہور لکھتا ہے :-

حضور (مرزا محمود) نے حضرت مسیح موعود کے اہام بدعون لک ابدال شام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ ایک دوست نے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ حضرت مسیح موعود کے ابتلاؤں والے اہامات کے ساتھ اس اہام کا بھی ذکر ہے۔ حضور نے فرمایا یہ اہام پہلے ہی میرے مدنظر ہے یہاں (پاکستان) کے حالات مخدوش ہیں۔ ممکن ہے کسی وقت ہم میں سے ایک حصہ کو شام جانا ہی پڑے۔ اس اہام کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ ابدال شام ہمارے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں دوسرا یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ ابدال شام ہمیں بلاتے ہیں۔

سرفظ اللہ نے اقوام متحدہ کی کمیٹی کے اجلاس کے دوران جب کہ تفسیر فلسطین کے منصوبے کے تفصیل حصوں پر رائے زنی کی جا رہی تھی۔ ڈنمارک کے مندوب کے ایما پر ایک عجیب فریب

## سرفظ اللہ کو فلسطینی وفد کے رہنما کا اتسیاہ

موقف اختیار کیا جو پاکستان کے مسئلہ فلسطین پر واضح موقف کے مطابق نہ تھا۔ ان کی اس روش کو دیکھ کر فلسطین کے نمائندے نے ان کو سختی سے ٹوکا اور متنبہ کیا کہ وہ صورت حال کو خراب نہ کریں۔ سرفظ اللہ

۱۰ الفضل لاہور۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۷ء

۱۱ الفضل لاہور۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء

کی یہ کارروائی ان کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔

جب بجٹ کا سلسلہ ختم ہو کر تقسیم کے منصوبے کے تفصیلی حصوں پر رائے زنی شروع ہوئی تو کمیٹی کے اجلاس کے دوران میں ہی ڈنمارک کے مندوب میر سپاس آئے اور فرمایا کہ واقعات اور تمہارے دلائل سے ظاہر ہے کہ تقسیم کا منصوبہ بالکل غیر منصفانہ ہے۔ اور اس سے عربوں کے حقوق پر نہایت مضر اثر پڑے گا۔ سکندریہ نیویا کے تمام ممالک کے نائیدوں کی یہی رائے ہے معلوم ہوتا ہے تقسیم کی تجویز مندر منظور ہو جائے گی۔ کیونکہ امریکہ کی طرف ہم پر بہت زور ڈالا جا رہا ہے۔ میں تمہیں یہ بتانے آیا ہوں کہ کمیٹی میں عام طور پر یہ احساس ہے کہ ہم امریکہ کے دباؤ کے تحت ایک بے انصافی کا فیصلہ کرنے والے ہیں اس احساس کا تمہیں فائدہ اٹھانا چاہئے۔ تم نے اپنی تقریروں میں علاوہ تقسیم کی سرے سے مخالفت کرنے کے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ اس کی بعض تجویز ظاہرہ طور پر عرب حقوق کو غصب کرنے والی ہیں مثلاً یاد کا بہترین شہر جس کی ۹۹ فیصد آبادی عرب ہے اسے اسرائیل میں شامل کیا گیا ہے۔ اس طرح اور بہت سی ایسی خلاف انصاف تجاویز ہیں۔ اس وقت کمیٹی کی کارروائی بڑی جلدی میں ہو رہی ہے۔ اگر تم ان تجاویز کے متعلق ترامیم پیش کرتے جاؤ اور مختصر سی تقریر پر ہر ترمیم کی تائید میں کر دو تو ہم سکندریہ نیویا کے پانچوں ممالک کے نمائندے تمہاری تائید میں رائے دیں گے اور کمیٹی کی موجودہ فضا میں تمہاری تمام ترمیمیں منظور ہو جائیں گی جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اگر تقسیم کی ترمیم منظور ہو بھی گئی تو بہت سے امور میں عربوں کی اشک شوئی ہو جائے گی۔ مجھے یہ تجویز پسند آئی اور میں نے یہ دیکھنے کے لئے کہ ان کا اندازہ درست ہے یا نہیں ایک معمولی سی ترمیم پیش کی اور اس پر فوراً رائے شماری ہوئی اور ترمیم منظور ہو گئی۔ اس پالیسیڈ جمالی سینی نے جو فلسطین وفد کے سربراہ تھے اور جن کی نشست میرے عقب میں تھی مجھ سے کہا سر ظفر اللہ یہ تم نے کیا کیا۔ میں نے ڈنشین مندوب کی بات انہیں بتائی۔ انہوں نے خیر ان ہو کر دیا منت کیا اگر تمہاری تمام ترامیم منظور ہو گئیں تو تم تقسیم کے حق میں رائے دو گے؟

ہرگز نہیں ہم پھر بھی پر زور مخالفت کریں گے لیکن اتنا تو ہو گا کہ تقسیم کے منصوبے کو رد ہو جائیں گے اور اگر منصوبہ منظور ہو بھی گیا تو اتنا برا نہیں ہو گا جتنا اس وقت ہے۔

ظفر اللہ خان :

السید جمال حسینی : ہمارے لئے تو بڑی مشکل ہوگی۔

نظر اللہ خان : آپ عرب ریاستوں کے دانشوروں سے کہہ دیں کہ شیک ترمیم کے حق میں رائے نہ دیں غیر جانب دار ہیں۔

السید جمال حسینی : مشکل تو پھر بھی حل نہیں ہوئی۔

نظر اللہ خان : کیا مشکل ہے۔

السید جمال حسینی : مشکل یہ ہے کہ اگر تقسیم ہمارے حقوق کو واضح طور غصب کرنے والی نہ ہوئی تو ہمارے

لوگ اس کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ نہیں ہوں گے اور یہیں سخت نقصان پہنچے گا تم ہربانی کرو اور کوئی ترمیم پیش نہ کرو۔ میں خاموش ہو گیا ہوں۔

مقرر اللہ ڈنارک اور چارویگر سیکنڈے نیوین مالک کے ایاد پر جس ترمیم شدہ تقسیم کے منصوبے کی نیوٹار ہے تھے وہ فلسطینی جدوجہد آزادی کے لئے مستقبل قریب میں سخت نقصان دہ ثابت ہو سکتا تھا۔ ان ترمیمات کے لئے نہ تو عرب ریاستوں کا اعتماد حاصل کیا گیا اور نہ ہی ان سے مشورہ کیا گیا۔ اگر فلسطینی وفد کے قائد اور مفتی اعظم کے عزیز السید جمال حسینی بروقت نظر اللہ کو متنبہ نہ کرتے تو بہت سی ایسی پیچیدگیاں پیدا ہونے کا خطرہ تھا جو مسئلہ فلسطین کے لئے تباہ کن ثابت ہوتیں۔

گرمیے مالا کے سربراہ گرانڈوس اور کنسیڈا کے پیٹرسن نے امریکہ اور روس کو تقسیم کی تجویز پر رضامند کر لیا تھا دونوں ممالک کی طرف سے اس کا اظہار بھی کر دیا گیا۔ عربوں کی یہ کوشش تھی کہ تقسیم کی قرارداد جنرل اسمبلی تک نہ پہنچ پائے۔ اگرچہ اقوام متحدہ کی ایڈ ہاک کمیٹی نے تقسیم کے منصوبے کو تسلیم کر لیا تھا اور اس کے حق میں ۲۵ اور مخالفت میں ۱۳ ووٹ آئے تھے، امبروں نے ووٹنگ میں حصہ نہ لیا۔ دو غیر حاضر رہے۔ اگر یہودیوں کی یہی صورت حال جنرل اسمبلی میں پیش آجاتی جہاں قرارداد کی منظوری کے لئے اکثریت ملنی ضرورت تھی تو تقسیم کی قرارداد مطلوبہ اکثریت نہ ہونے کے باعث مسترد ہو جاتی۔ فرانس بلجیم لکسمبرگ۔ ہالینڈ اور نیوزی لینڈ نے ووٹنگ میں حصہ لیا۔ پراگ اور فلپائن غیر حاضر رہے۔ اس وقت تک یونان۔ اٹلی۔ لائبیریا۔ سیام عربوں کا ساتھ دے رہے تھے۔ ۲۶ نومبر کو صیہونی یوم سیاہ قرار دیتے ہیں۔

# تقسیم فلسطین

۲۷ نومبر ۱۹۴۷ء کو برطانوی، امریکی اور روسی سازش کے تحت اسمبلی کا اجلاس  
۲۷ گھنٹے کے لئے اس پہلے پر ملتوی کر دیا گیا کہ کل ۲۸ نومبر کو امریکہ کا یوم

تک (Thanks & Livings) ہے۔ اس لئے عیسیٰ کا دن ہے۔ یہ التوا اس غرض کے لئے تھا کہ بڑی  
طاقتیں خصوصاً امریکہ کمزور ممالک اور اپنے حلیفوں کو اپنا ہم نوا بنا سکے۔ اس نازک موقع پر رائٹر اور دیگر خبر  
رساں ایجنسیوں نے اطلاع دی کہ نطراشر نے کوئیبوکے وفد کی اس تجویز کی تائید کی ہے کہ معاملہ از سر نو غور و  
خوض کے لئے کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور یہ بھی کہا ہے کہ کمیٹی اس پر فوراً غور و خوض نہ کرے۔ بلکہ کچھ عرصہ  
اجلاس کو زیر بحث لائے۔ کیونکہ موجودہ کشیدگی ختم ہونے کے لئے کچھ دفعہ ڈالنا ضروری ہے۔ اس سے  
زیادہ عجیب تر آپ نے اس سوال کے جواب میں کہ عرب اور یہود کے درمیان کامیاب گفت و شنید  
کس اساس پر شروع کی جاسکتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "اگر وہ مجھے ثالث تسلیم کر لیں تو میں اس مرحلے کو  
صحیح طریق پر حل کر سکتا ہوں۔"

ہم یہ بات سمجھنے سے قاصر ہیں کہ آپ نے اپنے آپ کو کیوں کس حیثیت میں اور کن مقاصد کے تکمیل کے  
کے لئے اپنے آپ کو بطور ثالث پیش کیا؟ اپنی خودنوشت میں آپ نے ان امور پر روشنی نہیں ڈالی  
ہے۔

۲۹ نومبر کو جنرل اسمبلی نے تقسیم فلسطین کی قرارداد منظور کر لی۔ ۲۷ گھنٹے کے وقفے سے فائدہ اٹھا کر  
امریکنے کئی ممالک کو اپنا ہم خیال بنا لیا اور کچھ ممالک کو سیاسی اور اقتصادی دباؤ کی وجہ سے اپنے ضمیر  
کے خلاف حمایت کرنی پڑی۔ بلکہ افضل لاہور نے اپنے اس ظالمانہ قرارداد پر محض ایک چوتھائی کاظم کا ادارہ  
لکھا جس میں تقسیم فلسطین کی اس قرارداد کو عربوں کے لئے ایک بڑی ناکامی قرار دیا۔ لیکن اس کے دو  
روشن پہلو بھی بیان کئے گئے اول یہ کہ اسلامی ممالک میں مغرب سے حسن ظن ختم ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے  
کا احساس پیدا ہوگا۔ دوم اسلامی ممالک جان کئے ہوں گے کہ ایک دوسرے سے الگ رہ کر وہ زندہ  
نہیں رہ سکتے۔ تیسرے اس عمومی تبصرے کے علاوہ جو ایک یہودی مبصر بھی کر سکتا ہے نہ تو میہونی ریشہ  
روانیوں کی مذمت اور فلسطینی عوام پر ہونے والی ظلمتوں کا اظہار کیا گیا۔ اور نہ ہی تقسیم کی قرارداد کی مذمت کی گئی۔ مزاجی

نے کچھ عرصہ بعد ایک مضمون میں اپنے گذشتہ موقف کو دہراتے ہوئے کہا کہ فلسطین کا معاملہ ایک الٰہی تدبیر کا نتیجہ ہے اور قرآن کریم، احادیث اور بائبل میں ان تازہ پیدا ہونے والے واقعات کی خبر پہلے سے موجود ہے۔  
الفضل نے یہ بھی تحریر کیا کہ مرزا محمود کی ماڈرن فائیڈ سمجھوتے والی پیش گوئی جس میں روس کی امداد کا ذکر متناظر ہو گئی ہے یہ

## سرفظر اللہ اور پاکستان کا موقف

سرفظر اللہ کو مسئلہ فلسطین کے متعلق اقوام متحدہ میں پاکستان کے موقف کو پیش کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ پاکستان نے ہمیشہ عربوں کے کارکن حمایت کی اور فلسطین کے سوال پر اس کا نقطہ نظر قطعی اور واضح رہا ہے۔ اس موقف کو پیش کرنے میں سرفظر اللہ کی اپنی رائے، قادیانی مسلک یا مرزا محمود کے کسی حکم یا تجویز کو قطعاً کچھ دخل نہ تھا۔ لیکن عجیب بات ہے کہ قادیانی قیام اسرائیل میں ادا کئے گئے اپنے شرمناک کردار کو چھپانے کے لئے پاکستان کے موقف اور پاکستان اور عرب پر ایسے تبصروں کو اپنے مذموم کارناموں کے لئے بغور و حال استعمال کرتے ہیں۔ اور ایسا ظاہر کرتے ہیں جیسے اس مسئلے میں سب کچھ انہوں ہی نے کیا ہے۔ حالانکہ یہ کتنی افسوسناک بات ہے کہ سرفظر اللہ نے اس ناسندگی کو قادیانیت کے پروپیگنڈے اور عرب ممالک میں اس کے وقار کو بلند کرنے کے لئے استعمال کیا۔ جس کا ذکر آگے آ رہا ہے

## ظفر اللہ دمشق میں

اقوام متحدہ سے واپسی پر سرفظر اللہ نے پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق قادیانی جماعت شام کے ایما پر دمشق میں قیام کیا۔ اور اپنے پاکستانی نمائندے ہونے کی حیثیت کو جماعتی پروپیگنڈے اور اسلامی ممالک میں قادیانی جماعت کے امیج کو بلند کرنے کے لئے استعمال کیا تاکہ مستقبل میں وہ مضبوط قدم جما کر تخریب کاری اور فتنہ انگیزی کے صیہونی پروگرام کی تکمیل کر سکے۔

دمشق کے ہوائی اڈے پر شامی زعماء کے علاوہ قادیانی مبلغ نور احمد منیر اور دیگر افراد جماعت آپ کے استقبال کے لئے موجود تھے۔

۱۲ دسمبر ۱۹۵۷ء ۱۱ دسمبر ۱۹۵۷ء ۱۲ دسمبر ۱۹۵۷ء

۱۲ دسمبر ۱۹۵۷ء ۱۱ دسمبر ۱۹۵۷ء ۱۲ دسمبر ۱۹۵۷ء

نضر اللہ نے اس موقع پر قادیانی جماعت کے ذقار کو بلند کرنے کے لئے ان سے بے تکلفانہ گفتگو کی اور شامی اکابر کے مقابلے میں قادیانیوں سے زیادہ گرمجوشی سے ملے۔ شامی وزراء چوکے اور متحیر ہو گئے۔ ہوائی اڈے پر آپ کا پاکستانی نمائندے کی حیثیت سے استقبال کرنے والوں میں فحامتہ الرئیس السید شکر القوتی بک کے ذاتی نمائندے سید سہیل العثی، شامی وزراء کی طرف سے استاذ عارف حمزہ، السید خالد غالب میوزیک جنرل سپرنٹنڈنٹ پولیس، عرب لیگ کی طرف سے استاذ معین بک المصطفیٰ اور عزت بک دروزہ شامل تھے۔ سرفہر اللہ نے ہوائی اڈے پر اتر کر شامی رہنماؤں اور استقبال کرنے والوں سے سرسری مصافحہ کیا اور قادیانی جماعت سے بڑی گرمجوشی سے ملے اور بھر پور بے تکلفی اور اپنائیت کا اظہار کیا۔ مصانحے اور مصافحے کے قادیانی مبلغ نور احمد اپنی رپورٹ میں تحریر کرتے ہیں کہ "اس موقع پر عرب لیگ کے نمائندے نے پولیس افسر سے کہا "من هو لاد" یہ کون لوگ ہیں۔ مگر ان کو یہ علم نہ تھا کہ مکرم چوہدری صاحب ہماری خواہش کے مطابق یہاں تشریف لارہے ہیں اور آپ کی آمد ہمارے لئے سرور کا موجب ہے اور اپنی جذبات و احساسات کے پیش نظر ہر چھوٹا بڑا جماعت کا دوست آپ سے معانقہ کر رہا تھا اور اس نظارہ نے تمام حاضرین کو حیران کر دیا ان کا خیال تھا کہ مکرم چوہدری صاحب ایک اجنبی کی حیثیت سے یہاں تشریف لارہے ہیں چنانچہ دمشق اخبارات نے جہاں اس موقع پر یہ ذکر کیا کہ آپ کا سرکاری طور پر استقبال کیا گیا وہاں جماعت کے استقبال کا بھی نمایاں طور پر ذکر کیا گیا اور اہلیان دمشق کو جماعت کے علمی اور سیاسی مقام کا علم ہوا۔"

فحامتہ الرئیس القوتی (شام کے صدر۔ مؤلف) نے کہا کہ آپ (سرفہر اللہ) مور ۳ ۱۲ کو دوپہر کا کھانا تناول فرمائیں اور ساتھ ہی عاجز کو بھی کہا۔ نیز آپ حکومت کے نمائندے ہیں اور آپ کے لئے ہوٹل میں کمرہ کا خاص انتظام کیا گیا ہے۔ مکرم چوہدری صاحب نے اس عاجز (قادیانی مبلغ نور احمد۔ مؤلف) کو کہا کہ میری طرف سے پرنٹیشن کو ان الفاظ میں عرض کر دیں:-

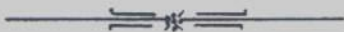
میری درخواست ہے کہ مجھے اپنے اگلی بھائیوں کے پاس قیام کی اجازت دی جائے اور آپ کی خواہش کے احترام میں آج کی رات ہوٹل میں گزاروں گا۔ عاجز (قادیانی مبلغ۔ مؤلف) نے اس فقرے کا

معنوی ترجمہ کر دیا اس پر اسٹیڈ شکرا القوتلی نے بڑی حیرانی اور تعجب سے دریافت کیا کہ کن کے پاس آپ کا قیام ہوگا؟ اس پر عاجز بننے ان کو تفصیل سے بتایا کہ ہم نے چوہدری صاحب کا انتظام کیا ہوا ہے؟ پریزیڈنٹ کے دفتر سے فارغ ہونے کے بعد ہم دمشق کے بڑے خوبصورت ہوٹل اورنٹیل پلس میں آگئے جہاں محرم چوہدری صاحب کے لئے حکومت کی طرف سے انتظام کیا گیا تھا۔ شام کے کھانے پر پریزیڈنٹ کے خاص نمائندے نے آپ کے ساتھ کھانا کھایا کھانے کے بعد آپ جماعت کے دوستوں سے گفتگو کرتے رہے اور جو دوست نہ آسکے ان کی خیر و عافیت کے متعلق بھی دریافت کرتے رہے۔ دوسرے دن صبح ۹ بجے پروگرام کے مطابق آپ محرم کالج بدرالدین المحضی (قادیانی) کے مکان پر تشریف لے آئے۔

سرفراز اللہ نے مفتی اعظم فلسطین سے عالیہ (لبنان) میں ملاقات کی اور دیگر اعلیٰ افسران اور دانشوروں سے فلسطین کے مسئلے پر گفتگو کی۔ وزیر اعظم جمیل روم بیک کے کھانے کی دعوت میں قادیانیوں کی ایک کھیمپ کے ساتھ شرکت کی اور کئی سیاسی مسائل پر گفتگو ہوئی۔

سرفراز اللہ نے بیروت میں مقیم بطلومی سینٹر یونیورسٹی اور انارز (Trepova. 2. 2000) سے بھی ملاقات کی اور قیام اسرائیل کے مسئلے پر تبادلہ خیالات کیا۔ واضح رہے کہ بیروت میں یہودی نٹلی جنس مشرکت کی طرف سے ایک خاتون بیوہ ام جازم جاسوسی کے لئے مامور تھی۔ اس نے قادیانی مذہب اختیار کر رکھا تھا اس کا خاوند شیخ محمد حسر لبنانی پارلیمنٹ کا سابق صدر تھا۔ قادیانی مبلغ شیخ نور احمد ادرام جازم اکٹھے سیاسی مباحث پر روانہ ہوتے تھے۔

سرفراز اللہ نے اس دورے سے اسرائیل کے لئے مستقبل کی پالیسی اور عرب ممالک میں قادیانی اٹوے بنانے کا ایک رپورٹ خاکہ وضع کیا جسے لاہور میں مرزا محمود کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔



# یہودی ریاست کے سایے میں

سامراجی صہیونی  
گٹھ جوڑ

روس اور امریکہ نے اقوام متحدہ میں فلسطینی مسئلہ پر اتفاق رائے رکھا۔ تقسیم فلسطین کی حمایت اور اسرائیلی ریاست کو تسلیم کرنے کی دوڑ میں دونوں کے پیش نظر اپنے مفادات تھے۔ امریکی صدر کی نظر یہودی مدعوں پر تھی اور روس مشرق وسطیٰ اور ایشیا سے مغربی اثرات کا جنازہ نکال کر مغربی طاقتوں کی جگہ لینا چاہتا تھا۔ برطانیہ اس بحث میں بظاہر الگ تھا۔ لیکن وہ نہر سوئز کے علاقے میں اپنے معاشی مفاد کے تحفظ کے لئے کھلے طور پر ایسا کوئی قدم اٹھانے سے گریز کر رہا تھا جس کے نتیجے میں عرب برا فروختہ ہو جائیں۔ برطانیہ کے آخری باقی کوششیں کنگڈم نے برطانوی افواج کے انخلاء کے ساتھ ساتھ یہودیوں کو فلسطین کے طول و عرض میں اہم علاقے دلانے میں مدد دی۔ تقسیم فلسطین کے وقت چھ لاکھ یہودی فلسطین میں آباد تھے جن کی ساری بالغ آبادی یورپ اور امریکہ سے لگ بھگ تھی۔ ان کی بستی بستی فوجی کیمپ میں تبدیل ہو گئی تھی۔ جہاں سے عرب آبادیوں پر حملے ہو رہے تھے۔ عرب آبادی چودہ لاکھ سے زائد تھی۔ مفتی اعظم نے ایک مختصر فوج تشکیل دے رکھی تھی جو یہودیوں کو ہتھیار پسندوں کے خلاف صف آراء تھی۔ یوں تو پچاس ہزار سے زائد عرب رضا کار میدان میں آنے کو تیار تھے مگر ان کے پاس مقابلہ کرنے کے لئے اسلحہ نہ تھا جب کہ دنیا بھر کے یہودی فلسطین کے صہیونیوں کو ہتھیار فراہم کر رہے تھے۔ ان حالات میں عرب محروم پیلے نے پروگرایا جنگ کرنے کے سوا اور کچھ نہ کر سکتے تھے۔

سامراجی طاقتوں کی ہمیشہ پر صہیونی عرب قصابات اور دیہاتوں پر جارحانہ حملے کر رہے تھے۔ عرب آبادی کا قتل عام جاری تھا۔ ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ برطانوی سامراج نے فلسطینیوں کو محفوظ مقامات پر پہنچانے کے بہانے کئی اہم علاقے خالی کر لئے جن پر بعد میں یہودیوں نے قبضہ جما لیا۔

۱۹۴۸ء کو رات کے بارہ بجے جب برطانوی سامراج نے فلسطین سے اپنا بوریاستر لپیٹا تو یہودی فوجی نقطہ



نظر سے اہم عقائد پر قابض ہو چکے تھے۔ دیر یا مین طبریہ - صحیح - سلامہ - نیروور - بیت دجن - بیسان - بیت المقدس (نیا شہر) - صفد - اور یا قاجی سے اہم شہر عرب آبادی سے خالی تھے۔ انتداب کے خاتمہ کے ساتھ ہی یہودیوں نے بن گوریاں کی سربراہی میں نام نہاد آزاد حکومت اسرائیل کے قیام کا اعلان کر دیا۔ وزیران اس کا صدر مقرر کیا گیا۔ بڑی طاقتوں نے جن میں امریکہ اور روس شامل تھے اسے تسلیم کر لیا۔

برطانوی سلطنت کے بادشاہ کی ملی جگت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ برطانیہ نے اعلان کیا تھا کہ وہ حیفا کے سوا ساؤتھ سین ۱۹۴۸ء کو خالی کر دے گا۔ البتہ حیفا کی بند گاہ سے اپنی فوجیں اگست میں سبک گاہ اپنے اعلان کے برعکس اس نے اپنا ملک نام ازمی کو حیفا خالی کر دیا۔ ادھر انگریز حیفا سے نکلا اور مسلح یہودیوں نے شہر پر قبضہ جمایا۔ ازمی کو اسلحہ اور گولے بارود سے لہے ہوئے جہاز حیفا کی بند گاہ پر پہنچ گئے۔

## اسرائیلی فتوحات

اسرائیلی جارحیت اور بربریت کو فتوحات کا نام دیتے ہوئے قادیانی مبلغ چوہدری شریف اسرائیل سے پاکستان ارسال کردہ رپورٹ میں لکھتا ہے :-

۲۳ اپریل ۱۹۴۸ء کو یہودیوں نے حیفہ فتح کر لیا۔ ۱۲ اور ۲۵ مئی کو محققات حیفہ پر قبضہ کر لیا۔ اس سلسلے میں ۲۵ تاریخ کو ٹاؤنٹ کرمل پر واقع عرب آبادی کیا سیر کی باری آگئی۔ صبح پورے ہی چاروں اطراف سے مسلح فوجوں نے حاصرہ کر لیا۔ اور ہمارے سامنے دو شرانٹھ پیش کیں ہجرت کرنا چاہیں تو ہتھیاروں اور جس قدر سپاہی آپ کے پاس مقیم ہوں وہ ہمارے سپو کو دیں۔ ہم نے ارشاد نبوی من قتل دون مالہ و عفرنبہ فہوشہ ہید پر عمل کو کھاتا تھا۔ سپاہی کوئی ہمارے ہاں آیا نہ تھا۔ مغرب تک گوشہ گوشہ تلاش و تفتیش کر کے آہل کبیر (۱۹۴۸ء) دئے گئے تے۔

## مرزا محمود کا پیغام

اسرائیل میں قادیانی مشن کی ہمیت کے پیش نظر مرزا محمود نے رتن باغ لاہور سے برطانوی انتداب کے خاتمے سے ایک روز قبل اسرائیل کی قادیانی جماعت کو خصوصی پیغام ارسال کیا کہ وہ کسی قیمت پر بھی کیا سیر کی زمین یہودیوں کے ہاتھ فروخت نہ کریں۔ مؤلف

۱۷ یہودی تم کاریوں کا حیران بن گوریاں کی کتاب راری برتھ اینڈ ڈیسٹنی وقت اسرائیل کے ۵۳۰ پر ہا خط کریں۔

۱۷ لیری کوئز اینڈ ڈومینیک پیپرے اور ڈولم لندن ۱۹۷۱ء ص ۲۳۷ سے تاریخ احمدیت جلد ۱۳ ص ۱۳۱

تاریخ احمدیت، ریسٹرکارڈوائی مشاورتی اجلاس، رتن باغ لاہور (غیر مطبوعہ) کے حوالے سے

حضرت مصلح موعود کا اہم پیغام فلسطینی احمدیوں کے نام کے زیر عنوان رقم طراز ہے۔  
حضرت مصلح موعود (مرزا محمود) نے ۱۵ ماہ ہجرت / مئی ۱۹۲۷ء کو رتن باغ کے مشاورتی اجلاس

میں فرمایا۔

شام والوں کو لکھا جائے کہ کسی نہ کسی طرح کیا بیروالوں کو اطلاع دیں کہ تنگی کے دن ہیں صبر سے گزاریں  
اور کسی قیمت پر بھی کہا بیر کی زمین یہود کے پاس فروخت نہ کریں۔

ان پر آشوب حالات میں جب کہ مسلح صیہونی غنڈے نہتے ہاتھوں پر  
ظلم ڈھا رہے تھے فلسطین کے طول و عرض میں بوڑھوں، بچوں اور

## انتہائی شرمناک سرگرمیاں

عورتوں کا قتل عام کیا جا رہا تھا۔ یروشلم کی گلیاں اور بازار بے گور و کفن لاشوں سے اٹھے پڑے تھے۔

ہزاروں بے یار و مددگار فلسطینی پناہ گزین کھلے کیمپوں میں پڑے بھوک کی اذیتیں برداشت کر رہے تھے۔

مسیح موعود کے قادیانی غنڈے ان مظلوموں کے کیمپوں میں گھس گھس کر انہیں مرزا کی نبوت کا ذہر پرایان

لانے کی دعوت دینے میں مصروف تھے اور صیہونی انسٹی جنس کے لئے کام کر رہے تھے۔ اس الم ناک حقیقت

کو تحریک جدید کے مبلغ فلسطین رشید احمد چغتائی کی اسرائیل سے پاکستان ارسال کردہ ماہ اگست تا اکتوبر

۱۹۴۸ء کی رپورٹ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے لکھتے ہیں:-

فلسطین کے شہر صور اپنے حیض کے احمدی بھائیوں تک پہنچنے کے سلسلہ میں گیا۔ جہاں فلسطینی پناہ گزینوں

میں تبلیغ کی۔ احمدی بھائیوں کی خواہش پر ویوم میاں قیام رہا۔ تبلیغ کے علاوہ ان کی تربیت کے لئے

بھی وقت صرف کیا۔ یہاں ۲۹ کس کو تبلیغ کی۔ ایک شخص سے خاص طور پر تبادلہ خیالات دو روز تک

چار سے چھ گھنٹے تک ہوا رہا انہیں بعض کتب بھی مطالعہ کے لئے دی گئیں۔

یہ شرمناک سلسلہ کافی عرصے تک جاری رہا اور فلسطینی پناہ گزین ایک طویل مدت تک قادیانیوں کی

استحصالی زد میں رہے۔ چوہدری محمد کشر یعنی ۱۵ اگست ۱۹۴۸ء سے جون ۱۹۴۹ء کے عرصے کی

اسرائیل سے پاکستان روانہ کی گئی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ وہ لٹے پٹے فلسطینیوں کو جنگ کے ایام میں بدستور

تبلیغ کرتے رہے فرماتے ہیں۔

ہماری آنکھوں کے سامنے شہر گر گئے آبادیاں ویران ہو گئیں ان ایام میں جب کہ چاروں طرف گولیاں برستی تھیں اور ہر رات معلوم ہوتا تھا کہ صبح ہم پر طلوع ہوگی یا نہیں۔ دعوت احمدیت کا کام باوجود محصور ہونے کے جاری رکھا گیا۔

## عرب افواج کی کارروائی

صیہونی مظالم اور توسیع پسندی کے نتیجے میں عرب افواج نے اسرائیل کے خلاف فوجی کارروائی کا فیصلہ کیا۔ جنگ کی ابتدا

میں مصر نے صحرائے نقب کے بڑے حصے پر قبضہ کر لیا۔ شمالی فلسطین میں مفتی اعظم کی افواج نے نمایاں کارنامے انجام دیے۔ عراقی فوجیں جنین، تلکرم اور نابلس کی مشکت پر قابض ہو گئیں۔ شمالی افواج نے وادی اردن کے ایک اہم مورچے پر قبضہ کر لیا۔ اردن نے بیت المقدس کے نئے شہر کی ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ امریکی صیہونی اس صورت حال سے غلصے پریشان تھے۔ چونکہ اردنی افواج اس معرکے میں پیش پیش تھیں، اس لئے برطانیہ پر سخت تنقید کی جا رہی تھی۔ عرب لیگ کے سکریٹری جنرل اعظم پاشا نے اسرائیل کے خلاف عرب افواج کی کارروائی سے قبل برطانوی سفیر مقیم عدن سر ایلیک کرک براؤنڈ سے مشورہ کیا اور یہ یقین دہانی حاصل کر لی کہ عرب افواج کے حملے کے وقت برطانوی فوج مصر کی رسل و رسائل کی لائن کو منقطع نہیں کرے گی۔ کرک نے لندن سے بلا تعلق قائم کیا۔ برطانوی فارن آفس نے ہدایت دی کہ عرب لیگ کو مطلع کرو یا جائے کہ برطانیہ جنگ میں ملوث نہیں ہوگا۔ برطانوی مدبروں نے بعد میں اعتراف کیا کہ یہ ایک سیاسی چلن تھی۔ برطانیہ کو معلوم تھا کہ جنگ کے آغاز ہی میں اقوام متحدہ مداخلت کرے گا اور جنگ بند ہو جائے گی۔

برطانوی فارن آفس سکریٹری مسٹر بیون کے ڈپٹی سر ہیرلڈ پیلے نے واضح کیا کہ برطانیہ کا رویہ نہایت محتاط اندازوں پر مبنی تھا اس نے اردن کو اسلحے کی ترسیل بند کر دی تھی۔ اینگلو اردن معاہدے کے تحت اردنی فوج کو ترسبت دینے والے برطانوی افسروں کو بھی واپس بلا لیا گیا تھا۔ ۱۱ مئی ۱۹۴۸ء کو اقوام متحدہ نے تمام محاذوں پر جنگ بند کرنے کے احکام جاری کر دیے۔ عبوری عرصے میں یہودیوں نے جنگ بندی کی کھلی

خداوند دنیا میں اور فلسطین کے ۲/۳ حصے پر قبضہ کر لیا۔ فلسطین کا وہ علاقہ جو اقوام متحدہ کی قرارداد کے مطابق عربوں کو ملنا چاہئے تھا اس کا آدھے سے زیادہ حصہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ باقی اردن کے مغربی ساحل اور غزہ کی پٹی میں مدغم ہو گیا۔ دس لاکھ سے زائد فلسطینی عرب اردن اور دوسرے عرب ملکوں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔

## مرزا محمود کا پفلٹ

۱۶ مئی ۱۹۴۸ء کو برطانوی انتداب کے خاتمے کے موقع پر مرزا محمود نے ایک مضمون "الکفر ملت واحدة" کے عنوان سے تحریر کیا۔ اس

کا عربی ترجمہ بغداد سے شائع کیا گیا اور مشرق وسطیٰ کی پریس اور عرب زعماء میں اس کی وسیع تشہیر کی گئی۔ مضمون کا سبب لیا اب یہ تھا :-

وہ دن جس کی کتب سادوی میں سینکڑوں برس پہلے خبر دی جا چکی ہے وہ دن جو مسلمانوں کے لئے نہایت تکلیف دہ اور زہریلے ناک بتایا جاتا تھا معلوم ہوتا ہے آج پہنچا ہے فلسطین میں یہودیوں کو پھر سے بسایا جا رہا ہے۔ یہودیوں نے اسلام کی بڑی مخالفتیں کیں اب یہ مقتدر حکومت کی صورت میں مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کرنے اٹھا ہے عربوں میں مقابلے کی طاقت نہیں ان کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ وہ یا تو آخری جدوجہد میں فنا ہو جائیں گے یا اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں کو ختم کر دیں گے۔ روس مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اس کے عمل کا ٹرک امریکہ کے عمل کے محرک سے زیادہ خطرناک ہے۔ پاکستان کے مسلمان اپنی جائیدادوں کا کم از کم ایک فی صد اپنی حکومت کو دے دیں اس سے کم انکم ایک ارب روپیہ جمع ہو گا جس کو دیکھ کر باقی اسلامی ممالک سے یقیناً پانچ چھ ارب روپیہ جمع ہو سکے گا جس سے فلسطین کے لئے یورپی ممالک کی مخالفت کے باوجود زیادہ سے زیادہ قیمت دے کر آلات جمع کئے جاسکتے ہیں۔ مسلمانوں کے مقاصد مقدسہ حقیقی طور پر خطرے میں ہیں۔ مسلمان متحد ہو کر ان کی حفاظت کریں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن کریم اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی ایک ذمہ پھر فلسطین

لے عرب افواج کے کارناموں اور بڑی طاقتوں کی ڈپلومسی کے لئے ٹھہر پاشا کی کتابیں (۱) برٹن اینڈ دی عربز، لندن ۱۹۵۹ء

(۱) سعودی آف دی عرب لیجن، لندن ۱۹۴۹ء (۲) حافظ کریں، نیز ایس۔ فیز کی تالیف، دی عرب اسلامیشی کانفلکٹ،

عرب انفارمیشن سینٹر، نیویارک ۱۹۶۴ء قابل مطالعہ ہے۔

میں آباد ہوں گے لیکن ہمیشہ کی حکومت عبادالعمالحون کی ہے۔ اس پیش گوئی کا عرصہ تقویٰ سے کام لے کر  
 تنگ کر دیں شاید اس قربانی سے مسلمانوں کی بے دینی، دین سے ان کی بے ایمانی، ایمان سے اور ان کی  
 مستحق پستی سے اور ان کی بد عملی سعی پیہم سے بدل جائے۔ (ملخص)

۱۹۴۸ء میں جب عرب مشترکہ گمان اسرائیل کے خلاف برسرِ پیکار تھی۔ قادیانیوں نے عرب ممالک  
 میں اس پمفلٹ کو تقسیم کیا۔ نہایت محتاط طریقے سے ترتیب دئے گئے اس مضمون میں نہ تو صیہونی مظالم کی  
 خدمت کی گئی اور نہ ہی نام نہاد ریاست اسرائیل کے قیام کی مخالفت کی۔ عربوں یا فلسطینی عوام کی قربانیوں  
 اور ان کی جدوجہد آزادی کی حیثیت انداز میں حمایت کرنے کے برعکس مرزا محمود نے پاکستانی عوام کو جائیدادوں  
 کا ایک فیصد حکومت کو پیش کرنے کی مضحکہ خیز اور ناقابل عمل تجویز پیش کی۔ اس تجویز کو پیش کرتے وقت  
 مرزا محمود نے یہ بھی نہ سوچا کہ پاکستان کے لٹھے پٹے پناہ گزینوں کے پاس جائیدادیں ہیں ہی کہاں جو وہ  
 حکومت کو پیش کریں اور پھر خالی خولی جائیدادیں دینے سے کوئی مقصد مل نہیں ہو سکتا۔ یہ صدر راجن احمدیہ  
 کے نام دیا گیا نہیں تھے جو قعرِ خلافت کی توہین و آرائش میں صرف ہوتے ہیں۔ مضمون سے صاف عیاں ہے  
 کہ قادیانی خلیفہ اسرائیلی جارحیت کی خدمت کئے بغیر یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ وہ عربوں کے مفاد میں آواز اٹھا  
 رہا ہے۔ حالانکہ ایک ناقابل عمل تجویز پیش کر کے آپ نے فن کا انہ انداز میں عربوں کو یہ تاثر دیا کہ وہ یہودی  
 سٹے میں ان کے ہم نوا ہیں دراصل اس بہروپ کا مقصد یہ تھا کہ عرب ممالک میں مستقبل میں استعماری آڑے  
 قائم کئے جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس پمفلٹ کو نہ تو اسرائیل میں تقسیم کیا گیا اور نہ ہی صیہونیوں نے اس کا کوئی ٹوٹ  
 لیا بلکہ یہودی قادیانی تعلقات اسرائیل کے قیام کے بعد کہیں زیادہ مستحکم ہو گئے۔

### امریکی حاشیہ پر دار

برصغیر کی تقسیم اور نئی اسلامی مملکت کے وجود میں آنے کے بعد عالمی  
 سطح پر جو حالات پیدا ہو رہے تھے ان میں امریکہ اور روس کی سرد جنگ  
 کو نمایاں حیثیت حاصل تھی۔ روس نے دوسری جنگ عظیم کے بعد اپنی حیثیت کو منہوا کر دم لیا۔ امریکہ نے  
 اسے جھکانے کے لئے نیٹو کی تنظیم کھڑی کی۔ اس نے جو ابا و ارسا پیکت کا حصار قائم کیا۔ سرد جنگ کے  
 اس ماحول میں پاکستان معرضِ وجود میں آنے کے تھوڑے عرصہ بعد ہی قائمِ اعظم کی عظیم قیادت اور رہنمائی سے

محروم ہو گیا۔ یہ ایک عظیم سانحہ تھا۔ آپ کے بعد ملت کی قیادت کا فریضہ لیاقت علی خاں نے ادا کیا۔

امریکہ اور روس کی آڈینٹیشن کے اثرات برصغیر پر بھی پڑے۔ روس نے سب سے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خاں کو دورہ ماسکو کی دعوت دی۔ چاہئے تو یہ تھا کہ پاکستان اس دعوت کو قبول کر لیتا لیکن سرفظ اللہ کے مشورے اور اس وقت کی قیادت کے مغربی اثرات پذیر ی کے باعث پاکستان سے انتہائی غیر ذمہ دارانہ حرکت سرزد ہو گئی۔

امریکی صدر ٹرومین نے اسی اثناء میں لیاقت علی خاں کو دورہ امریکہ کی دعوت دی جو انہوں نے قبول کر لی۔ اور ماسکو کی بجائے واشنگٹن چلے گئے۔ روس نے شکوہ کیا کہ اسے دھوکہ دیا گیا ہے وہ اس کی ذمہ داری محروم لیاقت علی خاں، سرفظ اللہ خاں اور بعض سابق برطانوی سامراجی دفتر شاہی کے مہروں پر ڈال کر خاموش ہو گیا۔ سرفظ اللہ جو اس زمانے میں پاکستان کی خارجہ پالیسی کے خالقوں میں سے تھے انہیں اپنی پرانی جمعی انگریز دوستی اور امریکہ نوازی کے علاوہ یہ بھی کشش نظر آ رہی تھی کہ وہ جماعت احمدیہ کے ذریعے یورپ اور امریکہ میں "تبلیغ" کر سکیں گے۔ اور "احمدیت کا پیغام زمین کے آخری کناروں تک پہنچا دیں گے"۔ بہر حال ان کی یہ عقیدت مندی بھی پاکستان کی خارجہ پالیسی کے خطوط کی تشکیل پر پوری طرح اثر انداز ہوتی رہی اور پاکستان آزادانہ اور حقیقت پسندانہ خارجہ پالیسی کی بجائے عالمی کشمکش میں افراتفریط کا شکار ہو گیا۔

۱۹۵۲ء میں محرم خواجہ ناظم الدین کی وزارت عظمیٰ کے زمانے میں جب پاکستان کو پہلی بار غذائی بحران کا سامنا کرنا پڑا تو امریکہ کھل کر سامنے آ گیا۔ اس نے ۱۹۵۳ء کے اپریل، مئی میں گندم اور دوسری اجناس کے ذریعہ سفارتی جارحیت کی۔ پاکستان کے سیاسی حلقوں میں سرفظ اللہ کو "امریکی مہرہ" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ اور اس کے وجود نامسعود اور امریکی امداد کو لازم و ملزوم قرار دیا جاتا تھا۔ بین الاقوامی سطح پر سرفظ اللہ سائرش کر رہا تھا اور ملک اندر سامراجی طاقتوں کی شہ پر قادیانی ظلیفہ مرزا محمود پہلے کشمیر اور پھر بلوچستان میں قلابانی شیٹے قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے اور جماعت کو ان علاقوں میں ایک بیس بنانے پر اکسا رہے تھے۔

۱۔ نوائے وقت لاہور، یکم فروری ۱۹۶۲ء

۲۔ میگزین رپورٹ ۱۹۵۳ء - نمبر: الفضل لاہور ۱۳ مارچ ۱۹۶۸ء

۱۹۵۲ء کے بعد پاکستان کی خارجہ پالیسی مسلسل ناکامیوں کا شکار رہی اور اسے امریکی ہلاک کا حاشیہ شین سمجھا جانے لگا۔ عرب ممالک کے ساتھ تعلقات خاص طور پر فرسوخ نہ پا سکے۔ ۱۹۵۲ء میں سر فخر اللہ مہر گئے اور جنرل نجیب سے ملاقات کی۔ عوامی سطح پر آپ کی آمد کے خلاف نفرت کے جذبات پائے جاتے تھے۔ مصر کے انبیا رالیو مہ نے ۲۶ جون ۱۹۵۳ء کی اشاعت میں مفتی مصر شیخ محمد مخلوف کا قادیانی تحریک کے بارے میں ایک چرچر مضمون شائع کیا۔ جس میں بلاد اسطہ طور پر پاکستان اور اس کے وزیر خارجہ کی سرگرمیوں پر تنقید کی گئی تھی۔ سراج مخالف عرب پریس نے اسی نوع کے تبصرے کئے جس سے عرب ممالک سے تعلقات متاثر ہوئے۔

تحریک ختم نبوت (۱۹۵۳ء) مرزا محمود کی سیاسی ناقبست اندیشیوں اور سر فخر اللہ کی جارحانہ تبلیغی مہم کے نتیجے میں پیدا ہوئی۔ پنجاب میں یہ لاو آتش فشاں بن کر پھٹا۔ قادیان مخالف تحریک ملی۔ صوبے میں مارشل لا لگا گیا۔ جب طوفان تھا اور تحقیقاتی عدالت نے کام شروع کیا تو مسلم زعماء نے عدالت کے سامنے بیان دیا کہ سر فخر اللہ امریکہ، برطانیہ اور اسلام دشمن طاقتوں کے کھلے ایجنٹ ہیں اس لئے ان کو وزیر خارجہ کے عہدے سے فی الفور ہٹایا جائے۔ اس تحریک کی گونج مشرق وسطیٰ میں بھی سنائی دی عرب پریس نے قادیانی تحریک کے مذہبی اور سیاسی مضمرات پر مقالات شائع کئے۔

تحریک کے دوران برطانیہ نے کامن ویلتھ کے ناطے سے پاکستان پر دباؤ ڈالا۔ کہ احمدیہ اقلیت کو تحفظ بہم پہنچایا جائے۔ واشنگٹن میں مقیم قادیانی مبلغ خلیل احمد ناصر نے سی آئی اے کی امداد کے حصول کے لئے پارک وے میموریل کے چکر لگائے۔ اسرائیل میں امریکہ کے پہلے سفیر جیمز میکڈانلڈ نے اسرائیل میں قادیانی مبلغ چوہدری شریف کو بار بار شرفِ ملاقات بخشا۔ اسرائیل نے اپنے آقاؤں کی معرفت پاکستان پر دباؤ ڈالا کہ احمدیوں کو تحفظ دیا کرے۔ سراجی صیہونی پریس میں انسانیت اور سہار دی کے اعلیٰ آدرشوں کی آڑ لے کر قادیانیوں کو اخلاقی مدد بہم پہنچائی۔

مرحوم خواجہ ناظم الدین کی وزارتِ عقلی کا چراغ گل ہونے کے بعد ان کی جگہ محمد علی بوگرہ مرحوم کو امریکہ سے واپس کر کے وزیر اعظم بنا لیا گیا۔ امریکہ کی

ٹیوی میں شمولیت

گرفتار مضبوط سے مضبوط تر ہو گئی۔ امریکی وزیر خارجہ جان فاسٹر ڈولس نے اس کو انتہا تک پہنچا دیا۔ پاکستان سینٹو اور سینٹو کا ممبر بن گیا۔ سینٹو میں پاکستان کو سینیٹا نے میں سرفظی لائبریری کی سازش کا فرما دیا۔ پاکستان کے مشہور صحافی جناب معظم علی نے قادیانی سازش کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے :-

بُجس وقت یہ معاہدہ عمل میں آیا تھا اس وقت پاکستان کے وزیر اعظم محمد علی بوگرہ مرحوم تھے اور وزیر خارجہ مظفر ظفر۔ سرفظی لائبریری اس معاہدے کی تکمیل کے لئے پاکستان کی طرف سے معاہدے کے مسودے پر دستخط کرنے کے مجاز تھے۔ جب انہوں نے معاہدے کی اس شق کو قبول کر کے دستخط کر دئے جس کے مطابق معاہدہ صرف کیونسٹ بلاکوں کی طرف سے حملہ کی صورت میں کارآمد ہو سکتا تھا تو میں (مظفر علی) نے محمد علی بوگرہ مرحوم کو اس امر سے مطلع کیا۔ وہ یہ جان کر بہت برہم ہوئے کیونکہ یہ سراسر ان کے منشاء کے خلاف تھا انہوں نے فوراً ہی طور پر تمام وزیروں کو بلا دیا اور صورت حال سے آگاہ کیا۔ نیز مظفر ظفر کو ایک کبیل اس مضمون کا روانہ کیا کہ معاہدے کی یہ شرط قابل قبول نہیں ہے اور حکومت پاکستان اس شق پر دستخط کرنے کے حق میں نہیں ہے۔ اس کی بجائے یہ ہونا چاہئے کہ حملہ آور کوئی ملک بھی ہو معاہدے میں شامل ملک اس کے خلاف مشترکہ جہد کریں گے اور اس میں کسی قسم کی تخصیص نہیں ہونی چاہئے۔ لیکن مظفر ظفر نے اپنے سامراجی آقاؤں کی خوشنودی کے لئے جو کچھ کرنا تھا وہ کر گزرے۔

امریکہ اور روس کی سرد جنگ کے اثرات مشرق وسطیٰ میں نمودار ہوئے فوجی انقلابات اور سیاسی و فاعلی معاہدات معمول بننے لگے۔ مصر میں ۱۹۵۴ء جب کنگز نے ناصر نے اقتدار سنبھالا تو سیاسی اور نظریاتی کشمکش عروج پر تھا۔ اس تصادم کے نتیجے میں مصر، انڈونیشیا وغیرہ میں بعض اسلامی تحریکات اٹھیں جنہوں نے مسلمانوں کی قیادت کا اہم کام انجام دینے کا بیڑہ اٹھایا۔ قادیانیوں نے دنیا کی تمام اسلامی تحریکات کے خلاف مذموم پروپیگنڈا کیا۔ اور اسرائیل مشن کی سزمت ان تحریکوں کے خلاف تحفظ قسم کی سازشیں کیں۔ قادیانیوں نے الزام لگایا کہ یہ دینی تحریکیں مشترک اور فاشی کلیسا کی جبریہ کے نظریہ سے متاثر ہو کر پیدا ہوئی ہیں اور ایسا انتشار پھیلا رہی ہیں جس کا فائدہ اشتراکیت اور برہنہ کوٹے کا ہے۔



## مرزا محمود کا دورہ دمشق

۱۹۵۵ء میں مرزا محمود نے علاج کے بہانے یورپ جانے کا اعلان کیا۔ ربوہ میں اس سال کے اوائل سے قادیانی پاپائیت کے خلاف تحریک جاری تھی جس میں

حکیم نور الدین کے بیٹے پیش پیش تھے۔ ان امور کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے آپ اپنے سیاسی دورے پر چل پڑے جس کا ایک مقصد مشرق وسطیٰ میں قادیانی مشنوں کی کارکردگی کو بہتر بنانا اور اسلامی تحریکوں کو سوتلا کر کے اقدامات کرنا تھا۔ ۲۹ اپریل ۱۹۵۵ء کو آپ ربوہ سے روانہ ہوئے۔ یکم مئی کو دمشق پہنچے ایک ہفتہ دمشق میں رہے اور اپنے آلہ کاروں کے ذریعے اسرائیلی جماعت اور اس کے مبلغ چوہدری شریعت سے رابطہ قائم کیا۔ آپ نے اسرائیلی صدر بن زیوی اور وزیر خارجہ موشے شیرٹ کو اہم پیغامات بھیجوائے، مئی کو آپ بیروت پہنچے۔ جہاں سے یورپ کے لئے روانہ ہوئے۔ سوئٹزرلینڈ میں قادیانیوں کی ایک اہم خفیہ کانفرنس بھی ہوئی۔ جس میں مظفر اللہ اور یورپ کے دیگر قادیانی زعماء نے شرکت کی۔

## قادیانی مبلغ کی اسرائیلی

یورپ کے پہلے دورے (۱۹۲۴ء) کی طرح موجودہ دورے میں مرزا محمود نے اپنے سیاسی پلان میں مشرق وسطیٰ کو خاص اہمیت دی۔ اس علاقے کے مشنوں کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے بعد اہم اقدامات

## صدر سے ملاقات

کئے گئے۔ نومبر ۱۹۵۵ء میں چوہدری شریعت کی جگہ جلال الدین قمر کو اسرائیل میں نیا مبلغ مقرر کیا گیا۔ چوہدری صاحب ۱۹۳۸ء سے اسرائیل میں معمولت عمل تھے۔

شیخ نور احمد اور رشید چغتائی اسرائیل سے پاکستان آنے تک (۱۹۵۱ء) ان کے ساتھ کام کرتے رہے تھے۔ چوہدری صاحب بھی اسرائیل سے پاکستان آئے۔ یہ تینوں مبلغ تاہم تحریر (جنوری ۱۹۷۸ء) ربوہ میں موجود ہیں۔ اور جلال الدین قمر جو ۱۹۵۵ء سے اسرائیل مشن کے انچارج ہیں ان کا سارا خاندان ربوہ میں ہے۔ بہر حال چوہدری شریعت اسرائیل سے پاکستان آنے لگے تو اسرائیل صدر بن زیوی نے ان کو خصوصی پیغام ارسال کیا کہ وہ وطن جانے سے پہلے ان سے ضرور ملیں۔ اسرائیلی صدر کا یہ اشتیاق بعین اہم حقائق کا عکاس ہے۔ ۳۰ نومبر کو چوہدری صاحب نے ان سے ملاقات کی۔ مرزا محمود نے خلیفہ جمعہ کو ۲۵ ستمبر ۱۹۵۸ء میں اس ملاقات کا ذکر بڑے فخر و مباهات سے کیا ہے۔

مرزا غلام احمد کے پوتے مرزا مبارک احمد نے اپنی کتاب "اور فاران مشنرز" (ہمارے بیرونی مشن) میں چوہدری شریفین کی اسرائیل سے روانگی اور اسرائیلی صدر سے ملاقات کو ان الفاظ میں رقم کیا ہے :-

"قارئین ایک چھوٹے سے واقعے سے ہمارے مشن کی پوزیشن کا اندازہ لگا سکیں گے جو اسے اسرائیل میں حاصل ہے۔ ۱۹۵۶ء میں جب ہمارے مشنری چوہدری محمد شریفین تکریم کے ہیڈ کوارٹر پاکستان آنے لگے تو اسرائیل کے صدر نے انہیں بیغام ارسال کیا کہ وہ جانے سے قبل انہیں ملیں۔ چوہدری محمد شریفین نے موقع سے فائدہ اٹھا کر قرآن حکیم کے جرمن ترجمے کی ایک کاپی آپ کو پیش کی جو آپ نے بخوشی قبول کی۔ یہ انٹرویو اور اس کے احوال اسرائیلی پریس اور اسرائیلی ریڈیو نے نشر کیے تھے۔

چوہدری صاحب کے اسرائیل سے پاکستان آنے سے تقریباً ایک ماہ قبل سرفظیر اللہ مشفق پہنچے تھے۔ آپ اس وقت عالمی عدالت کے جج تھے۔ قیام دمشق آپ نے اسرائیلی مشن کے اراکین سے رابطہ قائم کیا۔ اور کچھ عرصہ قیام کے بعد یورپ چلے گئے۔

چوہدری شریفین کے پاکستان پہنچنے پر الفرقان ربوہ نے ایک خصوصی مضمون "فلسطین میں تبلیغ اسلام" کے زیر عنوان شائع کیا۔ اس آنجنابی اللہ رتہ مدیر الفرقان نے لکھا۔

'مولانا محمد شریفین صاحب فلسطین مشن کے انچارج ہوئے آپ ۱۹۳۸ء سے ۱۹۵۵ء تک اس مشن میں فریضہ تبلیغ انجام دے کر ابھی حال ہی میں واپس آئے ہیں۔۔۔۔۔ (آپ مع اہل و عیال واپس آئے ہیں۔ اور ان کی جگہ اس مشن کے انچارج مولانا جلال الدین صاحب مقرر ہوئے ہیں پتہ

اسرائیلی امداد

۱۹۵۶ء میں نہر سوز کے مسئلے پر جنگ چھڑ گئی۔ قادیانی مشن اسرائیل نے سامراجی طاقتوں کی اسی طور سے مدد کی جیسے جنگ عظیم اول اور دوم میں کی جا چکی تھی۔ اسرائیل نے قادیانیوں کی خدمات کو خاص طور پر سراہا۔ جنگ کے کچھ عرصہ بعد، ۱۹۵۵ء میں مرزا مبارک احمد نے "اشاعت اسلام اور ہماری ذمہ داریاں" کے عنوان سے جلسہ سالانہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے اسرائیلی حکومت اور قادیانی مشن کے باہم تعلقات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا۔

اس وقت فلسطین میں جو چند مسلمان باقی ہیں ان کی تسلی اور ڈھارس مرمت ہمارے مشن کے ذریعے ہی ہے جو مسلمانوں کی بہبود اور ترقی کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ گذشتہ دنوں ہمارے مبلغ نے حیفہ کے میٹر سے ملاقات کی اور مختلف مسائل پر تبادلہ خیالات کیا۔ چنانچہ ہماری تعلیمی سرگرمیوں سے متاثر ہو کر انہوں نے کہا کہ وہ کباہیر میں مدرسہ کی عمارت بنا کر دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور کہا کہ میں کباہیر ملنے کے لئے آؤں گا چنانچہ بعد میں وہ مقررہ تاریخ پر چارویگر معزز آدمیوں سمیت آئے جن میں مہندس ابلاوا بھی تھا اس موقع پر جماعت کے دوستوں اور مدرسہ احمدیہ کے طلباء نے معزز مہمانوں کا استقبال کیا اور ان کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی گئی۔ واپسی سے قبل میٹر صاحب نے مشن کے رسبرس میٹر صاحبہ کا اثرات کا اظہار کیا۔

ہمارے دار التبلیغ میں ایک صحافیہ ملنے کے لئے آئی جس نے تبادلہ خیالات کیا اور بعد میں ہمارے مبلغ مسجد اور مشن ہاؤس کی تصاویر ایک اخبار میں شائع کرائیں۔ اور جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کیا۔  
 ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ سے ایک ماہ قبل ظفر اللہ کی صدارت میں لندن میں ایک کنونشن منعقد ہوا۔ اس کنونشن میں جو قراردادیں پاس ہوئیں ان میں سے ایک خاصی تشریفات کا تھی۔ اخبار جنگ لکھتا ہے :-

پاک بھارت جنگ  
 ۱۹۶۵ء

کنونشن میں سرکین مندوبین نے اس بات پر زور دیا کہ اگر احمدی جماعت برسرِ اقتدار آجائے تو اسیروں پر ٹیکس لگائے جائیں اور دولت کو از سر نو تقسیم کیا جائے اور شراب نوشی ممنوع قرار دی جائے یہ  
 قادیانیوں کی اقتدار حاصل کرنے کی قدیمی خواہش اور جنگ ستمبر میں ان کے مذموم کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے آغا شورش کاشمیری مرحوم نے لکھا ہے کہ :-

مرحوم نواب کالا باغ نے ان سے ذکر کیا کہ قادیانی حصول قادیان کے لئے ایک سازش کے تحت کشمیر میں فوجی کارروائی کرنا چاہتے تھے۔ یہی بات مرحوم کالا باغ نے محترم مجید نظامی ایڈیٹر نوائے وقت کو بتائی۔ آپ عزیز رقم طراز ہیں کہ ڈاکٹر جاوید اقبال کو سر ظفر اللہ نے امریکہ میں صدر ایوب کے نام پیغام دینے کو کہا کہ پاکستان کشمیر پر

چربانی کر دے۔ بین الاقوامی صحفوں کے آوردہ ہونے کا کوئی خطرہ نہیں۔ آنجنابی جنرل اختر مگس اس سائز میں  
 پیش پیش تھے۔ اس سٹیٹمنٹ کے منسوب ہونے کا مقصد پنجاب کی بالوا، سر یا بلاوا، طرکے، سرت اور باقی مغربی  
 پاکستان کی شکست و ریخت کے ساتھ ساتھ مشرقی پاکستان کو آگے کرنا تھا۔

## جلیج فارس میں تخریب کاری

جنگ ستبر کے زمانے میں بہت سے قادیانی ایران میں موجود تھے جو  
 جلیج فارس میں اسرائیلی مفادات کی تکمیل میں مصروف تھے۔ ان  
 کے جیوش اکیسی تہران اور رلد جیوش نہائرس کے تہران آفس سے گہرے روابط تھے۔ اور انہی کے  
 اشارے پر کام کرتے تھے۔ جنگ کے بعد ان میں سے بیشتر قادیانیوں نے اسرائیل میں سکونت اختیار کر  
 لی اور عرب اسرائیل جنگ (۱۹۶۷ء) سے قبل عرب علاقوں میں سازش اور جاسوسی میں ملوث رہے۔ ایران  
 سے ان قادیانیوں کے ۱۹۶۵ء میں اسرائیل جانے اور وہاں قیام کرنے کا اگستائے یہودی مسنعت جنکیب  
 ایملانڈاؤ نے اپنی کتاب اسرائیل میں عرب میں کیا ہے۔ اس نے لکھا ہے۔

۳۱ دسمبر ۱۹۶۵ء کو اسرائیل میں غیر یہودی افراد کی تعداد تین لاکھ ستائیس تھی جو تمام عرب تھے اور  
 ایران سے آنے والے کچھ سوا احمدی یہاں موجود تھے۔

## عرب اسرائیل جنگ

۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں عربوں کی پسپائی پر علاقہ کبابیرہ اسرائیل  
 کے قادیانیوں نے جشن مسرت منایا اور چراغاں کیا۔ پاکستان کے قادیانیوں  
 اور ان کے خلیفہ ناصر احمد نے اس موقع پر معنی خیز خاموشی اختیار کئے  
 رکھی۔ اور اپنی سابقہ روش کے مطابق صیہونی جارحیت کے خلاف کوئی بیان نہ دیا اور نہ ہی عربوں کے  
 حق میں کوئی آواز اٹھائی جب کہ پاکستان نے فلسطینی مجاہدین اور عرب ممالک کے حق میں زبردست  
 مہم چلائی۔ اور بین الاقوامی اداروں میں اسرائیلی جارحیت کی مذمت کی۔ اس حمایت کا یہودیوں نے پورا

۱۔ آغا شورش کاشمیری مرحوم، عجیب اسرائیل، لاہور ۲۵ نیز قادیانی عزائم کی جھلک کے لئے ملاحظہ فرمائیے موجودہ حالات  
 اور بعض نئی نئی جہازیں لپٹی ۱۵، جنکیب ایملانڈاؤ (۱۹۶۷ء تا ۱۹۶۸ء) اور میزان اسرائیل، ۱۔  
 پریشیکل سٹی، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس سنک ۱۹۶۹ء ص ۴۔

۲۔ آغا شورش کاشمیری، مرزاٹیل، لاہور ۱۹۶۸ء ص ۱۱۶۔

یورائوس آیا اور اپنی برہمی کا اظہار کیا۔ برطانیہ کی صیہونی یہودی تنظیموں کی آواز ہفت روزہ 'جیوش کرائفل' لندن نے ۹ اگست ۱۹۶۷ء کے شمارے میں سابق وزیر اعظم اسرائیل بن گوریان کی سوہن یونیورسٹی پیرس میں کی گئی عرب اسرائیل جنگ ۱۹۶۷ء کے موضوع پر ایک تقریر نقل کی جس میں صیہونی رہنما نے پاکستان کے اسرائیل کے خلاف نفرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

عالمی صیہونی تحریک کو پہلے ہے کہ اپنے خلاف پاکستانی خطروں سے غافل نہ ہو۔ بلکہ اب پاکستان اس کا سب سے پہلا نشانہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ عقائد اسلام پر یعنی یہ حکومت ہمارے وجود کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔ تمام پاکستانی باشندے یہودیوں سے نفرت کرتے ہیں اور عربوں سے محبت و بہر دی رکھتے ہیں۔ عربوں کے لئے پاکستان کی یہ محبت و بہر دی اسرائیل کے حق میں خود عربوں سے زیادہ خطرناک ہے اس لئے عالمی صیہونیت کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ پاکستان کے خلاف فوری اقدام کرے۔ بن گوریان نے آگے کہا کہ چونکہ ہندوستان کے ہندوؤں میں دلوں میں پاکستان سے نفرت ہے۔ اس لئے اس کو بہترین اڈہ بنایا جائے۔

امریکی یہودی پروفیسر ہنری (۱۹۲۷-۱۹۸۰) جو فوجی امور کا ماہر ہے اپنی کتاب

'قطر العسکرۃ فی الشرق الاوسط' کے صفحہ ۲۱۵ پر پاکستانیوں کے خلاف زہرا لگتے ہوئے لکھتا ہے:-  
 "پاکستانی فوج کے قلوب رسول عربی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت سے بھرے ہوئے ہیں اور یہی وہ جذبہ ہے جو پاکستان اور عربوں کے درمیان بندھنوں کو مضبوط کرتا ہے۔ یہ جذبہ عالمی صیہونیت کے لئے ایک خطرہ عظیم ہے اور اسرائیل کی توسیع کے راستے میں ایک زبردست رکاوٹ ہے۔ اس لئے یہودیوں کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ اس جذبہ محبت کے تمام وسیلوں کو کمزور کر دیں۔ اور وہ تبھی اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔"

قادیانی مشن کے ذریعہ صیہونی یہ دونوں مقاصد حاصل کر سکتے تھے۔ ان مذکورہ عزائم کی تکمیل کے لئے اسرائیل کی صیہونی ریاست نے قادیانی مشن کی زبردست پشت پناہی کی یہی وجہ ہے کہ اس جنگ کے بعد انتہائی ظالمانہ طریقوں سے یہودیوں نے فلسطینی عربوں کو ان کی سرزمین سے باہر نکالا سینکڑوں شہید کروائے گئے

ہزاروں بے گھر ہوئے ان کا صرف پرچم تھا کہ وہ ختم المسلمین کے نام لہا تھے لیکن قادیانی مشن نے دن بدن ترقی کی۔ ظاہر ہے کہ یہودی اپنی تمام عصبیتوں کے تحت اسرائیل میں جمع ہیں۔ وہ اپنی نام نہاد نظریاتی ریاست میں کسی ایسے مذہبی یا سیاسی گروہ کو پھیلنے پھولنے کی اجازت دے سکتے ہیں جو اسلامی لشکر پات کا پرچار کرے اور ان کی ملی بقا کے لئے نسلوں کا موجب بنے۔ عیسائی مشنریوں نے بہت سے مواقع پر مطالبہ کیا کہ اسرائیلی انہیں تبلیغ کی اجازت نہیں دینے بلکہ لیکن قادیانی مشن بڑی تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔

## مراٹھا ناصر کا دورہ یورپ

۱۹۶۷ء کی جنگ کے تصور اعراء بعد قادیانی خلیفہ ناصر احمد یورپ کے دورے پر روانہ ہوئے۔ سر ظفر اللہ لندن میں موجود تھے۔ اس وقت

کے پلاننگ کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین ایم ایم احمد بھی سرکاری طور پر لندن پہنچ گئے۔ لندن میں سامراجی اور سیہونی نمائندوں کی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کے نتیجے میں پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچانے کے عرب ریاستوں میں سازشیں پروان چڑھانے اور افریقہ میں اسرائیل لابی تیار کرنے کا جامع منصوبہ مرتب کیا گیا۔

## افریقہ میں سیہونی لابی

افریقہ میں قادیانی عزائم کا مختصر ذکر کیا جا چکا ہے اور برطانوی نوآبادیات میں ان کی سرگرمیوں پر اجمالی گفت گو ہو چکی ہے۔ عرب اسرائیل جنگ

۱۹۶۷ء سے بہت پہلے قادیانیوں نے افریقہ میں مضبوط تبلیغی مراکز قائم کر رکھے تھے جن سے سامراج اور سیہونیت کے سیاسی پروگرام کی تکمیل کا کام لیا جاتا تھا۔ جنگ کے بعد ان کی سرگرمیوں میں بے پناہ اضافہ ہو گیا۔ کیونکہ اسرائیل نے اس بڑے عظیم اثر و نفوذ پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ قادیانی افریقی ممالک میں پاکستان کو قادیانی مرکز اور قادیانی سیٹ کے طور پر پیش کرتے رہے۔ انہوں نے سامراجی مفادات کے تحفظ کے لئے عیسائی مشنریوں کے ساتھ مل کر کئی تحریکات چلائی۔ نائیجیریا کے مرحوم وزیر اعظم ابو بکر تغاوا بلیوا اور احمدو ببلو شہید کے خلاف ایسی مذہبی تحریکات چلائی گئیں۔ پیرس کے غیر جانبدار جریدے لی موند

۱۔ روزنامہ مارننگ نیوز کراچی ۲۶ ستمبر ۱۹۷۳ء لے آفاشدش کاشمیری، مرناٹیل، لاہور ص ۱۱۹

۲۔ الفارۃ الافریقہ بین الثقافات الاستعماریۃ والوجہۃ الثوری، دکتور سعید خودنی کراچی پریس ۱۹۶۸ء ص ۱۱۳ تا

اور جانے افریقہ سے بھی اس بات کی شہادت ملتی ہے کہ قادیانیوں نے برطانوی حکومت کے ساتھ مل کر ان دو عظیم مسلمانوں کے غلامت زہریلا پروپیگنڈہ کیا اور لائبریا میں جب محمد ابو بکر تغا دا اور الحاج بلو کی شہادت پر سرکاری طور پر لکھی کے پراخ جلائے گئے تو لائبریا کے عیسائی مشنری ادارے تو خاموش رہے لیکن وہاں پر قادیانیوں اور برہائیوں کے مراکز نے اس خوشی میں لائبریا کی اسرائیل نواز حکومت کا پوٹو ساتھ دیا۔

عرب اسرائیل جنگ کے بعد سر فظرف اللہ نے جنوبی افریقہ کا دورہ کیا۔ اخبار مشرق لاہور نے اسے پی پی اور رائٹر کے حوالے سے یہ خبر دی۔

پریٹوریا۔ ۳۰ نومبر۔ (ا۔ پ۔ پ۔ رائٹر) عالمی عدالت کے جج سر فظرف اللہ نے جنوبی افریقہ کے مختلف دورے پر آج جب کیپ ٹاؤن پہنچے تو یہاں کے ۳۵ ہزار مسلمانوں نے ان کا مکمل بائیکاٹ کیا۔ سر فظرف اللہ کے بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ گذشتہ دنوں مقامی مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کے مشترکہ اجلاس میں کیا گیا۔ مقامی مسلمانوں نے جو سر فظرف اللہ کے احمدیہ فرقہ کو مسلمان تسلیم نہیں کرتے اس بات پر بھی نفرت کا اظہار کیا ہے کہ فظرف اللہ نے جنوبی افریقہ کا دورہ کیا حالانکہ پاکستان نے آج تک اس ملک سے سفارتی تعلقات قائم نہیں کئے ہیں۔ وہ (پاکستان) جنوبی افریقہ سے بائیکاٹ کے فیصلے میں ابتلا ہی سے شامل ہے۔ سر فظرف اللہ کیپ ٹاؤن پہنچے تو مسلمانوں نے اپنے فیصلے کے مطابق ان کا بائیکاٹ کیا۔ سر فظرف اللہ یہاں جس ہوٹل میں ٹھہرے وہ صرف گورے لوگوں کے لئے مخصوص ہے انہوں نے آج جنوبی افریقہ کی عدالت عالیہ کے چیف جج سر کٹائن کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھایا ایک پریس کانفرنس سے بھی خطاب کیا۔ جس میں کہا کہ جنوبی افریقہ کی حکومت نے ان کے ساتھ دوستانہ سلوک کیا ہے وہ اس سے بہت متاثر ہوئے ہیں اور وہ پاکستان اور جنوبی افریقہ کے درمیان تعلقات بہتر بنانے کے لئے اپنی بساط سے بڑھ کر کوشش کریں گے۔

فظرف اللہ خان اس سے قبل جو ہنسبرگ قیام کر چکے ہیں جہاں شہر کے گورے میئر نے ان کے اعزاز میں دستو دی تھی کیپ ٹاؤن میں احمدیہ فرقہ کے ایک سرکردہ رہنما شیخ ابو بکر بخاری نے فظرف اللہ خان کے اعزاز

میں ایک دعوت کا اہتمام کیا جس میں ممتاز گورے شہریوں کے علاوہ بعض سیاہ فام باشندوں کو بھی مدعو کیا گیا۔

جنوبی افریقہ آج بھی استعمار کا ایک اڈہ ہے۔ پاکستان نے اس کی نسل پرست سرکار کو کبھی تسلیم نہیں کیا۔ اور نہ ہی تعلقات پیدا کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ جنوبی افریقہ کی موجودہ دوسرے حکومت کے اسرائیل سے گہرے تعلقات ہیں۔ کئی سالوں سے قادیانیوں کا ایک مضبوط مشن جنوبی افریقہ میں موجود ہے۔ اس کی ترقی میں قادیانی مبلغ ایم۔ جی۔ ابراہیم نے اہم خدمات انجام دی ہیں انہوں نے اسرائیل اور جنوبی افریقہ کے تعلقات کے فروغ کے لئے بڑا کام کیا۔

اپریل ۱۹۷۰ء میں خلیفہ ناصر احمد نے گھانا۔ نائیجیریا اور دوسرے افریقی ممالک کا دورہ کیا۔ اس دورے کے بعد لندن پہنچ کر نصرت جہاں فنڈ کے قیام کا اعلان کیا۔ آپ کی اپیل پر فوراً ۲۸ ہزار پونڈ کی ادائیگی کے وعدے ہو گئے۔ اور تین چار ہزار پونڈ جمع ہو گئے۔

افریقہ میں قادیانیوں اور اسرائیلیوں کے مفادات مشترک ہیں وہ اس علاقے میں سامراجی طاقتوں کے نوآبادیاتی عزائم کو پورا کرنے کے لئے سیاسی اور معاشی تسلط قائم کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ ان طاقتوں کے جانشین بن کر افریقہ کی انقلابی تحریکات اور افریقی عوام کی سامراج دشمن جدوجہد کو ناکام بنا سکیں۔ قادیانیوں کی یہ سرٹوڑ کوشش ہے کہ اس علاقے کو مشرق وسطیٰ سے الگ کر کے اپنے حلقہ اثر میں لایا جائے اور اسے استعماری اڈہ بنا کر عرب ممالک کی سالمیت اور بقا کے خلاف سازشیں کی جائیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اسرائیل کے توسیع پسندانہ عزائم کے لئے راہ ہموار کی جائے۔ ۱۹۷۳ء کی عرب اسرائیل جنگ میں اسرائیل کو افریقی اتحاد کے باعث سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی لئے آج کل وہ اس علاقے میں اثر و نفوذ کے لئے پہلے سے زیادہ کوشاں ہیں۔ اسرائیل کی بعض کثیر الاقوام (Multinational) کمپنیاں قادیانی مشنوں کی مانی سرپرستی کر رہی ہیں اور قادیانی عناصر کو فوج میں بھرتی کیا جا رہا ہے۔ تاکہ مستقبل میں اقتدار پر قبضہ کرنے کی راہ ہموار کی جائے اور ان ممالک میں باہمی کشیدگی برقرار رکھی جاسکے۔

۱۰ اپریل ۱۹۶۸ء

۲۹ جولائی ۱۹۷۲ء



## تل ابیب کے ایجنٹ

ایوب خان مرحوم کے خلاف عوامی تحریک کے دوران اسرائیل کے صیہونیوں کے

ایماں پر قادیانی پاکستانی سیاست میں مداخلت کرتے رہے۔ لاہوری مرزا ٹی

این۔ اے۔ فاروقی اور ایم ایم احمد سامراج کے مہرے اور تل ابیب کے آلہ کار تھے۔ مولانا فرید احمد مرحوم

اپنی کتاب سورج بادلوں کی اوٹ میں، میں تحریر فرماتے ہیں کہ موقر عالم اسلامی کے (سکرٹری جنرل) جناب

عنایت اللہ نے انہیں لکھی میں بتایا کہ بیچوڑ تھا ایم ایم احمد کی معرفت اپنی کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ انہیں

تل ابیب سے ہدایات ملتی ہیں۔ قادیانیوں اور یہودیوں کی ساز باز اتنی عیاں ہے کہ نظر انداز نہیں کی جا سکتی۔

مولانا مرحوم مزید لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے ایک دوست کو سازشیوں کے ایک بین الاقوامی گروہ کے

بارے میں معلومات دیاں اور قادیانیوں کے رول سے آگاہ کیا۔ یہی کیے مارشل لاء سے تین روز قبل ۲۲

مارچ ۱۹۶۹ء کو مشرقی پاکستان میں علماء کے ایک اجتماع سے آپ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان کا

عالمی سیاست میں ایک منفرد کردار ہے اور اس کے خلاف بین الاقوامی صیہونی سازش جاری ہے کیونکہ وہ

اسرائیل کے خلاف جنگ کی پشت پناہی کرتا ہے اور سرکاری محکموں میں قادیانیوں کے روپ میں اس کے ایجنٹ

موجود ہیں۔

بین الاقوامی سطح پر مقررہ اللہ نے اپنے سامراجی صیہونی آقاؤں

کی خوشنودی کو ملحوظ رکھا تو پاکستان میں اس مشن کی تکمیل میں

ایم ایم احمد، سپر مژرا بشیر احمد ایم اے پیش پیش رہے انہوں نے

پاکستان کی معاشی منصوبہ بندی کو یہودی ادارے فورڈ فاؤنڈیشن کی وساطت سے اس نرج پر ڈھالاک مشرقی

اور مغربی پاکستان کا معاشی فرق زیادہ سے زیادہ ہوتا چلا گیا۔ آپ منصوبہ بندی کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین تھے

یہودی ادارے کے معاشی مشیروں اور ایم ایم احمد کی گڑھی چھتی تھی۔ کیونکہ گندم جنس باہم جنس پرواز

کے مصداق یہ ایک ہی ہڈی کے پتے تھے بلکہ

یہی خان کے دور میں ایم ایم احمد پاکستانی سیاست میں مداخلت کرتے رہے ان کے شرمناک کردار کو کوئی مستند

## یہودی ادارے فورڈ فاؤنڈیشن

### کا آلہ کار

۱۹۵۰ء سے ۱۹۶۰ء تک

۱۹۶۳ء جولائی ۲۲ء

۱۹۶۳ء جولائی ۲۲ء

سیاسی زعماء نے بے نقاب کیا خاص طور پر مارچ ۱۹۷۱ء میں ڈھاکہ میں مذاکرات کے موقع پر ان کی خفیہ چالیں اور مکروہ عزائم کھل کر سامنے آ گئے جس کے نتیجے میں ملک کو تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔ ان مذاکرات کے موقع پر اخبار جنگ کراچی نے سیاسی مبصرین کے ایم ایم احمد کے بارے میں تاثرات کو نقل کرتے ہوئے لکھا:-

صدر کے اقتصادی مشیر ایم ایم احمد جو سیاسی بحران سے متعلق ہونے والی بات چیت کے موقع پر آج کل ڈھاکہ میں ہیں ان کی یہاں موجودگی سے انتہائی ذمہ دار سیاسی حلقوں میں شکوک کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ یہاں کے سیاسی اور دوسرے حلقوں میں مسٹر ایم ایم احمد کو ایوب حکومت کے دور سے پہلے مرکزی اقتصادی امور کے سیکریٹری اور ایوب حکومت کے دور میں منصوبہ بندی کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین کی حیثیت سے مشرقی پاکستان کی اقتصادی محرومی کا ذمہ دار اور سیاسی سازشوں کا معمار سمجھا جاتا ہے۔ ایوب خاں کے زوال کے بعد انہیں یہاں کے عوامی مطالبہ پر منصوبہ بندی کمیشن سے ہٹا دیا گیا تھا لیکن اس کے بعد زیادہ طاقت ور یعنی صدر کے اقتصادی مشیر کی حیثیت سے دوبارہ مسلط کر دیا گیا۔ اس مقرر کی یہاں (ڈھاکہ) خدمت بھی کی گئی تھی۔ پھر حزب انہیں مشرقی پاکستان میں طوفان زدہ افراد کی آباد کاری کی رابطہ کمیٹی کا چیئرمین مقرر کیا گیا تو بھی شدید رد عمل کا اظہار کیا گیا۔ اب یہاں کے سیاسی بحران کے حل کے لئے ہونے والے مذاکرات کے موقع پر ان کی موجودگی کو با معنی قرار دیا جا رہا ہے۔ کیونکہ مسٹر ایم ایم احمد کو میٹرو پولیٹن سیاسی گروپ کا سب سے طاقت ور بیورو کریٹ ترجمان تصور کیا جاتا ہے۔ اور اسی گروپ کو ملک کے بحران کا ذمہ دار قرار دیا جا رہا ہے۔

## مشرقی پاکستان کا المیہ

پاکستان کے تمام تقاریر سیاسی رہنما الزام لگا چکے ہیں کہ اسرائیل اور سی آئی اے نے قادیانیوں کی معرفت ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں مداخلت کی۔ ایسے ہی مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں قادیانیوں کے رول کے بارے میں منجملہ اور شوانہد کے سر فہرست خط کو پیش کیا جاتا ہے جو انہوں نے ۸ مارچ ۱۹۷۱ء کو اپنے ایک دوست کے نام لکھا جو بقول ان کے مغربی پاکستان کی ایک اہم سیاسی شخصیت کے بہت قریب تھا۔ انہوں نے ان کا نام ظاہر نہیں کیا۔ خط

کابل اباب یہ ہے۔ کہ اب مشرقی اور مغربی پاکستان کے ایک رہنے کا کوئی امکان نہیں رہا۔ ان کو متحد رکھنے کی کوشش کرنا لا حاصل ہے۔ لہذا اب خوش دلی کے ساتھ علیحدگی کی فکر کرنی چاہئے۔ یہ وہ وقت تھا جب سیاسی جماعتیں اس امر کے لئے کوشاں تھیں کہ اس مسئلہ کا کوئی سیاسی حل نکل آئے تاکہ پاکستان کی وحدت قائم رہے چاہے اختیارات کی تقسیم میں کمی بیشی ہی کیوں نہ ہو۔ اپنے خط میں سرفہر اللہ لکھتے ہیں کہ اب اسماک بالمعروف (اچھی طرح سے بل کر رہنا۔ قرآن نے یہ اصطلاح میاں بیوی کے تعلقات کے لئے استعمال کی ہے) ممکن نہیں رہا ہے۔ تشریح بالاحسان (نیک دلی کے ساتھ علیحدگی) کا راستہ رہ گیا ہے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مظاہر نے سرفہر اللہ کی سرگرمیوں کے بارے میں اسمبلی میں سوال اٹھایا جسے مسترد کر دیا گیا۔ اس معاملہ میں اسرائیل اور بھارت کی دلچسپیاں اتنی واضح تھیں کہ مشہور ماہنامہ الحق کے مدیر محترم نے سقوط مشرقی پاکستان سے تین ماہ قبل ایک شذرہ میں کھلے خدشات کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

ایک اطلاع کے مطابق بھارت کے قادیانیوں نے نام نہاد بنگلہ دیش کے لئے بھارت کی تمام پالیسیوں کی مکمل حمایت کا اعلان کر دیا ہے۔ مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور میں "قادیان" کے مقام پر احمدیہ فرقہ کے ایک اجلاس میں بنگلہ دیش کے لئے بھارت کی پالیسی کی حمایت کا اعلان کرتے ہوئے مالی امداد دینے کا بھی اعلان کیا گیا۔ اور بھارتی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ بنگلہ دیش تسلیم کرے۔ اجلاس نے اپنے فرقہ کے تمام افراد کو ہدایت کی کہ وہ بنگلہ دیش کی تحریک میں ہر ممکن تعاون کریں۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس تعاون کی اپیل صرف بھارتی قادیانیوں سے کی گئی ہے یا دنیا بھر کے قادیانیوں سے مگر "قادیان" جیسے مرکز کی "تقدیس" دنیا بھر کے قادیانیوں کے لئے نظر انداز کرنی مشکل ہے۔ ہم اس خبر پر اپنی طرف سے کیا حاشیہ آرائی کر سکتے ہیں ع

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

اور اس کے ساتھ سعودی عرب کے مؤقر جریدہ "البلاد" ۱۷ ستمبر کی یہ اطلاع بھی پڑھئے جو ایڈیٹر نے پر جوش ایمانی جذبہ میں ڈوب کر اپنے ایڈیٹوریل میں دی ہے۔ کہ محمود قاسم نامی مجیب الرحمن کے کسی نام نہاد

۱۵ نظر سدخان، دی ایگنی آف پاکستان، آکسفورڈ، ۱۹۷۴ء ص ۱۵۳

۱۶ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق، قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ، مودتہ المستفیہین، اکوڑہ ضلع ص ۲۲۵

سائنسی نے اسرائیل کا دورہ کیا۔ اسرائیل نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور باقاعدہ وفد کے ساتھ دوبارہ اپنے  
 ہاں آنے کی دعوت دی۔ پورے جوش و خروش سے بنگلہ دیش کے موقع کو سراہا اور بیت المقدس میں  
 اس کے لئے پریس کانفرنس کا انتظام کر لیا گیا۔ اسرائیل — بھارت — اور اس کے ساتھ قادیانیت  
 کیا ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں تو نہیں ہیں۔ قادیانیت اسرائیل کو اپنا سرپرست بھی سمجھ رہی ہے قادیانیت  
 بنگلہ دیش کے لئے امداد کی اپیل بھی کر رہی ہے۔ اور قادیانیت پاکستان کی سلامتی اور تحفظ کی واحد علمبردار  
 بھی بنی ہوئی ہے۔ باللہجب۔ کیا تاریخ میں مسلمانوں کے خلاف ایسی دھاندلی کی کوئی اور مثال بھی مل سکتی  
 ہے؟

## عرب سہما کی کٹولیشن

پاکستان کو دو ٹوٹ کرنے اور بین الاقوامی سازش میں اہم مہرے کے طور  
 پر کام کرنے کے بعد سحر یک ختم نبوت ۱۹۷۲ء تک قادیانیوں نے  
 بھٹو حکومت سے گٹھ جوڑ کر کے جو مفادات حاصل کئے اور جن جن نرا یوں سے سامراجی طاقتوں کے لئے  
 کام کیا اس خونچکاں داستان کو تفصیلاً بیان کرنا ممکن نہیں۔ ہم اب اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہیں۔  
 اور دورِ حاضر کے عرب مفکرین کے قادیانیت کے متعلق خیالات کو پیش کرتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ عرب  
 ریاستوں میں قادیانیوں کو اچھی طرح سے پہچانا جانے لگا ہے۔ لوگوں کو معلوم ہو چکا ہے کہ مرزائی اپنے  
 تئیں مسلمان ظاہر کر کے پاکستانی ہونے کی آڑ میں استعماری فرائض انجام دیتے ہیں۔ اسرائیل۔ سامراج اور  
 نسل پرست حکومتوں نے ان کو اسلامی ممالک میں جاسوسی کے لئے مقرر کر رکھا ہے اور ان کا پشت تئیں  
 رہا ہے۔

(۱) فاضل محقق محمد منیر القادری، رسالہ القادریۃ، مشن میں رقم فرماتے ہیں:-

جب قادیانیوں نے عرب ممالک میں اپنی تبلیغ کا ارادہ کیا تو انہوں نے اس بات پر بحث کی کہ کون سا  
 شہر اور ملک ایسا ہو سکتا ہے جو ان کے مقاصد کے لئے بہترین ہو۔ کافی بحث و محیس کے بعد ان کو  
 حیف سے بہتر کوئی شہر اس مقصد کے لئے نہ مل سکا۔ اور اس پسندیدگی اور چنناؤ کی محض وجہ انگریزی  
 حکومت کی عمل داری تھی جس کے زیر سایہ وہ اپنے لئے بہترین جگہ امن و استقرار حاصل کر سکتے تھے

اور اپنی بہترین صلاحیتیں بروئے کار لاسکتے تھے۔

آخر کار انہوں نے جیفے میں اپنا تبلیغی مرکز قائم کیا جہاں سے وہ عرب ممالک میں اپنی دعوت اور اثر و رسوخ پھیلاتے رہے۔ انگریزی حکومت کے انخلاء کے بعد انہوں نے فوراً اسرائیلی حکومت سے اپنی وفاداری ظاہر کر کے پوری پوری تندہی سے اپنا کام جاری رکھا۔ اور تاحال ان کا تبلیغی مرکز جیفے میں موجود ہے۔ جہاں سے وہ براستہ فلسطین عرب ممالک میں داخل ہوتے ہیں۔

(ii) رابطہ اسلامی کے جنرل سکریٹری، محمد صالح القذافی نے جون ۱۹۷۳ء میں دنیا کی تمام اسلام حکومتوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے ملکوں میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیں اور مسلمان ملکوں میں اس گمراہ فرقے کو اپنا اثر پھیلانے کی اجازت نہ دیں۔ ان کا یہ بیان رابطہ کے ترجمان اخبار العالم الاسلامی کی ۱۱ جولائی ۱۹۷۳ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔ اخبار نے اپنے اوارق کالم میں لکھا کہ اس میں کوئی شک نہ ہے کہ قادیانی پاکستان کے اتحاد و سالمیت کو پارہ پارہ کرنے میں برابر کے شریک رہے ہیں۔ ان کا نعرہ یہ ہے کہ پاکستان کا اتحاد اور اس کی سالمیت ان کے عزائم کی تکمیل کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔

(iii) مکہ معظمہ کے ایک بااثر روزنامہ المسدوہ نے قادیانیوں کے بارے میں سعودی اور دیگر اسلامی ممالک کے ممتاز اور مقتدر علماء کا ایک مشترکہ بیان شائع کیا جس میں ان علماء نے قادیانیت اور یہودیت کے درمیان خفیہ رابطہ کا انکشاف کیا ہے اور کہا ہے کہ اس رابطے کی بنیاد پراسرائیل میں قادیانیوں کا ایک بہت بڑا مرکز قائم کر رہا ہے۔ مشترکہ بیان میں مزید کہا گیا کہ برطانوی مستعمار نے مسلمانوں میں اختلاف و افتراق پیدا کرنے کی غرض سے قادیانیت کو جنم دیا تھا۔ اسرائیل کے زیر قبضہ مصری، شامی اور اردنی علاقوں میں بھی قادیانیوں کے مراکز قائم ہیں۔ وہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں۔ قادیانیوں نے حال ہی میں ایک مرکز افریقہ میں منتقل کیا ہے۔ ان علماء نے اسلامی حکومتوں کے سربراہوں اور جماعتوں سے اپیل کی ہے کہ وہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیں۔ اور اپنے ممالک میں اس گمراہ فرقے کو کام کرنے کی اجازت نہ دیں۔ اس بیان پر نائیجیریا کے شیخ اسید امین کتبی، الشیخ حسن المشاط، الشیخ محمد نور سیف، الشیخ حسنین المنخولف سابق مفتی مسر، الشیخ ابوبکر جرمی، سعودی

عرب کے ایشیخ محمد علوی المالکی۔ ایشیخ اسماعیل زین۔ ایشیخ محمد زیدم الطلحی۔ اور ایشیخ عبدالستار بن سعد وغیرہ شامل ہیں۔

(iv) روزنامہ البسلاغ، طرابلس (لیبیا) نے، ۲۴ نومبر ۱۹۷۴ء کو اپنے ذرائع نگار کے حوالے سے سوریہ کی قادیانی امت افریقہ میں ہمسائی ریاستوں کی پناہ لے کر اسلامی ریاستوں کے خلاف جاسوسی اور مخبری کے فرائض انجام دے رہی ہے۔

مسلم اکابرین اس حقیقت کو جان چکے ہیں کہ اسرائیل کی تاسیس میں قادیانیوں کا معتدبہ حصہ ہے اور یہ تحریک اور صیہونیت ایک ہی ٹہنی کے پتے ہیں۔ اسرائیل میں قادیانی مشن یہودیوں کو قادیانی بنانے کے لئے نہیں بلکہ اسے ایسے اڈے کی حیثیت حاصل ہے جہاں سے اسرائیل کے لئے مسلمان ملکوں کے خلاف جاسوسی کی جاتی ہے اور جو عرب مسلمان اسرائیل میں موجود ہیں ان کے حوصلے پست کئے جاتے ہیں تاکہ اسرائیل کے خلاف ان کی قوت مزاحمت سرد پڑ جائے۔ قادیانی رضا کار عرب مجاہدین کی سیاسی اور گوریلا سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں اسرائیلی فوج میں ملازمت کا حق حاصل ہے۔ لیکن غریبوں کو قطعاً نہیں ہے۔ اس امر کا انکشاف لوویل یونیورسٹی امریکہ کے شعبہ سیاسیات کے چیئر مین آئی ٹی ٹونانی نے اپنی تصنیف "اسرائیل۔ ۱۰۰ پروبل" ص ۵۵، پر مقدس سرزمین میں مذہب کے زیر عنوان کیا ہے۔ یہ کتاب پال ہال لندن سے شائع ہوئی ہے۔ قادیانی فریب کاروں نے پہلے تو اس کتاب کے وجود ہی سے انکار کر دیا۔ لیکن جب ثبوت ہم پہنچائے گئے تو انہیں خاموشی اختیار کرنے کے بغیر چارہ نہ رہا۔ یہ حقیقت بھی منظر عام پر آچکی ہے کہ اسرائیل نے قادیانیوں کی وساطت سے عرب گوریلا اور چھاپہ ماتر تنظیموں کے خلاف کارروائیاں کیں۔ تنظیم آزاد فلسطین (PLO)، فلسطین تحریک مزاحمت (PRM)، الفتح، پاپولر فرنٹ (PF) اور چھاپہ ماتر تنظیم اے ایل ایف میں قادیانی اثر و رسوخ حاصل کر کے ان کو داخلی طور پر سبوتاژ کرتے ہیں اور اسرائیل کے خصوصی آلہ کاروں کے طور پر کام کرتے ہیں۔

۱۰۔ بحوالہ چٹان لاہور۔ ۶ جولائی ۱۹۷۳ء ۱۱۔ بحوالہ چٹان لاہور۔ ۱۰ نومبر ۱۹۷۴ء

۱۲۔ ہفت روزہ طاہر لاہور، ۱۱ اپریل ۱۹۷۶ء

۱۳۔ ۵۵ نامہ جمعہ اکوڑہ خٹک نومبر ۱۹۷۳ء ص ۲۶

# تحریک ختم نبوت

## ۱۹۶۴ء

۱۹۶۰ء کے عام انتخابات میں قادیانیوں نے پیپلز پارٹی کے ساتھ باقاعدہ معاہدہ کر کے ان کی مالی اور افرادی مدد کی۔ انہوں نے اس پارٹی کو تمام قادیانیوں کے ووٹ دلوائے۔ اور اپنے متعدد امیدوار بھی کامیاب کر گئے۔

اس گٹھ جوڑ کے زعم میں کئی قادیانی حکومت کے خواب دیکھنے لگے۔ ۱۹۶۳ء میں پاکستان ایئر فورس کے قادیانی سربراہ ظفر چوہدری نے دورون خانہ سازش کی اور بعض اعلیٰ افسران کو جو ان کی راہ میں مزاحمت تھے ریٹائر کر دیا۔ ان سینئر افسران نے حکومت کو صحیح صورت حال سے آگاہ کیا جس کے نتیجے میں ظفر چوہدری مستعفی ہو گئے۔ واضح رہے کہ پٹنہ سی سازش کیس (۱۹۵۱ء) میں میجر جنرل نذیر احمد (سر ظفر اللہ کے نذر لفظ) اور دیگر قادیانی افسروں نے سوئسٹوں سے مل کر بزور حکومت پر قبضہ کرنے کی سازش کی تھی، جو ناکام ہوئی۔

مئی ۱۹۶۴ء میں قادیانیوں نے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کے لئے ربوہ میں نشتر کالج ملتان کے طلباء پر بڑا دلانا حملہ کیا۔ اور عوام کے غیرت و غضب کو دعوت دی۔ اس سے قبل ۲۸ اپریل ۱۹۶۳ء کو آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد منظور کر لی تھی اور ملک کے طول و عرض میں مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ پاکستان میں بھی انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ واقعہ ربوہ کے بعد پاکستانی دوست عوامی تحریک چلائی گئی اور اس دیرینہ مطالبہ کو دہرایا گیا کہ قادیانیوں کو ملت اسلامیہ سے الگ کیا جائے۔ تحریک کے دوران ۵ جون ۱۹۶۴ء کو سر ظفر اللہ نے لندن میں ایک پریس کانفرنس بلوائی اس میں انہوں نے بین الاقوامی پریس کو نہ صرف غلط معلومات مہیا کیں بلکہ یہ بھی کہا کہ امریکہ میں احمدی جماعت امریکی وزارت خارجہ سے برابر رابطہ رکھے ہوئے ہے۔ انگلستان کے احمدی بھی برطانوی دفتر خارجہ سے تعلق پیدا کریں اور برطانوی پارلیمنٹ کے ارکان کی توجہ بھی اس جانب مبذول کرائیں تاکہ برطانوی حکومت بھی اپنا موثر کردار ادا کر سکے۔

جیہونی پریس نے قادیانیوں کی اعانت میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ حکومت اسرائیل نے قادیانی مبلغ جلال الدین قرکوین دلیا کہ اسرائیل کے حلیف ان کی ہر سطح پر مدد کریں گے۔ اور ان کے حق میں آواز اٹھائیں گے۔ برطانوی

۱۰ روز نامہ نوائے ملت لاہور ۲۹ دسمبر ۱۹۶۰ء ۱۰ اخبار جہاں سرت کراچی ۲۴ جون ۱۹۶۴ء

۱۰ روز نامہ نوائے وقت لاہور ۱۹ جون ۱۹۶۵ء

پارلیمنٹ کے بعض یہودی اراکین نے بھی قادیانیوں کے حق میں بیانات دیے۔ قادیانی مشن لندن نے اس تحریک کے دوران عالمی پریس کے رد عمل کو کتابی صورت میں عدون کیا۔ اس میں پروجیوش (یہود نواز) پریس کے تبصرے مطالعے کے لائق ہیں۔

مسلمانوں کی بے پناہ استقامت اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کی قیادت میں آخر کار ۲۷ ستمبر ۱۹۷۲ء کو آئین میں ترمیم ہوئی اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ گو اس ضمن میں ابھی بعض اہم امور حل طلب ہیں پھر بھی یہ ایک عظیم کام تھا۔ عرب ممالک نے اس موقع پر قابل قدر اسلامی اخوت کا مظاہرہ کیا۔

تحریک ختم نبوت کے بعد قادیانیوں نے یورپ، افریقہ اور مشرق وسطیٰ میں پاکستان کو بدنام کرنے کی زبردست تحریک چلائی۔ پاکستان میں یہ لوگ انڈیا گراؤڈ چلے گئے تاکہ عوام کے احتساب سے اپنی جان چھپا سکیں لیکن عدون خانہ ان کی سازشیں جاری رہیں۔

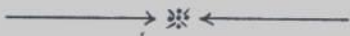
## اسرائیلی گروپ سے رابطہ ضبط

جولائی ۱۹۷۶ء میں امریکہ، برطانیہ، فرانس اور مغربی جرمنی کے ساتھ یہودیوں کا ایک گروپ پاکستان میں سیاحوں کے بھیس میں وارد ہوا۔ انہوں نے پہلے ایک مقامی ہوٹل میں قیام کیا پھر راولپنڈی کے ایک علاقے ڈھوک پراچہ نزد سٹاٹ ٹاؤن میں اپنا مرکز قائم کیا اور اپنی تنظیم چلڈرن آف گڈ، یعنی بنی اسرائیل کا پرچار کرنے لگے۔ انہوں نے جدید یہودی سینٹر کا پرچار شروع کیا۔ صبح کے وقت یہ نام نہاد مبلغ شہ میں گولیوں کی شور میں گھومتے اور لوگوں میں میل جول پیدا کرتے۔ عوام نے جب مقامی قادیانی جماعت کے مربی دین محمد شاہداد رکٹی دوسرے قادیانیوں کو شہر کے مختلف مقامات میں ان کے ساتھ گھومنے پھرتے دیکھا تو وہ چونکے ہو گئے اور اس امر کی اطلاع مقتدر علماء، سزب، اختلاف کے رہنماؤں اور پیپلز پارٹی کے بعض افراد کو بہم پہنچانی گئی۔ مولانا محمد یوسف بنوری کو فون پر قادیانی، یہودی رابطہ ضبط سے آگاہ کیا گیا۔ اور بعض رسائل اور اخبارات کے نمائندوں کو اس گٹھ جوڑ کی ٹوہ لگانے پر مامور کیا گیا۔

آخر کار وفاقی حکومت نے چھان بین کرنے کے بعد ۷ اگست ۱۹۷۶ء کو 'چلڈرن آف گڈ' نامی اس



یہودی تنظیم کو خلات قانون قرار دیا اور اعلان کیا کہ اسے اسرائیل کی پشت پناہی حاصل تھی۔ اس تنظیم کے تین ارکان امریکی یہودیوں رونالڈ کیملر۔ کارول کیملر اور سسر ڈونا۔ دو برطانوی یہودی مسٹر رابرٹ فلورڈ اور مسٹر ایلی فورڈر۔ مغربی جرمنی کے مسٹر یوٹر ساسی اور فرانس کی مس سبیکہ کو بلیک لسٹ قرار دے کر انہیں پاکستان سے نکال دیا گیا۔



# مطبوعات مؤتمرا ل مصنفین

## دعوات حق

شیخ الحدیث مولانا عبدالقوی غفرلہ کے خطبات اور اشادات کا عظیم الشان مجموعہ دین و شریعت

فلاں دعا و معاشرت عمل و عمل خروج و زوال نبوت و رسالت و شریعت و عریقیت پر پہلو پر مجاہدی کتاب صفحات ۶۷۵ بہتر بل ڈائی وار جلد قیمت ۴۵ روپے۔ دعوات حق جلد دوم قیمت ۳۴ روپے

قوی اسمبلی میں اشعار کا مجموعہ

عبدالقوی کے دینی و ملی مسائل پر قرادوں، مباحث، تقاریر اور قراردادوں پر لکھن کان کا روٹل، آئین کولاسٹی اور جمہوری بنانے کی جدوجہد کی مثال اور سندھ و پاکستان، ایک سیاسی و آئینی دستاویز، ایک اعلیٰ ترین سے دیکھا گیا سائنس دان، علامہ اور سیاسی جماعتیں بے نیاز نہیں ہو سکتیں صفحات ۴۰۰ قیمت پندرہ روپے۔

## عبادات و عبادت

شیخ الحدیث مولانا عبدالقوی کے تقاریر کا مجموعہ ہندوئی اور اسکے آداب و عبادات

کی حکمتیں اور اعمال صالحہ کی برکات، اللہ کی عظمت و محبوبیت اور دیگر موضوعات پر عمدہ کتاب صفحات ۸۸ قیمت ۳ روپے

## سند خلافت و شہادت

سند خلافت و شہادت صحیح، تبدیل صحابہ وغیرہ پر شیخ الحدیث

مولانا عبدالقوی کی بسوڑا تقریر مولانا مسیح الحق کی تعلیقات و حواشی کے ساتھ صفحات ۱۰۴ قیمت ۳ روپے۔

## اسلام اور عصر حاضر

از مولانا مسیح الحق مدبر المدی الحق عصر حاضر کے تمدنی معاشی، اخلاقی،

سائنسی، آئینی، تعلیمی اور معاشرتی مسائل میں اسلام کا عقوڈت، عصر حاضر کے علمی و دینی لغتوں اور فرق باطلہ کا تعاقب، بیسویں صدی کے کارزار حق و باطل میں اسلام کی بالادستی کی ایک ایمان افروز جنگ، مغربی تہذیب کا تجزیہ و چرچ لفظ از مولانا ابوالحسن علی ندوی، مخطوطات صفحات ۴۰۰ جلد نمبری ڈائی وار قیمت ۳ روپے

## قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق

از مولانا مسیح الحق مدبر المدی الحق تعمیر اخلاق و اصلاح معاشرہ،

تفسیر نفس میں قرآن حکیم کا معتدلہ آئینہ اور حکیمانہ طرز عمل و عبادات کا آئینہ قابل پیلو۔ قیمت ۳ روپے۔

## الحادی علی مشکلات الطحاوی

شیخ الحدیث مولانا زکریا سہا پوری

کا مسودہ، اور مظاہر العلوم کے دیگر ممتاز محدثین کے مشترکہ غور و فکر کا نتیجہ طحاوی شریف کی تقریباً ایک سو مشکلات کا حل۔ قیمت بارہ روپے

## ہدایۃ القاری صحیح البخاری

از مولانا محمد رفیع مدبر المدی الحق مدرس و مفتی دارالعلوم حقانیہ

بخاری شریف کی قدیم بسوڑا شرح اور امالی کا بر سے زیر بحث مسئلہ پر مباحث کا خلاصہ، مختصر اور جامع شرح جلد اول صحیح بخاری کی کتاب العظم پر مشتمل ہے۔

## برکۃ المغازی

از مولانا محمد حسن جان صاحب اساتذہ دارالعلوم حقانیہ۔ بخاری شریف کی کتاب الجہاد و المغازی

اور حدیث و حدیث زبیر کے متعلق تحقیق و مباحث۔ قیمت چار روپے۔

## پسندیدہ اور ناپسندیدہ باتیں

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی

تقریر سرور کی غیر مطبوعہ بسوڑا تقریر انسان کی تہذیب کا مانی کا معیار اللہ کی نظر میں کیا ہے۔ مرتبہ مولانا مسیح الحق قیمت ایک روپیہ۔

## ایشادات حکیم الاسلام

از علامہ قاری محمد طیب صاحب قاسمی جنتی دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم حقانیہ میں معجزات انبیاء، دارالعلوم دیوبند کی روحانی عظمت اور مقام پر حضرت قاری صاحب مظلومی کی حکیمانہ اور عارفانہ تقریریں۔ قیمت ۱/۵ روپیہ۔

مؤتمرا ل مصنفین دارالعلوم حقانیہ اوڑھ تنگ ضلع پشاور۔ پاکستان